علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

سُنّتِ حبیبؐ



صاحبزادہ
حضرت پیر عبدالقدوس مجددی نقشبندی مدظلہ

بن

مرشدِ عالم محبوب العارفین
حضرت مولانا پیر غلام حبیب نقشبندی مجددی قدس سرہ

پسند فرمودہ

محبوب العلماء والصلحاء
حضرت مولانا حافظ پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

MAKTABA-TUL-FAQEER

بسم اللہ الرحمن الرحیم

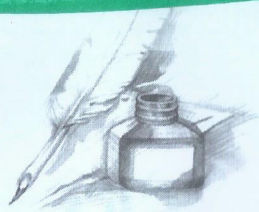
جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	—	سُنّت حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام
مرتب	—	حضرت صاحبزادہ پیر عبدالقدوس محمدی نقشبندی
کمپوزنگ	—	محمد ہمایوں محمدی نقشبندی ، محمد ثقلین محمدی نقشبندی
پروف ریڈنگ و تخریج	—	شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام مرتضیٰ محمدی نقشبندی
اشاعت اول	—	مارچ 2016ء
تعداد	—	2200

www.Tasawwuf.org
0300-9652292,03228669680
0335-7873390,03101702690
E-Mail : Alfaqeerfsd@yahoo.com

مکتبہ الفقیر

اِنتسَاب



فقیر اپنی ناچیز کوشش کو اپنے محسن و مربی عاشق رسول ﷺ والد گرامی قدر

مُرشدِ عالم محبوبُ العارفین

حضرت مولانا پیر غلام حبیب نقشبندی مجددی قدس سرہٗ

کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب کرتا ہے

صاحبزادہ حضرت پیر عبدالقدوس نقشبندی مجددی غفرلہٗ





فہرست مضامین

❁ پیش لفظ		14
❁ عرض مرتب		19
باب: 1	اتباعِ سنت کے آسان طریقے	23
باب: 2	مقصدِ حیات اللہ تعالیٰ کی رضا	33
باب: 3	رضائے الٰہی کا طریقہ اتباعِ مصطفیٰ ﷺ	41
باب: 4	اتباعِ مصطفیٰ ﷺ کا آسان طریقہ عشقِ مصطفیٰ ﷺ	49
❁ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کامیابی کا راز یہی محبت تھی		54



باب:5 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات تمام امور میں اسوہ حسنہ ہے 61

- سنت اور اس کی تعریف 64
- سنت اور اس کی اقسام 65
- مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اسلاف امت کے اتباع سنت کے احوال وواقعات 76
- اتباع سنت کی اہمیت واہتمام پر اسلاف واکابرین امت کے اقوال 79

باب: 6 طہارت کی سنتیں 81

- بیت الخلاء میں داخل ہونے کی سنتیں 82
- بیت الخلاء سے نکلنے کی سنتیں 84
- بیت الخلاء سے نکلنے کی دعا 84
- استنجاء کی سنتیں 85
- طہارت کے فضائل اور سنتیں 86
- مسواک کی سنتیں اور آداب 87
- مسواک کے چند اہم اور مسنون اوقات کا ذکر 88
- وضو کے فرائض 90
- وضو کی سنتیں 90
- وضو کے بعد کی دعائیں 92
- غسل کے فرائض 93
- غسل کی سنتیں 93
- سنت غسل 95
- غسل کا مسنون طریقہ 95

- تیمم کے فرائض 96
- تیمم کی شرائط 96
- تیمم کی سنتیں 97
- تیمم کا مسنون طریقہ 98

باب:7 عبادات کی سنتیں 100

- اذان واقامت کی سنتیں 101
- نماز کے فرائض 103
- نماز کی سنتیں 104
- قیام کی سنتیں 104
- قرأت کی سنتیں 105
- رکوع کی سنتیں 107
- سجدہ کی سنتیں 108
- قعدہ کی سنتیں 109
- جمعۃ المبارک کی سنتیں 111
- خطبہ کی سنتیں 113
- عیدین کی سنتیں 116
- مسنون سورتیں 118
- مستحباتِ نماز 120
- احادیث کی روشنی میں مردوں اور عورتوں کی نماز کا فرق 121
- نماز کے بعد کے مسنون اذکار 123
- خشوع اور خضوع کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاکیزہ اسوہ حسنہ 125
- دعا کی سنتیں 127

- مسجد میں داخل ہونے کی سنتیں 130
- مسجد سے باہر آنے کی سنتیں 131
- مسجد کے آداب وسنن 131
- رمضان اور روزہ سے متعلق سنتیں 132
- صیامِ مسنون 134
- حج کے فرائض 134
- واجباتِ حج 135
- حج کی سنتیں 135
- حج کے مستحبات 136
- عمرے کا طریقہ 137
- حج کے پانچ دن ایک نظر میں 143

باب: 8 روزمرہ کے معمولات 147

- کھانے کی سنتیں 148
- کھانے پینے کے بعد کی دعائیں 150
- غیر مسلم کے ہاتھ کی بنی ہوئی چیزیں 152
- کھانے کا خلافِ سنت طریقہ 152
- پانی شربت اور دوا وغیرہ پینے کی سنتیں 154
- کھانے پینے کی مزید سنتیں 156
- پینے کی سنتیں 158
- ہاتھ دھونا تمام انبیاء کی سنت ہے: 159
- انگلیوں کے چاٹنے کا مسنون طریقہ: 161
- لباس کے متعلق ہدایات وسنتیں 161

- لباس کے درجات ومسائل 164
- لباس کی سنتیں 168
- کپڑا پہننے کی دعا: 169
- چادر انبیا کی سنت ہے 170
- چادر کی مسنون لمبائی وچوڑائی 170
- لنگی باندھنے کا مسنون طریقہ 171
- آستین کی مقدارِ مسنون 171
- رومال سے متعلق سنن وآداب 172
- عورتوں کا مسنون لباس 172
- لباس کے متعلق ہدایات اور سنتیں 172
- لباس کے فرائض 177
- عمامہ کی سنتیں 177
- نکاح وپیدائش اور متعلقہ معاملات کی سنتیں 179
- نکاح کیلئے خطبہ مسنونہ 183
- نکاح کی سنتیں 184
- صحبت کی دعا 185
- رازداری کی سنتیں 185
- شبِ زفاف، مباشرت اور صحبت کے آداب وسنن 187
- بچہ پیدا ہونے کے وقت کی سنتیں 189
- نومولود 190
- بچہ کو پہلی تعلیم: 191
- بیماری وغیرہ کی سنتیں 193
- بخار اور ہر درد کی دعا 194
- دفعِ درد کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی دعا 195



- حفاظت کا مجرب عمل 195
- مسنون کھانے اور ان کے ذریعے علاج 196
- موت اور اس کے بعد کی سنتیں 198
- غسلِ میت کا مسنون طریقہ 201
- غسل کا سامان: 201
- غسل میت کا طریقہ 202
- کفن مسنون 204
- مرد کو کفنانے کا مسنون طریقہ 204
- عورت کو کفنانے کا مسنون طریقہ 205
- نمازِ جنازہ 206
- نمازِ جنازہ کے فرائض: 206
- نمازِ جنازہ کے واجب: 206
- نمازِ جنازہ کی سنتیں: 206
- نمازِ جنازہ کی سنتیں: 206
- جنازہ لے جانے کا مسنون طریقہ 207
- تدفین کا مسنون طریقہ 208
- سکرات الموت کی سنتیں (تلقین) 208
- تعزیت کی سنتیں 209
- گھر سے نکلنے کی سنتیں 211
- گھر سے نکلنے کی عظیم دعا 211
- گھر میں داخل ہونے کی سنتیں 212
- گھر میں داخل ہونے کی دعا 212
- گھر میں آنے جانے کے آداب اور سنتیں 213
- السلام علیکم کہنے کی سنتیں 214

- گھر میں آنے جانے کے متعلق سنتیں 216
- گھر کا اصل مقصد قلب وجسم کا سکون ہے: 217
- سفر کی سنتیں 219
- سونے کی سنتیں 225
- رات میں کتنا سونا مسنون ہے 226
- گرمی اور جاڑے میں سونے کا مسنون طریقہ 227
- قیلولہ سے متعلق سنتیں 227
- سونے سے متعلق خلافِ سنت وممنوع امور کا بیان 227
- رات کو پڑھنے کے اوراد و اذکار اور مسنون دعائیں 229
- اگر سوتے ہوئے ڈر جائے 232
- رات کو بیدار ہو تو یہ دعا پڑھے 232
- سوتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآنی معمولات کا بیان 233
- خواب سے متعلق سنن وآداب 236
- ناپسندیدہ خواب کی دعائیں 236
- برے خواب سے بچنے کے لیے کیا دعا پڑھے 237
- تعبیر دیتے وقت کیا دعا پڑھے 237
- خواب معلوم کرنے اور تعبیر دینے کا مسنون وقت 238
- برے خواب کے آداب 238
- خواب بیان کرنے کے آداب 238
- وسوسہ کے وقت کی سنت 239
- سونے کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان 239
- سو کر اٹھنے کی سنتیں 242
- سرمہ لگانے کی سنتیں 243
- بالوں کی سنتیں 244

- بغل کے بال سے متعلق سنن وآداب 245
- زیر ناف بال سے متعلق سنن وآداب 246
- زیر ناف بالوں کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان 247
- چار چیزوں کو دفن کرنا مستحب ہے 248
- ناخن تراشنے سے متعلق سنن وآداب 249
- ناخن کاٹنے کا آسان مسنون طریقہ 250

باب: 9 معاشرت کی چند سنتیں 251

- دعوتِ طعام سے متعلق سنن وآداب 254
- دعوت میں جانے کی مسنونیت اور مندوبیت 254
- میزبانی سے متعلق سنن وآداب 255
- میزبان کی سنتیں 256
- خاطر ومدارت کی سنتیں 257
- خاص خاص موقعوں کے مختصر مسنون کلمات 259
- دعا کے سنن اور آداب 261
- اسم اعظم 263
- وساوس کو دور کرنے کا مسنون طریقہ 264
- ہنسنے کی سنتیں 265
- گفتگو وتکلم کی سنتیں 266
- کنگھا کرنے کی سنتیں 267
- وعظ ونصیحت کرنے کی سنتیں 267
- تقریر وخطابت کے آداب وسنن 267
- متفرق سنتیں 268

- اسماءِ حسنیٰ کے فضائل وفوائد 270
- اسماءِ حسنیٰ 271
- متفرق سنتیں 272
- توبہ واستغفار کا بیان 275
- علم دین حاصل کرنے کے سنن وآداب 280
- تلاوت قرآن پاک کے سنن وآداب 281
- داڑھی کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان 283
- قرض کے متعلق اسوۂ حسنہ 286
- حسن خلق 289
- اچھے اخلاق کے حصول کی دعائیں 291
- دوستی کی سنتیں 293
- خوشی ومسرت کے وقت کی سنتیں 295
- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس 297
- بچوں سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتیں 299
- رفتار اور چلنا مبارک 300
- ہدیہ کی سنتیں 301



پیش لفظ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم اَمَّا بَعْدُ:

اللہ رب العزت اس کائنات کے خالقِ حقیقی ہیں، اور کیونکہ "فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْ عَنِ الْحِکْمَۃِ" دانا کا کوئی بھی عمل حکمت سے خالی نہیں ہوتا، پس اللہ تعالیٰ کی تخلیق کلّی طور پر با مقصد ہے۔ اور مخلوقِ خدا میں انسان جیسے اپنی خِلقت کے اعتبار سے افضل اور مرتبے کے لحاظ سے اشرف و اکرم ہے، ویسے ہی اس کی تخلیق کا مقصد بھی سب سے اعلیٰ ہے، جسے اللہ رب العزت نے قران کریم میں صراحتاً بیان فرمایا:

"﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ﴾ (الزاریات:56)

"اور میں نے جن اور انسان کو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لیے۔"

اللہ تعالیٰ نے معدنیات، نباتات اور حیوانات، سب کو انسان کی خدمت پر مامور فرمایا، اور اپنی سب سے محبوب مخلوق حضرت انسان کو اپنے حکموں کی تعمیل پر۔ پس انسان کی زندگی کا مقصد اللہ رب العزت کی محبت، ایک اسی کی بندگی، اور اسکی رضا کا حصول ہے۔

اللہ رب العزت نے کیونکہ اس دنیا کو اپنی بندگی اور رضا جوئی کا میدان بنایا، اس لئے ہمیں پانچ حِسّیں اور عقل عطا فرمائی کہ جن کے ذریعے ہم یہاں زندگی گزارنے کے اسباب پر قدرت پاسکیں۔ اور ساتھ ہی ہم پر یہ عظیم ترین احسان فرمایا کہ اپنے

حبیب ﷺ کے ذریعے ہم پر مقصود تک پہنچنے کا طریقہ بھی کھول دیا، کہ آپ ﷺ کے قلب اطہر پر اپنے قرآن کو نازل فرمایا، اور آپ ﷺ کے زریں اقوال اور پاکیزہ افعال کو ہمارے لئے ہدایت وحکمت کا سرچشمہ بنایا۔" یہ اللہ رب العزت کا ایسا احسان ہے کہ جسے دنیا بھر کی نعمتیں دے کر بھلا دینے والے رب نے بھی جتلایا، جب قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ۚ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾

"اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا ہے جو ان میں انہیں میں سے رسول بھیجا ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور دانش سکھاتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے"

اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں جب بھی اپنی اطاعت کا حکم فرمایا، ساتھ ہی نبی ﷺ کی اتباع کو بھی مومنوں کے لئے لازم قرار دیا، اور حصولِ مقصد میں کامیابی کو دونوں پر منحصر فرمایا۔

"﴿وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا﴾

"اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانا سو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی"

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی سنت کشتی نوح کی مانند ہے، جو کشتی نوح میں بیٹھ گیا وہ طوفان سے نجات پا گیا، اور جو کوئی سنت کی کشتی میں بیٹھ گیا وہ دنیا اور آخرت میں نجات پا گیا۔ بیشک نبی علیہ السلام ہماری زندگی کے امام ہیں، اور جسے مقتدی کی نماز اس وقت ہی قابل قبول ہوتی ہے جب وہ ہر عمل میں امام کی پیروی کرے، ویسے ہی

ہم اپنی زندگی میں جو بھی اعمال کریں، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تب ہی مقبول ہوتے ہیں جب ان میں نبی علیہ السلام کی اتباع کی جائے، اور جتنی اتباع کامل ہوگی، اتنی ہی ہمارے اعمال کی قبولیت زیادہ ہوگی۔ سنت کی اسی اہمیت کے پیش نظر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا:

((تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ، لَنْ تَضِلُّوا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابَ اللهِ وَسُنَّتِي))

''میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، اگر تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے۔، ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت۔''

سالکین طریقت کے لئے کہ جن کا مقصود وصلِ الٰہی ہے، اتباعِ سنت کی اہمیت اور بھی زیادہ ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اتباع سنت کے سات درجے بیان فرمائے ہیں۔ جن میں سے پہلا درجہ نبی علیہ السلام کی ظاہری سنتوں کی اتباع اور دوسرا نبی علیہ السلام کے باطنی اوصاف کے اپنانے کی محنت ہے۔ جو سالک مقصودِ حقیقی تک وصول کے لئے قدم بڑھاتا ہے وہ اپنے ظاہر کو نبی علیہ السلام کی سنتوں سے مزین کرتا ہے، اور اس کے جسم کا جو عضو سنتوں کے تابع ہو جاتا ہے، اور اللہ رب العزت کے لئے محبوب بن جاتا ہے۔ سالک تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس کی محنت سے اپنے باطن کو خباثتوں سے پاک کرتا ہے۔ اور اپنے قلب کو ذکرِ الٰہی سے منور کرتا ہے، تاکہ اس کے باطن کو نبی علیہ السلام کے باطن سے مشابہت نصیب ہو جائے۔ اس محنت سے وہ محبوب حقیقی سے اپنی محبت ثابت کرتا ہے، اور محبت کے امتحان میں کامیابی پا کر اللہ کی محبت اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں،

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللهُ﴾

''کہہ دو اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو تاکہ تم سے اللہ محبت کرے''

پھر جس سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں، حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے، کہ میں اس

کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے، اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ یہی وصلِ الٰہی کا وہ مقام ہے کہ جس پر انسان کا ہر عضو بے ساختگی سے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق عمل کرتا ہے، بلکہ انسان کے جذبات، خیالات اور خواہشات سب اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع ہو جاتے ہیں۔ یہی قلبِ سلیم اور نفس مطمئنہ کا وہ مقام ہے کہ جس پر شریعت کی حقیقت نصیب ہو جاتی ہے اور انسان بندگی کا حق ادا کرنے کا قابل بن جاتا ہے۔

جو شخص اتباع سنت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے اسے مزید ایک انعام بھی ملتا ہے۔ حدیث مبارکہ کے مطابق اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام سے فرماتے ہیں کہ اے جبرئیل علیہ السلام میں اس شخص سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو، تو جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر جبرئیل علیہ السلام باقی فرشتوں میں جا کر اعلان کرتے ہیں کہ اے فرشتوں کی جماعت اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت فرماتے ہیں اور میں بھی، تم سب بھی اس سے محبت کرو، تو تمام فرشتے بھی اس شخص سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر یہ فرشتے تمام مخلوق میں اعلان کرتے ہیں کہ اے مخلوق، اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس شخص سے محبت کرتے ہیں، تم سب بھی اس سے محبت کرو، حتیٰ کہ اس شخص کے لئے مخلوق میں محبت اور قبولیت رکھ دی جاتی ہے۔ پس جو شخص نبی علیہ السلام کی ظاہری اور باطنی سنتوں کو اپناتا ہے، اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مشابہت اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتے ہیں۔ اور مخلوق کے دلوں میں بھی اس کی محبت پیدا فرما دیتے ہیں۔

پھر ایسا شخص اللہ کا بھی مقبول بندہ بن جاتا ہے، اور مخلوق میں بھی اسے قبولیت نصیب



ہو جاتی ہے، اور وہ دوسروں کے دلوں میں محبتِ الٰہی کی شمع جلانے والا بن جاتا ہے، بیشک ((فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِیماً)) اس نے بڑی کامیابی حاصل کر لی۔

پس مقصود کے حصول کی ابتداء نبی علیہ السلام کی روشن سنتوں کی اتباع سے ہوتی ہے۔ یہ وہ پہلا قدم ہے کہ جس کو اٹھانے کے بعد ہم اللہ رب العزت کے حضور یہ التجا کر سکتے ہیں،

تیرے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

ہم مشکور ہیں حضرت عبدالقدوس (دامت برکاتہ) کے، جو کہ صاحبزادے ہیں، ہمارے عزیز مرشدِ عالم، محبوب العارفین حضرت مولانا پیر حافظ غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ کے، کہ انھوں نے سالکین کی آسانی کے لئے نبی علیہ السلام کی مبارک سنتیں اس کتاب میں ایک جگہ جمع کر دی ہیں۔ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نبی علیہ السلام کے عاشق صادق تھے، اور آپ نے دنیا بھر میں سفر کر کے حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے دلوں کو گرمایا اور اتباع سنت کی اہمیت کو اجاگر کیا، اور سالکین کے سامنے اس اتباع کا عملی نمونہ پیش کیا۔ ہم دعا گو ہیں کہ ان کا یہ فیض ان کے فرزند محترم کے ذریعے جاری و ساری رہے، اور یہ کتاب تا قیامت اللہ تک راہ تلاش کرنے والوں کے لئے مشعلِ راہ بنے۔ آمین۔

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

دعا گو و دعا جو
فقیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی
کَانَ اللّٰہُ لَہٗ عِوَضًا عَنْ کُلِّ شَیْءٍ



عرضِ مرتب

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ:

اللہ جل شانہ کا پسند فرمودہ اور کامل دین جو دنیا کے تمام ادیان کو منسوخ کرتا ہے وہ رہتی دنیا تک کے لیے ایک راہ ہدایت ہے۔ اس دین کو ہمارے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے پناہ جسمانی تکالیف، اذیتوں اور صعوبتوں حتیٰ کہ راہ جہاد میں دندان مبارک شہید کروا کر اور طائف کی وادی میں خون تک بہا کر اللہ رب العزت کی مخلوق تک پہنچایا۔

ان کے بعد خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سمیت تمام خلفائے راشدین، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین رحمۃ اللہ علیہم، تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم، محدثین اور فقہا کرام رحمۃ اللہ علیہم نے شبانہ روز محنت کر کے آنے والی نسلوں تک اس دین کو پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اسلاف کی ان کوششوں اور کاوشوں کو قبول فرمائے۔ آمین بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ہمارے لیے ایک مکمل اسوہ حسنہ اور مثالی نمونہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

﴿لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ﴾

"بے شک تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی میں (ہر معاملے میں) بہترین نمونہ ہے۔"

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾

''جو رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ۔''

اس واضح حکم کو ہمارے اکابر نے حرزِ جان بنا کر بے پناہ محنت اور ریاضت سے اس آیت پر کما حقہ نہ صرف عمل کیا بلکہ تحریر و تقریر کے میدان میں بھی ہر ہر سنت کو خوب کھول کر ہم تک پہنچایا۔ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا مِنْهُ

اللہ تعالیٰ کا کروڑ ہا بار شکر ہے کہ اس نے عاجز کو یہ توفیق بخشی کہ آج یہ سنتوں پر مشتمل کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آج کا مسلمان بے سکونی، انتشار اور بے چینی کا صرف اس لیے شکار ہے کہ اس نے حضور ﷺ کی تعلیمات بالخصوص سنت مبارکہ کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ آج بھی امت مرحومہ زوال سے عروج، پستی سے بلندی، ذلت سے عزت، بے چینی اور بے سکونی سے راحت اور سکون پا سکتی ہے اگر وہ پیارے حبیب ﷺ کے مبارک راستے پر واپس آ جائے۔ جو جو سعادت مند مسلمان حضور ﷺ کی کامل اتباع اس دور میں بھی شروع کرے گا خالقِ ارض وسماء اس کو دنیا اور آخرت میں چمکائیں گے، جس طرح خالقِ کائنات نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین رحمۃ اللہ علیہم، تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم ائمہ دین رحمۃ اللہ علیہم اور ہمارے مشائخ رحمۃ اللہ علیہم کو چمکایا، چنانچہ اللہ رب العزت کا مومن سے قرآن حکیم میں وعدہ ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ﴾

''تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک اعمال کیے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا۔''

اللہ رب العزت کا یہ وعدہ رہتی دنیا تک ہے۔ آج بھی اگر ہم حضور اکرم ﷺ کی مبارک سنتوں پر عمل کرنے کا عہد کر لیں تو دنیا اور آخرت میں فلاح و کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

عاجز نے دیکھا کہ والد گرامی قدر مرشد عالم محبوب العارفین حضرت خواجہ پیر غلام حبیب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ میں آنے والے سالکین کو جہاں ذکر کثیر اور مراقبے کی تلقین فرماتے وہاں حضور اکرم ﷺ کی مبارک سنتوں پر عمل کرنے کی بھی خوب تاکید فرماتے تھے۔ عاجز نے سالکین کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے روزمرہ کی ان مبارک سنتوں کو اکٹھا کرنے کی کاوش کی ہے۔ اگر زیرِ نظر کتاب میں کوئی غلطی اور سہو ہے تو وہ عاجز کی کم کوتاہی کی وجہ سے ہے، غلطی پر مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں اور اس کتاب کی خوبیاں حضور نبی کریم ﷺ اور ہمارے مشائخ کا فیضان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری لغزشوں کو معاف فرمائے اور اس کتاب کو ہم سب کے لیے روزِ محشر حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا باعث بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

قارئین کرام سے پرزور اپیل ہے کہ اس کتاب کو دل کی آنکھوں سے پڑھنے کی کوشش کریں اور ساتھ ساتھ اپنا جائزہ لیتے جائیں کہ کس کس سنت پر عمل کر رہا ہوں اور کس کس سنت کو لاپرواہی اور غفلت کی وجہ سے چھوڑ رہا ہوں۔ اس عاجز نے اپنے دل کے درد کو مختلف انداز سے بیان کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ ہر کسی کے دل میں اتباعِ سنت کا درد پیدا ہو جائے یا کم از کم سنت پر عمل نہ کرنے کا شدید احساس تو ضرور پیدا ہو جائے۔

غریبِ شہر ہوں میں سن تو لے میری فریاد
کہ تیرے سینے میں بھی ہوں قیامتیں آباد

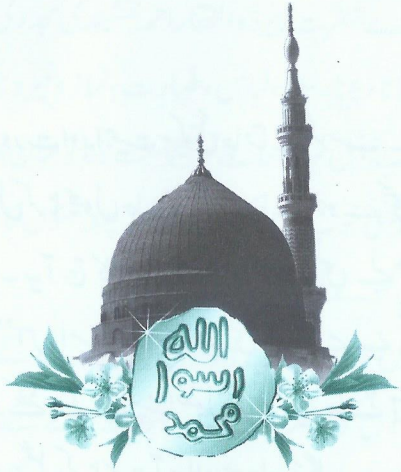
میری نوائے غم آلود ہے متاعِ عزیز
جہاں میں عام نہیں دولتِ دلِ ناشاد

ماہ رمضان 2013ء میں زیمبیا اعتکاف کے دوران عاجز نے حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم سے اس کتاب کو مرتب کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو حضرت جی دامت برکاتہم نے خوب حوصلہ افزائی فرمائی اور خصوصی دعاؤں سے نوازا۔ اس کتاب کو مرتب کرنے میں حضرت مولانا مفتی پیر بشیر احمد شاہ جمالی دامت برکاتہم کی تصنیف ''پیارے رسول ﷺ کی پیاری سنتیں'' اور دیگر کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اللہ رب العزت ان سب کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین

اس کتاب کی تیاری میں جن حضرات نے بھی تعاون کیا اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رضا اور لقا نصیب فرمائے اور ان کی ہر قسم کی لغزشوں کو معاف فرمائے۔ کمپوزنگ میں برادرم محمد ہمایوں، عزیزم محمد ثقلین اور پروف ریڈنگ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام مرتضیٰ نقشبندی مجددی دامت برکاتہم نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو بہترین اجر عطا فرمائے۔

فقیر الحقیر صاحبزادہ عبدالقدوس نقشبندی مجددی عفی عنہ
خادم خانقاہ حبیبیہ نقشبندیہ چکوال پاکستان
29 ذی قعدہ 1434
06-10-2013

باب:1



اتباعِ سنت کے آسان طریقے

اتباعِ سنت کے آسان طریقے

اتباعِ سنت کی ضرورت اور اہمیت ہر کوئی جانتا ہے مگر سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ عین موقع پر سنت پر عمل کرنا بھول جاتے ہیں۔ چاہتے ہوئے بھی نفس اور شیطان سنت پر عمل کو بھلا دیتے ہیں۔ یہ آج کا بہت بڑا مسئلہ ہے، اسی لیے حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''اس امت کا مسئلہ بدنیتی نہیں ہے بے نیتی ہے''۔ اس نیت کے استحضار کو ہر وقت یاد رکھنے کے لیے چند اصول تحریر کیے جاتے ہیں، امید ہے ان پر پوری توجہ دی جائے تو سنت پر عمل کرنا بہت آسان ہو جائے گا۔

① اتباعِ سنت کی اہمیت اور فضیلت کا استحضار رکھیں:

اتباعِ سنت کی اہمیت اور فضیلت ذہن میں پیدا کریں کیونکہ جب کسی چیز کی اہمیت دل میں آجائے تو عمل آسان ہو جاتا ہے اس لئے اتباع سنت کی اہمیت اور فضیلت کا استحضار ہر وقت ذہن میں رکھنا ضروری ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ سنت پر عمل کرنے کی توفیق نصیب ہو سکے۔

تا شعار مصطفی از دست رفت
قوم را رمزِ بقا از دست رفت

''جب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شعار اور طریقے ہاتھ سے چھوٹے ہیں امتِ مسلمہ اپنی بقا کے راز کو بھول گئی ہے۔''

② ہر ہر موقع کی سنت کا استحضار رکھیں:

ہر ہر موقع کی سنت پر عمل کرنے کا استحضار ہر وقت دل میں رکھیں تاکہ سنت پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔ ہمارے حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ چند سنتیں مثلاً کھانا، پینا، سونا، لباس، طہارت، نماز وغیرہ جو کہ بار بار عمل میں لائی جاتی ہیں پہلے ان کی خوب مشق کر لی جائے تو متبع سنت بننا آسان ہو جائے گا، اس کے بعد دوسری سنتوں کے لیے بھی خوب محنت کریں، کیونکہ چند سنتوں کا استحضار پیدا ہو جائے تو دوسری سنتوں پر بھی عمل کرنے کی عادت پڑ جائے گی۔

یارب میں تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

③ سنت پر عمل نہ کرنے کی وعیدیں ذہن میں رکھیں تاکہ سنت پر عمل کرنا آسان ہو:

سنت کی عظمت اور شان کو دل میں بٹھائیں تاکہ سنت کو اپنانا آسان ہو جائے اور سنت پر عمل نہ کرنے کی وعیدیں ذہن میں لائیں تاکہ خوف خدا پیدا ہو اور سنت پر عمل کرنا آسان ہو۔ کیونکہ سنت پر عمل نہ کرنا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی کا سبب بنتا ہے۔ جب ہم اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی کو سوچیں گے تو عمل کرنے کی توفیق نصیب ہوگی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنتوں سے اعراض کرنے والے کے بارے میں فرمایا:

((مَنْ اَعْرَضَ عَنْ سُنَّتِی فَلَیْسَ مِنِّی))

''جس نے میری سنت سے منہ پھیرا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

4 زندگی گزارنے کا بہترین طریقہ:

اللہ تعالیٰ کے حکم اور اشارے سے نبی ﷺ ہر کام کرتے تھے اپنی مرضی سے نہیں کرتے تھے اس لئے ہر حال میں سنت پر عمل ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے:

(۱) ﴿وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی﴾

''اور نہ وہ اپنی خواہش نفسانی سے بولتے ہیں ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔''

اس لیے مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا کہ ایک وحی متلو ہے جو کہ قرآن حکیم ہے اور ایک وحی غیر متلو ہے جو کہ حدیث مبارکہ ہے۔

کیونکہ سنت رسول ﷺ اللہ تعالیٰ کی رضا کی علامت ہے اور زندگی گزارنے کا بہترین طریقہ ہے اور اگر اس سے زیادہ کوئی اچھا طریقہ اور ہوتا تو اللہ تعالیٰ وہی طریقہ اپنے نبی ﷺ کو سکھا دیتا۔ اس سے زیادہ اچھا کوئی اور طریقہ نہیں تھا اس لیے سنت طریقہ ہی زندگی گزارنے کا بہترین طریقہ ہے۔

5 عبادات، معاملات اور عادات میں سنت کو اپنانا اتباع سنت کو آسان کرتا ہے:

دل میں پکا فیصلہ کرلیں کہ عبادات، معاملات اور عادات میں بھی ہر حال میں سنت پر عمل کرنا ہے اس سے پوری زندگی سنت کے رنگ میں رنگی جائے گی اور سنت پر عمل کرنا بھی آسان ہوجائے گا۔ ہمارے حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم سنت

کی ترغیب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ فقیر نے عبادات اور معاملات میں تو سنت کو اپنایا ہی ہے مگر عادات میں بھی سنت پر عمل کرنے کی پوری کوشش کی ہے، جس کی وجہ سے انسان کا مزاج ہی سنت کے مطابق ڈھل جاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے سنت کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِی فَقَدْ اَحَبَّنِی وَمَنْ اَحَبَّنِی کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ)) (مشکوۃ شریف)

''جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔''

6 سنت والا مزاج بنانا:

عملی لحاظ سے بھی لوگوں نے ریسرچ کی ہے اور تجربات کرکے دیکھے ہیں کہ سنت رسول ﷺ کا طریقہ بہترین طریقہ ہے اس لیے ہر مسلمان کو اپنی ذہن سازی کرنا ضروری ہے کہ ہر ہر معاملہ سنت کے مطابق ہو، تاکہ سنت والا مزاج بنانا آسان ہو جائے۔ مثلاً ڈاکٹروں نے بہت سے آدمیوں پر بہت سے تجربات کئے کہ انہیں بائیں کروٹ سلایا، پھر الٹا سلایا، پھر سیدھا سلایا، آخر کار دائیں کروٹ سلایا اور فیصلہ دے دیا کہ بہترین سونے کا طریقہ دائیں کروٹ سونا ہے۔ یہی ہمارے پیارے نبی ﷺ کی سنت ۱۴۰۰ سال سے چلی آرہی ہے۔ ہمارے حضرت دامت برکاتہم یہ بھی تحقیق فرماتے ہیں کہ جہاں سائنس کہیں سنت سے ٹکراتی ہے تو وہاں سائنسی تحقیق منزل پر نہیں پہنچی وہ راستے میں ہی ہے۔ جب تحقیق مکمل ہوگی تو سائنسدان بھی وہی بات کہیں گے جو محبوب خدا ﷺ نے فرمادیا ہے۔



(7) اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا خیال کر کے سنت اپنانا:

اس سوچ پر بھی سنت پر عمل کرنے کی توفیق آسانی سے مل جاتی ہے کہ اگر سنت پر عمل نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اور نبی ﷺ ناراض ہوں گے اور اللہ تعالیٰ اور نبی ﷺ کی ناراضگی کا نتیجہ سب سے زیادہ خوفناک ہوگا۔

سارا جہان ناراض ہو پرواہ نہ چاہیے
مدنظر تو مرضیٔ جاناناں چاہیے

جس گھر میں ماں باپ، بہن بھائی بیوی بچے ناراض ہو جائیں تو اس گھر میں جانے کو دل نہیں چاہتا اور انسان پریشان ہوتا ہے، سوچیں اگر کائنات کا رب ہی ناراض ہو جائے تو پھر کتنی پریشانیاں ہوں گی، اس لیے اللہ اور رسول ﷺ کو ناراض کرنے سے ہمیشہ ڈرنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کے حکموں اور نبی اکرم ﷺ کی اتباع کرنے کی توفیق آسانی سے ملتی رہے۔

(8) تمام سلف صالحین کا طریقہ سنت پر عمل کرنا ہے:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، سلف صالحین، آئمۂ اُمت حتیٰ کہ تمام باعمل علماء اور مشائخ نے ہمیشہ اپنی زندگی میں سنت کو اپنایا ہے تو ہماری بھی نجات اسی طرح سنت اپنانے میں ہے تاکہ ہر ممکن طریقے سے سنت پر عمل کرنا آسان ہو جائے اور پھر اس کی برکت سے نجات بھی آسان ہو جائے۔

(9) واصل باللہ ہونے کا آسان طریقہ:

ہمارے مشائخ نقشبندیہ فنافی السنت ہیں وہ چلتے پھرتے سنت کا نمونہ ہیں اور سالکین ان سنت والے نمونوں کو دیکھ کر بڑی آسانی سے سنت نبوی ﷺ کے پیرو بن جاتے ہیں۔ ایک

دفعہ چکوال میں بیان کرتے ہوئے ہمارے حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ اور سلاسل میں مجاہدات کے ذریعے واصل باللہ کرتے ہیں مگر سلسلہ نقشبندیہ میں اتباع سنت میں کمال پیدا کر کے واصل باللہ کرتے ہیں۔

(10) حضور اکرم ﷺ کی زندگی ہمارے لیے اسوۂ کامل ہے:

حضور ﷺ معاشرے کے تمام طبقات کے لئے بہترین نمونہ ہیں اس لئے اگر تمام انسان بھی نبی ﷺ کی پوری پوری پیروی کریں گے تو وہ بھی بہترین انسان بن سکتے ہیں۔ تاریخِ انسانی میں اگر نظر دوڑائی جائے تو جن جن انسانوں نے قوموں کی زندگی میں انقلاب برپا کیے ان کی تمام خوبیاں حضور ﷺ کی زندگی میں نظر آتی ہیں چنانچہ آپ ﷺ میدان جنگ میں بہترین سپہ سالار، معاشرے کے بہترین مصلح، اقتدار کے ایوانوں میں بہترین حکمران، روزمرہ زندگی میں بہترین منتظم، روحانی اور جسمانی بیماریوں کے بہترین طبیب اور نفسیاتی اور ذہنی بیماروں کے لیے بہترین ماہر نفسیات، بغیر جنگ کیے دوسرے ملکوں کو امن وسلامتی کے ذریعے دین کی دعوت دینے والے بہترین سفارت کار اور اپنی تمام پالیسیوں کی وجہ سے بہترین امن وسکون پیدا کرنے والے رسول نظر آتے ہیں، یہ خوبیاں مثال کے طور بیان کی گئی ہیں حالانکہ آپ ﷺ کی شخصیت زندگی کے تمام شعبوں میں آئیڈیل شخصیت ہے۔ اس کی مثال رب العالمین نے خود اپنے قرآن مجید میں واشگاف الفاظ میں دی ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

''بے شک تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی میں (ہر معاملے میں) بہترین نمونہ ہے۔''

ہمارے زوال اور بے سکونی کی بڑی وجہ نبی ﷺ کی سنتوں سے لاپرواہی ہے جس کی

وجہ سے ہم دن رات پریشان رہتے ہیں۔ علامہ اقبال نے فرمایا ہے۔

؎ عصرِ ما ما را زِ ما بیگانہ کرد
از جمال مصطفیٰ ﷺ بیگانہ کرد

''ہمارے زمانے نے ہم کو ہم سے بیگانہ کر دیا ہے حقیقت میں جمالِ مصطفی سے بیگانہ کر دیا ہے۔''

(11) سنت عمل بھولنے پر فوری دوبارہ عمل کریں:

قرآن وسنت پر عمل میں کمی نسیان اور عصیان کی وجہ سے ہوتی ہے تو اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ جو نافرمانی ہو جائے، جو سنت پر عمل کرنے میں کمی کوتاہی ہو جائے، جو بھول چوک ہو جائے اس پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی جائے اور آئندہ سے اللہ تعالیٰ سے بار بار توفیق مانگنی چاہئے تاکہ آسانی سے عمل کی توفیق ملے۔

((وَمَا تَوْفِيقِيْ إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ))

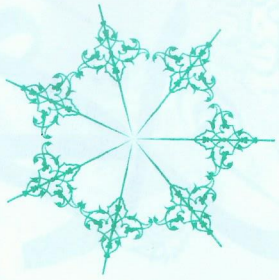
اس کے علاوہ حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ ایک سنہری اصول متعلقین کو بتایا کرتے تھے کہ جب کوئی سنت بھول جائے تو یاد آنے پر اسے ضرور دوبارہ کریں تاکہ وہ یاد رہے اور عمل کی توفیق ملے۔ عاجز کا اپنا خود پر گزرا ہوا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس تھی اور خاموش بیٹھے تھے عاجز مجلس میں گیا تو حضرت نے فرمایا آپ نے سلام نہیں کیا عاجز نے عرض کیا کہ غلطی ہو گئی فرمایا کہ باہر جاؤ پھر کمرے میں سلام کر کے داخل ہو اس سے آئندہ یاد بھی رہے گا اور ثواب بھی ملے گا۔

(12) سنت کی ناقدری کا احساس کرنا:

سنت عمل سے اکثر اوقات محرومی، اسکی دل میں غفلت اور ناقدری کی وجہ سے ہوتی

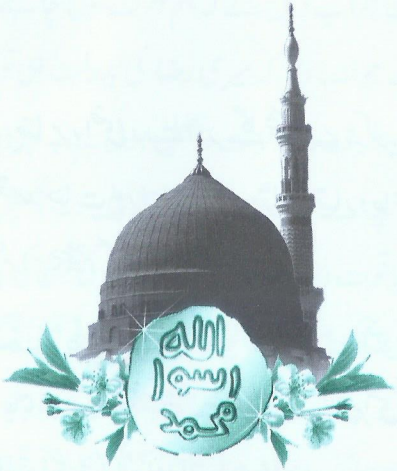
ہے۔ بہت سے لوگ تو لاپرواہی سے کہہ دیتے ہیں کہ یہ کوئی فرض تو نہیں ہے یہ سنت ہی تو ہے، یہ کتنی بڑی توہین ہے، کیا کوئی نبی ﷺ کے سامنے یہ بات کر سکتا تھا کہ فلاں کام کون سا فرض ہے سنت ہی تو ہے، آپ اس پر کیوں اتنا زور دے رہے ہیں۔ کیا ایسا کہنے سے اس کا ایمان بچ جائے گا؟

؎ وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا





باب: 2



مقصدِ حیات اللہ تعالیٰ کی رضا

مقصدِ حیات اللہ تعالیٰ کی رضا

اگر انسان اللہ کی رضا پر راضی رہے اور گلے شکوے نہ کرے تو اس رضائے الٰہی پر راضی رہنے سے بھی مقصدِ حیات پورا ہوتا ہے۔ مقامِ رضا روحانیت کا سب سے بڑا مقام ہے اور یہی مقام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی ملا تھا:

﴿رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ ؕ﴾ ''اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی''

رضائے الٰہی کا مل جانا بہت بڑی نعمت ہے اس کے لیے ہر کسی کو زور لگا لینا چاہیے۔

((وَرِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکۡبَرُ)) ''اور اللہ کی رضا سب سے بڑی چیز ہے۔''

جو اللہ کو یاد کرتا رہتا ہے۔ غمی اور خوشی ہر حال میں اللہ کی رضا پر راضی رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے اس بندے سے راضی ہو جاتا ہے۔ جو اللہ کی رضا کا طالب ہو تو وہ حقیقت میں اللہ ہی کا طالب ہوتا ہے کیونکہ وہ ہر کام اور ہر بات میں اللہ کی خوشی کو مدنظر رکھتا ہے اور ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ جنت میں اپنی ملاقات سے مشرف فرما کر اس سچے طالب کو دیدار کی لذت نصیب فرما دیں گے۔

ہم تمہارے ہو گئے تم ہمارے ہو گئے
دونوں طرف سے اشارے ہو گئے

طالب رضا کا انعام:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ایک بار اہل جنت اپنی ایک مجلس میں بیٹھے تھے یکا یک جنت کے دروازے پر نور ظاہر ہوا، اہل جنت نے سر اٹھا کر دیکھا تو اللہ تعالیٰ تجلی فرما رہے تھے اور فرمان جاری تھا کہ اے اہل جنت! مجھ سے کچھ مانگ لو۔ اہل جنت جواب دیں گے کہ ہم صرف یہی چاہتے ہیں کہ تو ہم سے راضی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ میری رضا کی بدولت ہی تو تم میرے گھر میں آ کر اترے ہو اور تمہیں میری طرف سے عزت حاصل ہوئی ہے۔ یہی وقت ہے مانگ لو۔ اہل جنت نے عرض کیا ہم آپ سے آپ کی رضا چاہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا پھر ان کے پاس سرخ یاقوت والی اونٹنیاں لائی جائیں گی جن کی باگیں سبز رنگ کے زمرد اور سرخ رنگ کے یاقوت کی ہیں۔ چنانچہ وہ ان پر بیٹھ جائیں گے اور ان کے پاؤں اس قدر دور پڑتے ہوں گے کہ جس قدر نگاہ دور پہنچ سکتی ہے۔ پھر موٹی آنکھوں والی لڑکیاں آئیں گی اور کہیں گی، ہم نازک اندام ہیں، ہمیں کوئی تکلیف نہ ہوگی، ہم ہمیشہ جنت میں رہنے والیاں ہیں اور ہمیں موت نہ آئے گی، ہم مومنوں کی باعزت بیویاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ حکم دیں گے اور سفید کستوری کے ٹیلے ان پر ایک ہوا اڑائیں گے جس کا نام مثیرہ ہوگا، یہاں تک کہ یہ انہیں لے کر جنت عدن میں آ جائیں گی۔ یہ جنتِ عدن جنت کا بہترین حصہ ہے۔ یہ دیکھ کر فرشتے کہیں گے کہ اے اللہ! یہ لوگ آ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ مرحبا اے سچ بولنے والو مرحبا! اے عبادت گزارو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر ان کے لیے پردہ اٹھا دیا جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی طرف دیکھے گا اور نور رحمن کو دیکھ کر اس قدر مزہ حاصل کرتے ہوں گے کہ ایک دوسرے کو

نہیں دیکھ سکیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا انہیں ان کے تحفوں کے ساتھ محلوں کی طرف لوٹا دو۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جب وہ واپس آئیں گے تو ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿نُزُلاً مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْم﴾ (اللہ بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہوگی) سبحان اللہ (رسالہ قشیریہ)

جنتی اپنی رضائے الٰہی کی طلب کا اظہار کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے انہیں اپنا دیدار نصیب فرمائیں گے اور اس کے ساتھ جنت کی دوسری بھی بہت سی نعمتیں عطا فرمائیں گے۔ صوفیائے کرام کہتے ہیں کہ رضا اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا دروازہ ہے۔ اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا سے نوازا اس پر اللہ کی بہت بڑی عنایت ہے۔ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ رضا اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا دروازہ ہے اور دنیا میں راضی برضا رہنا جنت کی طرح (سکون افزاء) ہے۔

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا سے پوچھا گیا کہ بندہ راضی برضا کہلانے کا حقدار کب ہوتا ہے؟ فرمایا کہ جب وہ مصیبت میں بھی اسی طرح خوش ہو جس طرح آرام میں خوش تھا۔ اللہ کی رضا پر راضی رہنے سے ایمان کی حلاوت اور لذت نصیب ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ کو اپنا رب سمجھ کر اس سے راضی رہا اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا۔
(رسالۂ قشیریہ)

((رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا))

محبت میں نام بھی پیارا لگتا ہے:

ہمارے حضرت جی دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ: جب محبت ہوتی ہے تو نام بھی پیارا لگتا

ہے۔ اللہ کی محبت ہوگی، نام اچھا لگے گا۔ اللہ کا نام بندہ سنے گا تو تڑپ اٹھے گا۔ یہ محبت کی پہچان ہے۔ قرآن عظیم الشان سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ﴾

''جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے، تذکرہ کیا جاتا ہے، اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل تڑپ اٹھتے ہیں۔''

؎ اک دم بھی محبت چھپ نہ سکی
جب تیرا کسی نے نام لیا

اگر ہم نے کبھی اس محبت کا مزہ چکھا ہوتا تو ہمیں پتہ ہوتا کہ اس کا نام لینے میں کتنا سکون ہے اور اس نام کو لینے سے مخلوق کی محبت دل سے نکلتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں بیٹھ جاتی ہے حتیٰ کہ ریاکاری سے بھی اگر کوئی اللہ کا نام لے تو کچھ عرصہ بعد یہ نام اس بندے کے دل میں بھی خلوص پیدا کر دیتا ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب بات لکھی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی بندے نے ساری زندگی میں ایک مرتبہ اخلاص کے ساتھ اللہ کا لفظ کہا ہوگا تو یہ نام کبھی نہ کبھی جہنم سے نکلنے کا سبب ضرور بن جائے گا۔

﴿تَبٰرَکَ اسْمُ رَبِّکَ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ﴾

''برکت والا ہے رب ذوالجلال والاکرام کا نام''

اس نام کو جتنا زیادہ لیں گے اللہ تعالیٰ کی طلب بڑھے گی، محبت بڑھے گی اور برکتیں آئیں گی۔

؎ اللہ اللہ کیا پیارا نام ہے
جو رٹے وہ لائق انعام ہے



رضا حاصل کرنے کا طریقہ:

رضا چونکہ طلب مع اللہ کے لیے بہت اہم نسخہ ہے لہذا رضا کا حصول اور اس کے لیے کوشش بہت ضروری ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حصول رضا کا سب سے مجرب نسخہ یہ ہے کہ اللہ کی محبت کو پیدا کیا جائے۔ جتنی اللہ کی محبت ہوگی اتنی ہی مقامِ رضا میں ترقی ہوگی کیونکہ سچا عاشق اپنے محبوب کے حکم کے خلاف ایک قدم بھی نہیں چلتا۔ چنانچہ ہمارے دل میں جتنی اللہ کی محبت ہوگی اتنا ہی ہم اللہ کی چاہت کو پورا کریں گے اور اسکی چاہت کو اپنی چاہت سمجھیں گے۔

جب دل میں محبت پیدا ہوجاتی ہے تو پھر بندہ غموں اور مصیبتوں کے آنے پر بھی پریشان نہیں ہوتا اس حال میں بھی وہ اللہ کی طرف توجہ کرتا ہے اور یہ سوچتا ہے

تیرا غم بھی مجھ کو عزیز ہے
کہ تیری دی ہوئی چیز ہے

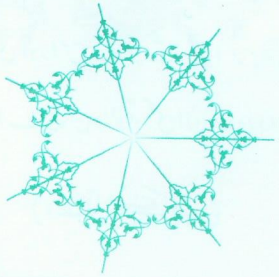
رضائے الٰہی پر راضی رہنے کا واقعہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک ایسے آدمی پر سے گذر ہوا جو اندھا، کوڑھی اور برص کی بیماری میں مبتلا تھا اس کے دونوں ہاتھوں پر فالج گرا ہوا تھا۔ وہ بے دست و پا پڑا ہوا کہہ رہا تھا کہ اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے ''اُس بلا'' سے محفوظ رکھا جس میں بہت سی مخلوق مبتلا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ وہ کون سی بلا باقی ہے جس سے خدائے تعالیٰ نے تمہیں محفوظ رکھا ہے۔ اس نے کہا کہ ''میں اس شخص کی نسبت یقیناً عافیت میں ہوں کہ جس کے دل میں خدائے پاک نے وہ محبت و معرفت پیدا نہیں کی جو میرے دل میں پیدا کی ہے۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے واقعی سچ کہا۔ پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا تو وہ فوراً ٹھیک ہوگیا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ خوبصورت و بینا ہوگیا پھر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ عبادت کیا کرتا تھا۔ (کیمیائے سعادت)

واقعی اللہ کا طالب اللہ کے حکموں پر راضی رہتا ہے اور اس رضا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو پالیتا ہے۔ حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ جب بندہ اپنی خواہشات کو ترک کردے تو اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوجاتا ہے۔ حضرت نصر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو شخص مقامِ رضا تک پہنچنا چاہے اسے ان باتوں پر لگا رہنا چاہیے جن میں اللہ کی رضا ہے۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اس لئے اے ایمان والو تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔

(القرآن الکریم)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ



رضائے الٰہی کا طریقہ اتباع مصطفیٰ ﷺ

باب : 3

رضائے الٰہی کا طریقہ اتباع مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رضائے الٰہی کے لیے اتباع سنت کا ہونا بہت ضروری ہے جتنا نبی ﷺ کے طریقوں کو اپناتے جائیں گے اتنا ہی نبی ﷺ کے قریب ہوتے چلے جائیں گے جتنے نبی ﷺ کے قریب ہوجائیں گے اتنی محبت زیادہ بڑھ جائے گی جتنی محبت زیادہ بڑھ جائے گی اتنی ملاقات کے لیے بے چینی بڑھ جائے گی۔ جب بے چینی، اضطراب اور تڑپ بڑھ جاتی ہے اللہ مہربانی فرمادیتے ہیں اور اتباع سنت کی توفیق ہوجاتی ہے۔ انسان کو جس سے محبت ہوتی ہے وہ اس کی ہر ہر ادا کو نوٹ کرتا ہے مثال کے طور پر کسی بچی کو کوئی ٹیچر اچھی لگتی ہے تو وہ گھر آ کر بھی اس کی باتیں کرتی ہے کہ آج میری ٹیچر نے یہ کہا وہ کہا، میری ٹیچر ایسے دوپٹہ لیتی ہیں، وہ ایسے بولتی ہیں، وہ ایسے کھاتی ہیں، وہ ایسے ملتی ہیں، وہ ایسے بیٹھتی ہیں، غرض کہ وہ ہر ہر طریقہ اس کا اپنانے کی کوشش کرتی ہے، اس کے دل و دماغ پر وہی سوار ہوتی ہے کسی اور کا طریقہ اس کو اچھا نہیں لگتا۔ ٹیچر کو پتا چلتا ہے تو اس کو خوشی ہوتی ہے، اسی طرح جب نبی کا عاشق نبی ﷺ کے طور طریقوں پر چلتا ہے تو نبی ﷺ کو بھی خوشی ہوتی ہے جب ہماری صبح بھی..... ہماری شامیں بھی..... ہمارے دن بھی..... ہماری راتیں بھی..... نبی ﷺ کے طور طریقوں پر گزریں گی تو کیا نبی ﷺ کو خوشی نہیں ہوگی؟ صبح اٹھتے ہی ہم

سوچیں نبی ﷺ کیسے صبح کرتے تھے، دعائیں پڑھتے تھے، چہرہ پر ہاتھ پھیرتے تھے، باتھ روم کیسے جاتے تھے، عبادات کیسے کرتے تھے، کھانے پینے کے کیا معمولات تھے، دن کیسے گزارتے تھے، لوگوں سے ڈیلنگ (معاملات) کیسی تھی..... گھر والوں سے تعلقات کیسے تھے..... باہر والوں سے تعلقات کیسے تھے..... بچوں سے..... بوڑھوں سے..... نوجوانوں سے..... فقراء سے..... غریبوں، امیروں سے..... تاجروں سے..... چھوٹے بڑوں سے..... رشتہ داروں سے..... ہمسایوں سے..... ساتھیوں سے کیسے تعلقات اور برتاؤ تھے۔ آپ ﷺ کے معاملات کیسے تھے..... معاہدات کیسے تھے..... آپ ﷺ کا اخلاق کیسا تھا..... آپ ﷺ کا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا سونا جاگنا کیسا تھا۔ کیا ہمارا یہ سب کچھ نبی ﷺ کے طریقے کے مطابق ہے؟ اگر ہمارا سونا نبی ﷺ کے سونے کی طرح ہوجائے..... ہمارا کھانا پینا چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا نبی ﷺ کے طریقے کے مطابق ہوجائے تو انشاء اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کی اتباعِ کامل کی توفیق نصیب ہوگی کیونکہ ہمارے رگ وریشے میں نبی کے طریقے رچ بس جائیں گے۔

خدا کی بندگی کا لطف ہرگز پا نہیں سکتے
رسول اللہ ﷺ کی سنت کو جو اپنا نہیں سکتے

ہر کام کرنے سے پہلے یہ سوچیں کہ میرے نبی ﷺ نے یہ کام کیسے کیا؟ اگر اتباعِ سنت کے مطابق کرلیا تو ۱۰۰ شہیدوں کا ثواب بھی مل جائے گا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ بھی راضی ہوجائیں گے۔ جب ہمارا ہر کام سنت کے مطابق ہوجائے گا تو ہماری زندگیاں نبی ﷺ کی زندگی کے مطابق ہوجائیں گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

''رسول اللہ ﷺ کی زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے''

سنتِ رسول ﷺ کے مطابق زندگی گزارو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے۔ نمونہ سامنے ہو یا ماڈل سامنے ہو تو وہ چیز بنانی آسان ہو جاتی ہے جیسے درزی کو سوٹ سلائی کے لیے دیں اس کے ساتھ اس کو سائز اور ڈیزائن وغیرہ بھی دے دیں اب اس کے لیے کوئی مشکل نہیں۔ پہلا ماڈل یا نمونہ بنانا مشکل ہوتا ہے بعد میں اس کو دیکھ کر بنانا آسان ہوتا ہے۔ اگر سائز، ماڈل یا نمونے سامنے ہیں ایک ہی وقت میں وہ پانچ پانچ سوٹوں کی اکھٹی کٹنگ کر لیتا ہے وہ جانتا ہے کہ ایک ہی ڈیزائن کے سلنے ہیں۔ اگر درزی ۵۰۰ کے سوٹ میں سائز یا ڈیزائن میں کمی بیشی کر دے تو ہم اس سے لڑتے جھگڑتے ہیں، اس کو برا بھلا کہتے ہیں کہ تمہیں نظر نہیں آتا کہ ہم نے نمونہ اور سائز ساتھ دیا تھا پھر یہ کمی بیشی کیوں کی گئی؟ کہتے ہیں نیا سوٹ لے کر سلائی کر کے دو۔

اللہ کا دین بڑا قیمتی ہے اللہ بھی اپنے دین میں کمی بیشی کو پسند نہیں کرتے اس لیے اللہ رب العزت نے نبی ﷺ کو ہمارے لیے نمونہ (ماڈل) بنا کر بھیج دیا فرمایا کہ میرے نبی ﷺ کو دیکھ کر زندگیاں گزارو، میں بھی اپنے دین میں کمی بیشی کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا:

﴿وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾

''جو رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ۔''

کاش! ہم ایسے ہی ہو جائیں جو نبی نے کیا وہی ہم کریں اور جو نہیں کیا یا جن چیزوں سے منع کیا ہم اس سے رک جائیں:

1. ماں باپ کی بات مانیں تو فرمانبردار بچے ماں باپ کو اچھے لگتے ہیں.....
2. استادوں کی بات مانیں تو فرمانبردار شاگرد استادوں کو اچھے لگتے ہیں.....
3. شیخ کی بات مانیں تو فرمانبردار مرید شیخ کو اچھے لگتے ہیں.....
4. نبی ﷺ کی بات مانیں تو فرمانبردار روحانی بیٹیاں اور بیٹے نبی ﷺ کو اچھے لگتے ہیں.....
5. اللہ کی بات مانیں تو فرمانبردار بندے اللہ کو اچھے لگتے ہیں.....

کاش ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات مان لیں تو پھر دیکھیں کہ دنیا و آخرت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کیسے نصیب ہوگی۔

اتباع کیسی ہو؟:

اتباع وہ عمل ہے جس میں ناگوار اطاعت کی بجائے خوشگوار اطاعت کی کیفیت حاصل ہو۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی اپنے خادم کو حکم دیتا ہے کہ فلاں چیز لاؤ۔ خادم اپنی نوکری کو بچانے کی خاطر تیز دھوپ اور جھلسا دینے والی گرمی میں انتہائی ناگواری سے چیز لے آئے اور دل ہی دل میں مالک کو کوس رہا ہو کہ ''یہ کوئی وقت تھا کام کہنے کا؟ بس منہ اٹھا کے زبان چلا دی۔ اس کو دوسرے کی تکلیف کا ذرا احساس نہیں''۔ دوسری طرف ایک معلم اپنے سعادت مند شاگرد کو بلا کر کسی چیز کو لانے کے لیے کہتا ہے اور ساتھ مشورہ دیتا ہے کہ ابھی گرمی کی شدت زیادہ ہے سورج ڈھل جائے یہ کام اس وقت سہولت سے کر لینا۔ لیکن سعادت مند شاگرد کڑکتی و چلچلاتی دھوپ اور جھلسا دینے والی گرمی کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے فرطِ سعادت سے دوڑتا ہوا جاتا ہے اور پورے قلبی اطمینان کے ساتھ وہ چیز لے کر آتا ہے۔ اسے پسینے میں شرابور ہونے کی پرواہ نہیں بلکہ استاد کے دل کی خوشی مطلوب ہوتی



ہے۔ پہلی صورت میں خادم نے ناگواری سے کام کیا، دوسری صورت میں شاگرد نے خوشگواری سے کام کیا۔ اسی دوسری صورت کا نام اتباع ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے کے لیے نبی علیہ السلام کی کامل اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔

(عشق رسول وآلہ وسلم اور علمائے حق)

رسول اللہ ﷺ سے جن کو محبت ہے عقیدت ہے
وہ ان کے حکم کو دانش کبھی ٹھکرا نہیں سکتے

نبی ﷺ کے عاشقوں نے نبی ﷺ کے طریقوں پر چل کر کیسی کیسی عمدہ مثالیں پیش کر دیں:

ایک صحابی کی اتباع سنت کا واقعہ:

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے حالاتِ زندگی میں لکھا ہے کہ وہ افریقن ملک کے تھے جن کے بال عام طور پر Curl (گھنگھریالے) ہوتے ہیں، تو ان کی مانگ نہیں نکلتی تھی جب کہ نبی ﷺ درمیان سے مانگ نکالتے تھے۔ سردی کا موسم تھا، ایک دن وہ آگ سینک رہے تھے ان کے پاس لوہے کی کوئی راڈ تھی جس سے وہ آگ کو ٹھیک کر رہے تھے وہ گرم گرم سلاخ انہوں نے سر پر پھیر لی تو سر کی جلد جل گئی اور زخم بن گیا، لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے یہ کیا کیا؟ خواہ مخواہ آپ نے اپنے آپ کو تکلیف دی؟ کہنے لگے کہ میری تکلیف تو ختم ہو جائے گی مگر اس بات کی خوشی ہے کہ اب دیکھنے سے میرے سر کے درمیان مانگ نظر آئے گی مجھے اپنے آقا ﷺ سے مشابہت حاصل ہو گئی ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ ایران فتح ہونے کے بعد جب وہاں تشریف لائے تو دسترخوان پہ لقمہ

گرا اور انہوں نے اٹھا کر کھا لیا، ساتھ والے نے کہا کہ یہاں کے لوگ اس کو معیوب سمجھتے ہیں تو دیکھئے انہوں نے کیا عاشقانہ جواب دیا، فرمایا:

((أَأَتْرُكُ سُنَّةَ حَبِيْبِيْ لِهٰؤُلَاءِ الْحُمَقَاءِ))

''ان احمقوں کی خاطر کیا میں اپنے حبیب ﷺ کی سنت کو چھوڑ دوں؟''

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے دل میں سنت کی کیا عظمت ہوا کرتی تھی، پس پتہ چلنے کی دیر ہوتی تھی کہ یہ نبی ﷺ کی سنت ہے تو انہیں عمل کیے بغیر چین نہیں آتا تھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

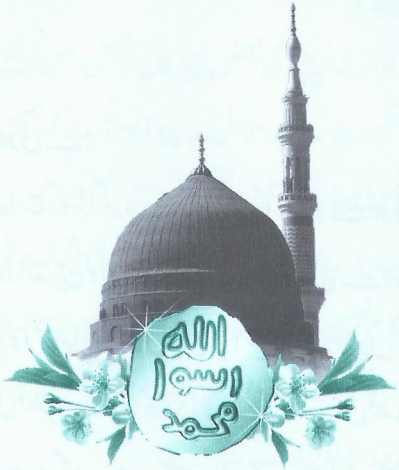
ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ فلاں دروازہ اگر عورتوں کے لئے Separate (مخصوص) کر دیا جائے تو بہت اچھا ہوگا اس کو باب النساء کہا جاتا تھا، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان سننے کے بعد میں پوری زندگی اس باب النساء سے کبھی مسجد میں داخل نہیں ہوا، کیونکہ میرے آقا ﷺ نے فرما دیا کہ یہ عورتوں کے لئے الگ کر دیا جائے۔

ایک صحابی کی اتباعِ رسول ﷺ کا واقعہ:

ایک صحابی رضی اللہ عنہ آتے ہیں، ایک پاؤں مسجد کے اندر ہے ایک پاؤں دروازے کے باہر ہے، جو لوگ مسجد میں تھے نبی اکرم ﷺ ان کو فرماتے ہیں کہ اجلسوا اور یہ لفظ ان کے کان میں پڑ گیا اور وہ صحابی رضی اللہ عنہ وہیں بیٹھ گئے، بعد میں آنے والے نے پوچھا کہ یہ کوئی بیٹھنے کی جگہ ہے؟ ایک پاؤں اندر ایک پاؤں باہر دہلیز پر؟ کہنے لگے کہ میرا ایک پاؤں اندر تھا کہ اتنے میں میرے کان میں آقا ﷺ کا فرمان پڑا اجلسوا اب میرے لئے تعمیل

کے سوا چارہ نہیں تھا۔ ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں میں حکمِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتنی وقعت اور عظمت تھی اس لئے ایک ایک سنت پر بڑے اہتمام کے ساتھ وہ عمل کرتے تھے۔

باب: 4



اتباعِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آسان طریقہ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

باب: 4

اتباعِ مصطفیٰ ﷺ کا آسان طریقہ
عشقِ مصطفیٰ ﷺ

محبت دو طرح کی ہوتی ہے:

1. عقلی محبت جیسے استاد کو شاگرد سے یا شاگرد کو استاد سے ہوتی ہے۔
2. طبعی محبت جیسے والدین کو اولاد سے یا انسان کو مال سے ہوتی ہے۔

محبت کی ان اقسام کو اگر سادہ لفظوں میں ادا کیا جائے تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ محبت طبعی تو وہ محبت ہے جو انسان کی فطرت میں رکھ دی گئی ہے۔ اس میں قصد اور ارادے کا کوئی دخل نہیں بلکہ ہر شخص اس محبت پر مجبور ہے۔ جیسے والدین کے دلوں میں اولاد کی محبت فطری طور پر ڈال دی گئی ہے۔ ایک چھوٹا سا بچہ کچا جس کے وجود سے فی الوقت والدین کو کوئی نفع نہیں لیکن اس بچے سے والدین کی محبت اس قدر ہوتی ہے کہ بچے کی خاطر جان دینے کے لیے بھی تیار ہوتے ہیں یہ طبعی محبت ہے۔

محبتِ عقلی وہ محبت ہے جو قصد اور ارادے سے کی جائے اور سوچ سمجھ کر محبت کی جائے کہ کون سی چیز محبت کے قابل ہے اور کون سی چیز محبت کے لائق نہیں۔ محبتِ عقلی کی واضح دلیل اور بہترین ثبوت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ طرزِ عمل ہے کہ وہ جب کسی چیز یا عمل سے محبت کرتے تو یہ سوچ کر کرتے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ چیز یا عمل محبوب تھا یا نہیں تھا۔

ایک حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی۔ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ اس نے جو کی روٹی اور شوربہ حاضرِ خدمت کیا جس میں کدو اور گوشت تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ پیالے کے اطراف میں سے کدو کو تلاش کر کے کھاتے تھے چنانچہ اس روز سے میں بھی کدو کو پسند کرنے لگا۔ (مشکوۃ شریف)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کھانے پینے کی بعض چیزوں کو محض اس لیے پسند کرنا کہ یہ حضور ﷺ کو محبوب تھیں یہ محبتِ عقلی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں اپنے پیارے آقا ﷺ کے ساتھ کون سی محبت ہونی چاہیے طبعی یا عقلی؟

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"محض محبتِ طبعی سے کام نہیں چلتا محبتِ عقلی کی ضرورت ہے۔ ابو طالب کو حضور ﷺ کے ساتھ طبعی محبت تو تھی لیکن عقلی نہ تھی وہ (طبعی محبت) کچھ بھی کام نہ آئی۔ اگر ان کو عقلی محبت ہوتی تو سب سے پہلے وہ ایمان لاتے۔"

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا کہ محبتِ عقلی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ ہونی چاہیے نیز فرمایا کہ اس کا معیار یہ ہے:

"احکام میں حضور ﷺ کی اطاعت ہو اور تعارض کے وقت حضور ﷺ کے حکم کو دوسروں کے احکام پر ترجیح دی جائے گو طبعی محبت میں کمی ہو۔ غور کرنے سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ طبعی محبت بھی ہر مسلمان شخص کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے ماں باپ اولاد وغیرہ سب سے ہی زیادہ ہے مگر اس کا ظہور خاص مواقع پر ہوتا ہے۔"

(حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ اصلاح)

ایک مرتبہ مولانا مظفر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک رئیس نے کہا کہ حضرت مجھے تو ایسا

شبہ ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مجھے اپنے والد سے محبت ہے۔ مولانا نے اس وقت تو فرمادیا کہ واقعی ہوگی۔ لیکن بعد میں اس شبہ کا جواب یوں دیا کہ باتوں باتوں میں رسول اللہ ﷺ کے واقعات وکمالات کو بیان کرنا شروع کردیا۔ سب بہت محظوظ ہورہے تھے وہ رئیس صاحب بھی مزے لے کرسن رہے تھے۔ اچانک مولانا درمیان میں فرمانے لگے کہ اچھا اس قصہ کو رہنے دیں اب میں کچھ آپ کے والد صاحب کے کمالات ومحاسن بیان کرتا ہوں کہ وہ بھی بڑے صاحبِ کمالات تھے۔ اس لفظ کے سنتے ہی رئیس صاحب کا رنگ بدل گیا اور کہا کہ مولانا توبہ توبہ! میرے والد بھی کوئی چیز ہیں کہ جن کا تذکرہ حضور ﷺ کے تذکرے کو روک کر کیا جائے۔ نہیں آپ پہلے والا بیان ہی جاری رکھیں۔

اب مولانا صاحب نے فرمایا آپ تو کہتے تھے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ والد صاحب کی محبت معلوم ہوتی ہے اب حضور ﷺ کے تذکرہ میں والد صاحب کا تذکرہ کیوں ناگوار ہوا؟ اب جو رئیس صاحب نے موازنہ کرکے غور کیا تو بے ساختہ کہنے لگے کہ مولانا! جزاکم اللہ آج آپ نے میرا شبہ حل کردیا۔ واقعی! مجھے حضور ﷺ کے ساتھ ہی زیادہ محبت ہے اور والد کے ساتھ تو اس کے مقابلے میں کچھ بھی محبت نہیں۔

بہرحال طبعی محبت بھی ہر مسلمان کو حضور ﷺ ہی سے زیادہ ہے۔ مگر تحقیق یہ ہے کہ طبعی محبت اگر کم بھی ہو تو مضائقہ نہیں کیونکہ طبعی محبت غیر اختیاری ہے۔ عقلی محبت سب سے زیادہ حضور ﷺ کے ساتھ ہی ہونی چاہیے کیونکہ عقلی محبت اختیاری ہے۔ اور یہی وہ محبت ہے جس کو حدیثِ مبارکہ میں شرطِ ایمان قرار دیا گیا ہے۔

میں نے دیکھی ہیں وہ آنکھیں ساقی:

جب پیارے آقا ﷺ کی محبت دل میں گھر کرجائے تو دنیا اور دنیا کی چیزوں کی محبت

کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔ دنیا کے محبوب ہیچ نظر آتے ہیں اور ایک سچا مسلمان نبی اکرم ﷺ کے حکموں کی اطاعت کرنے کے لیے اپنی ہر چیز قربان کرنے پر تیار ہوجاتا ہے۔ اصل میں یہ محبتِ رسول ﷺ چیز ہی ایسی ہے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور کچھ عرصہ صحبتِ نبوی ﷺ میں رہنے کے بعد گھر واپس گئے۔ پیارے آقا ﷺ کی محبت دل وجان میں بس چکی تھی۔ اپنے محلہ میں کسی عورت کے ساتھ ان کے مراسم اور تعلقات تھے وہ عورت ان سے ملنے کے لیے آئی۔ انہوں نے رخ پھیر لیا وہ کہنے لگی کیا بات ہے؟ وہ بھی وقت تھا جب تم میری محبت میں بے قرار ہوکر گلیوں کے چکر لگاتے تھے، مجھے ایک نظر دیکھنے کے لیے تڑپتے تھے۔ میری ملاقات کے شوق میں ٹھنڈی آہیں بھرتے تھے۔ جب میں تم سے ملاقات کرتی تھی تو قسمیں کھا کھا کر اپنی محبت کی یقین دہانی کرواتے تھے۔ اب میں خود چل کر تمہارے پاس ملنے کے لیے آئی ہوں تو تم نے آنکھیں بند کرلیں۔ وہ فرمانے لگے کہ میں ایک ایسی ہستی کو دیکھ کر آیا ہوں کہ اب میری نگاہیں کسی غیر پر نہیں پڑسکتیں میں دل کا سودا کرچکا ہوں۔ سبحان اللہ!

اب کھلتی ہی نہیں ہیں آنکھیں میری
یہ جی میں کس کا تصور آ گیا

وہ عورت ضد میں آکر کہنے لگی اچھا ایک مرتبہ میری طرف دیکھ تو لو۔ اس صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عورت! چلی جا ورنہ میں تلوار سے تمہارا سر قلم کردوں گا۔ اللہ اکبر کبیرا!

میں نے دیکھی ہیں وہ آنکھیں ساقی
جامِ مئے کی مجھے حاجت ہی نہیں

مذکورہ واقعہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جب دل میں حضور ﷺ کی محبت آجائے گی تو اللہ تعالیٰ اور نبی اکرم ﷺ کے حکموں پر چلنا بھی آسان ہوجائے گا کیونکہ انسان جس

سے محبت کرتا ہے اس کی اطاعت بھی ضرور کرتا ہے

زبان سے محبت کا دعویٰ مگر عمل اس کے خلاف:

محض زبان سے محبت کا دعویٰ محبت کی دلیل نہیں بن سکتا۔ کوئی شاگرد اگر زبان سے کہے، یہ دعویٰ کرے کہ وہ اپنے استاد کا فرمانبردار ہے اس کی بہت عزت کرتا ہے اس سے بے پناہ محبت اور عقیدت ہے اس کے حکم کو جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے لیکن دوسری طرف وہ نہ اس کے دیئے ہوئے سبق کو یاد کرتا ہے نہ کلاس میں پابندی سے حاضر رہتا ہے سکول کے اوقات میں کھیل تماشوں میں لگا رہتا ہے۔ نہ کتاب پڑھتا ہے، نہ بات مانتا ہے تو پھر اس کا یہ دعویٰ سراسر جھوٹ اور فریب ہے۔ ایسا طالبعلم اپنے امتحان میں شرطیہ ناکام ہوگا۔ اسی طرح زبان سے محبت کے بلند و بانگ دعوے اور عمل صفر ہو اور شکل وصورت بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسی نہ بنا سکیں تو اس محبت کا کیا اعتبار ہے۔ صحابہ کرام کی کامیابی کا راز یہی شدتِ محبت اور اتباعِ کامل تھی۔ ہمیں بھی شدتِ محبت اور اتباعِ کامل کے امتحان میں پاس ہونا پڑے گا تب بات بنے گی۔

شرطِ ایماں مصطفیٰ سے والہانہ پیار ہے
پیار مگر پیروی ہے، پیروی دشوار ہے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کامیابی کا راز یہی محبت تھی

داعیٔ اسلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیغام حق دیا تو ان کی آواز پر لبیک کہنے والے چند غلام، کچھ نوعمر لڑکے، کچھ عورتیں اور کچھ بوڑھے تھے۔ ایک یتیم اور بے سہارا شخص مادی اعتبار سے دیکھا جائے تو نہ کوئی طاقت وحکومت، نہ مال و دولت، نہ روساء و امراء کی امداد کا

بھروسہ ہے۔ تیرہ سال کی مسلسل کوشش وجستجو کے بعد ایک مختصر سی جماعت تیار کرتا ہے وہ بھی مادی طور پر اتنی کمزور کہ مکہ کے شب و روز اس پر تنگ تھے مگر اصل چیز یہ تھی کہ ان کے عشق کی بلندیاں آسمان کو چھو رہی تھیں۔ ان پر اذیتوں کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں مگر سچے عشاق کی زبانوں سے اف تک نہیں نکلتی۔ کبھی جلتی ریت پر گھسیٹے جاتے ہیں تو کبھی لوہے کی زرہیں پہنا کر چلچلاتی دھوپ میں کھڑے کر دیئے جاتے ہیں، کبھی چٹائی میں لپیٹ کر دھونی دی جاتی ہے تو کبھی انگاروں پر لٹایا جاتا ہے۔ ان کے محبوب کا بھی یہ حال ہے کہ کبھی ان کو قریش کے سردار زخمی کر دیتے ہیں تو کبھی ان کی گردن میں چادر ڈال کر کھینچتے ہیں اور کبھی سجدہ کی حالت میں ان کی پشت پر غلاظت بھری اوجھڑی رکھ دیتے ہیں۔ جو ان کی حمایت کا دم بھرتا ہے اس کا مقاطعہ (Social Boycott) کر دیا جاتا ہے۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ ظاہری طور پر اتنی کمزور سی جماعت جس کے پاس کسی بھی طرح کے مادی وسائل نہیں تھے۔ اپنے اتنے طاقتور دشمن پر کس طرح حاوی ہوگئی؟ چند غلاموں، بوڑھوں اور لڑکوں نے اول عرب کے نامور سرداروں کو خاک میں ملا دیا پھر عرب کے صحرا سے نکل کر ایران وروم کی حکومتوں کو تہہ و بالا کر ڈالا۔ ایسی حکومتوں کو جن کا کوئی ثانی اس وقت دنیا میں نہیں تھا ان کے ظلم کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔

یاد کرتا ہے زمانہ ان انسانوں کو
روک دیتے ہیں جو بڑھتے ہوئے طوفانوں کو

دراصل اس عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسی جماعت تشکیل دی تھی جن کی زندگی کا حاصل محمد..... محمد..... محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کچھ نہ تھا۔ یہ ایک ایسا گروہ تھا جو فنا فی الرسول تھا۔ ان کا کردار اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سانچہ میں پوری طرح ڈھل گیا تھا۔ انہوں نے اپنی

زندگیوں کا شعار رسول اللہ ﷺ کے اس قول کو بنالیا تھا۔

''جب تک تم اپنے ماں باپ، اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرنے لگو گے، تب تک تم مومن نہیں ہوسکتے۔''

نبی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے:

((أَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ بِهِ مِنْ نِعَمِهِ))

''تم اللہ رب العزت سے محبت کرو کہ اس نے تمہیں کھانے کے لئے کیا کیا نعمتیں عطا فرمائیں۔''

((وَأَحِبُّونِي لِحُبِّ اللّٰهِ)) ''اور مجھ سے محبت کرو کہ میں اللہ رب العزت کا محبوب ہوں، اللہ مجھ سے محبت فرماتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی محبت ایمان کا حصہ ہے، اس کے بغیر کوئی انسان مومن نہیں ہوسکتا۔

نماز اچھی ہے حج اچھا زکوٰۃ اچھی ہے روزہ اچھا
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک قلبی محبت کا ہونا یہ ہر مومن کی صفت ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ))

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کو اس کے والد،

اولاد اور دنیا کے تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔''

ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا:

((ثَلٰثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ)) ''تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس بندے میں ہوں گی اس کو ایمان کی حلاوت ملے گی''، ان میں سے ایک ((أَنْ يَكُونَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا)) ''اللہ اور اس کے رسول ﷺ تمام جہان سے زیادہ اس کو محبوب ہوجائیں۔''

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے، کہا اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے آپ سب سے زیادہ محبوب ہیں، سوائے اپنی جان کے، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تک کوئی بندہ کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں عرض کیا ''وَالَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي الَّتِي بَيْنَ جَنْبَيَّ'' ''اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں'' ((فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)) نبی ﷺ نے فرمایا ((الْآنَ يَا عُمَرُ)) ''اے عمر! اب تمہیں ایمان کا کامل رتبہ نصیب ہوگیا۔''

حضور ﷺ سے محبت کا انعام:

طالب علم کے ذہن میں سوال آتا ہے کہ ہم اگر نبی اکرم ﷺ سے اس قدر ٹوٹ کر محبت کریں کہ وہ ہمیں ساری دنیا سے زیادہ عزیز ہوجائیں تو اس پر کیا ملے گا؟ حدیث مبارکہ ہے:

((عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ: مَتَى السَّاعَةُ)) ''ایک نوجوان نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آ کے اس نے یہ سوال پوچھا کہ اے اللہ کے حبیب ﷺ! قیامت کب آئے گی؟'' فَقَالَ ''نبی علیہ السلام نے پوچھا:'' مَا أَعْدَدْتَ

لَهَا ''تم نے قیامت کی کیا تیاری کر رکھی ہے؟'' قَالَ اس نے جواب میں عرض کیا: مَا أَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيْرِ صَلٰوةٍ وَلَا صَوْمٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلٰكِنِّيْ أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ''اے اللہ کے حبیب ﷺ بہت زیادہ نمازیں اور روزے اور صدقے والی عبادتیں تو میں نے نہیں کیں، ہاں اتنی بات پکی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بہت زیادہ محبت کرتا ہوں''، نبی ﷺ نے فرمایا أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ ''تو جنت میں اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تجھ کو محبت ہے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ اس حدیث پاک کو سن کر ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ اتنی خوشی ہمیں کسی اور بات پر نہیں ہوئی تھی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں حضور ﷺ کی محبت:

چنانچہ ایک اور صحابی آئے اور کہنے لگے: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''اے اللہ کے حبیب ﷺ!'' لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَهْلِيْ وَمَالِيْ ''آپ مجھے میرے اہل خانہ اور میرے مال سے زیادہ محبوب ہیں'' وَإِنِّيْ لَأَذْكُرُكَ ''اور جب کبھی میں آپ کو یاد کرتا ہوں'' فَمَا أَصْبِرُ، حَتّٰى أَجِيْءَ فَأَنْظُرَ إِلَيْكَ ''مجھے سے رہا نہیں جاتا، آپ کی یاد تڑپاتی ہے تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں اور آپ کی زیارت سے آنکھوں کو میں ٹھنڈا کر لیتا ہوں'' وَإِنِّيْ ذَكَرْتُ مَوْتِيْ وَمَوْتَكَ ''اور میں یہ بھی سوچتا ہوں کہ ایک دن مجھے بھی موت آنی ہے اور ایک دن آپ کو بھی پردہ فرمانا ہے'' فَعَرَفْتُ أَنَّكَ إِذَا دَخَلْتَ الْجَنَّةَ رُفِعْتَ مَعَ النَّبِيِّيْنَ ''اور میں یہ بھی سوچتا ہوں کہ آپ جنت میں جائیں تو آپ کا درجہ تو انبیاء کے ساتھ جنت میں اونچا ہوگا'' اور میں پہنچ گیا تو میرا درجہ تو نیچے ہوگا۔ مقصد یہ تھا کہ اے اللہ کے حبیب ﷺ! نیچے والا تو اوپر جا نہیں سکتا اگر میں جنت میں آپ ﷺ کا دیدار نہیں کر سکوں گا تو مجھے جنت میں مزہ ہی کیا آئے گا۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ

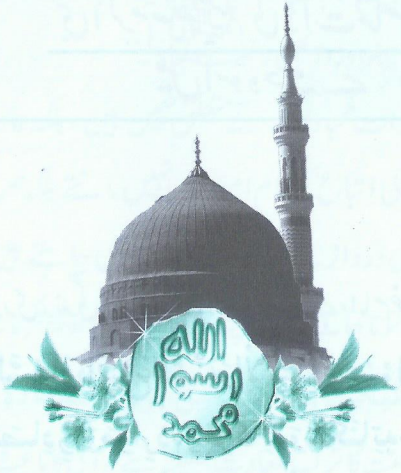
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں نبی اکرم ﷺ کی کیسی محبت تھی، آج تو حور و قصور کے نام پر ہی نوجوان خوش پھرتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت یہ تھی کہ وہ کہتے تھے کہ جنت میں اگر آقا ﷺ کا دیدار نہ کر سکے تو جنت میں مزہ ہی کیا آئے گا۔ تو یہ بہت بڑا اجر ہے کہ اس محبت کی وجہ سے انسان کو نبی ﷺ کے قدموں میں جگہ ملے گی۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں عشق محمدؐ سے اجالا کر دے

باب: 5

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ



نبی اکرم ﷺ کی ذات تمام امور میں اسوہ حسنہ ہے

باب: 5



نبی اکرم ﷺ کی ذات تمام امور میں اسوہ حسنہ ہے

نبی اکرم ﷺ کی پوری زندگی امت کیلئے اسوہ حسنہ ہے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اِعْلَمْ اَنَّ مِفْتَاحَ السَّعَادَةِ اِتِّبَاعُ السُّنَّةِ وَالْاِقْتِدَاءُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَمِيْعِ مَصَادِرِهٖ وَمَوَارِدِهٖ وَحَرَكَاتِهٖ وَسَكَنَاتِهٖ حَتّٰى فِي هَيْئَةِ اَكْلِهٖ وَقِيَامِهٖ وَنَوْمِهٖ وَكَلَامِهٖ لَسْتُ اَقُوْلُ ذٰلِكَ فِي الْعِبَادَاتِ فَقَطْ لَا وَجْهَ لِاِهْمَالِ السُّنَنِ الْوَارِدَةِ فِيْهَا بَلْ ذٰلِكَ فِي جَمِيْعِ اُمُوْرِ الْعَادَاتِ فَبِذَالِكَ يَحْصُلُ الْاِتِّبَاعُ الْمُطْلَقُ"

"جاننا چاہیے کہ سعادت کی کنجی تمام امور میں رسول اللہ ﷺ کی حرکات وسکنات کی پیروی کرنے میں ہے حتیٰ کہ کھانے پینے، سونے، اٹھنے اور کلام کرنے میں بھی اتباعِ سنت ضروری ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ فقط عبادات میں ہی پیروی کی جائے اس کے علاوہ میں آپ کی عادتِ طیبہ کے چھوڑنے کی بھی کوئی وجہ نہیں پاتا بلکہ تمام عادات واحوال میں اتباع کرنے سے ہی سنت میں کمال حاصل ہوگا۔"

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ مزید اتباع کامل کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لباس اور بشری امور میں بھی آپ ﷺ کی اتباع مطلوب ہے اور فلاح کا باعث ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

"فَعَلَيْكَ اَنْ تَلْبَسَ السَّرَاوِيْلَ قَاعِدًا وَتَتَعَمَّمَ قَائِمًا وَتَبْدَأَ بِالْيَمِيْنِ فِي تَنَعُّلِكَ وَتَاْكُلَ بِيَمِيْنِكَ" (اربعین: ص۵۸)

"پس سنت کی اتباع تم پر لازم ہے کہ تم پاجامہ کو بیٹھ کر پہنو اور عمامہ کھڑے ہو کر باندھو، جوتا اوّلاً دائیں پیر میں پہنو اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔"

ظاہر ہے کہ یہ ارشادات عبادات کے متعلق نہیں ہیں، بلکہ عادات وشمائل سے متعلق ہیں، جو لوگ آپ ﷺ کی اتباع کو تمام امور میں نہیں مانتے بلکہ صرف عبادات میں محصور مانتے ہیں وہ دراصل اس دروازے سے نفس کی آزادی چاہتے ہیں اور اپنے آپ کو ایک عظیم سعادت سے محروم کرنا چاہتے ہیں، چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"لِاَنَّ ذٰلِكَ يُغْلِقُ عَلَيْكَ بَابًا عَظِيْمًا مِنْ اَبْوَابِ السَّعَادَةِ" (اربعین: ص۵۸)

"عادات واطوار میں سنت کا ترک سعادت عظیمہ سے محرومی کا باعث ہے۔"

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ اسلام صرف آپ ﷺ کی رسالت کی تصدیق کا نام نہیں، جب تک کہ آپ ﷺ کی پوری پوری اطاعت کا عہد بھی نہ کیا جائے اس وقت تک کامل مسلمان نہیں ہوسکتا۔ (زاد المعاد: ۵۵/۳)

خلاصہ یہ ہوا کہ بلا اتباعِ سنت واسوۂ رسول ﷺ کے اسلام معتبر نہیں، اتباع کامل سے مسلمان کامل ہوسکتا ہے۔

شرطِ ایماں مصطفی سے والہانہ پیار ہے
پیار مگر پیروی ہے، پیروی دشوار ہے



سنت اور اس کی تعریف

سنت لغت میں عادت کو کہتے ہیں اور شریعت میں اسے کہتے ہیں جو نبی پاک ﷺ سے قولاً، فعلاً یا تقریراً منقول ہو۔ (جامع الرموز)

محقق ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ سنت کے مفہوم کو خلفاء راشدین تک وسیع کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وَسُنَّتُهُ الطَّرِيْقَةُ الدِّيْنِيَّةُ مِنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ"

"آپ ﷺ کی سنت سے مراد دین کا وہ طریقہ جو آپ ﷺ یا آپ کے خلفائے راشدین کا (سے ثابت) ہو۔"

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی طرح حضرات خلفائے کرام کے اقوال وافعال کو بھی سنت قرار دیتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

"اِنْ كَانَ مِمَّا وَاظَبَ عَلَيْهِ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدُوْنَ مِنْ بَعْدُ فَسُنَّةٌ" (الشامی ۱/۷۰)

"جس پر نبی پاک ﷺ نے یا حضرات خلفاء راشدین نے پابندی فرمائی ہو" (یعنی سنت مؤکدہ کی صورت میں جس کی پابندی کی ہو)۔

سنت اور حدیث ایک دوسرے کے مترادف ہیں، جو مفہوم سنت کا ہے وہی حدیث کا بھی ہے، علامہ عبدالحئی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ ظفر الامانی فی مختصر الجرجانی میں سنت کی تعریف لکھتے ہیں:

"اِنَّ السُّنَّةَ تُطْلَقُ عَلٰى قَوْلِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِعْلِهٖ وَسُكُوْتِهٖ وَطَرِيْقَةِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ"

"سنت کا اطلاق آپ ﷺ کے تمام اقوال وعادات پر ہوتا ہے حتیٰ کہ صحابہ کے طریقے کو

بھی سنت کہا جاتا ہے۔"

چنانچہ طحطاوی علی المراقی میں سنت کی تعریف مرقوم ہے:

"مَا فَعَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ وَاحِدٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ" (ص ۵۱)

"ایسا فعل جو آپ ﷺ نے کیا ہو یا آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک نے کیا ہو۔"

چونکہ وہ بھی سنت ہی سے ماخوذ ہوئے ہیں لہذا اس اعتبار سے آپ نے جو فرمایا ہے کہ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ تم پر میری سنت لازم ہے تمام امور میں اخلاق وعادات میں بھی ہم اتباع سنت کے مکلف ومامور ہیں۔ طحطاوی میں ہے:

((اِنَّ سُنَّةَ اَصْحَابِهٖ اَمَرَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِاِتِّبَاعِهَا)) (طحطاوی: ص ۵۱)

"آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقے کی اتباع کا حکم دیا ہے۔"

آپ ﷺ نے صحابہ کی اتباع کا حکم دیا۔

((عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ)) (ابی داؤد ۴۶۰۷)

"تم پر لازم ہے میری سنت کی اتباع اور میرے خلفائے راشدین کی اتباع جو کہ ہدایت یافتہ ہیں۔"

سنت اور اس کی اقسام

سنت کی دو قسمیں ہیں: ❶ سنن ہدیٰ ❷ سنن زوائد

سنن ہدیٰ:

وہ سنت ہے جسے نبی پاک ﷺ نے کیا ہو اور من حیث العبادۃ ہو جیسے جماعت، اذان،



اقامت اسی طرح سنن صلوۃ وصیام وحج وغیرہ اور اس کا ترک باعث کراہت وملامت ہو۔

سنن زوائد:

وہ سنت ہے جو آپ ﷺ کے اخلاق وعادات سے متعلق ہو، جیسے لباس ونوم وغیرہ کے سنن۔ اس کا بجالانا باعث ثواب ہے مگر ترک باعث کراہت نہیں۔

(ماخوذ از شرح وقایہ وشامی: ۱/۷۰)

سنن زوائد یعنی کھانے پینے، سونے جاگنے میں آپ ﷺ کی عادت طیبہ کو اختیار کرنے والا، سنت پر عامل کہلائے گا جو بڑی سعادت وخوش نصیبی کی بات ہے، مگر ترک گناہ کا باعث نہیں، اس زوائد کے نام سے یہ غلط فہمی نہ ہو کہ ان امور میں سنت کا طریقہ اختیار کرنا عبادت نہ ہوگا۔ ہرگز نہیں! یہ بھی عبادت میں داخل ہے۔ چنانچہ ان امور کو عبادت قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اِنَّ السُّنَّةَ هِيَ الطَّرِيْقَةُ الْمَسْلُوْكَةُ فِي الدِّيْنِ فَهِيَ فِيْ نَفْسِهَا عِبَادَةٌ"

"سنت کا مفہوم دین کا طریقہ اختیار کرنا ہے وہ فی نفسہٖ عبادت ہے۔"

لہٰذا سنت کے مطابق کھانا، پینا، سونا، جاگنا وغیرہ سارے امور عبادت ہیں اور ان پر ثواب ہوگا۔ کیوں نہیں ہوگا ان کے بغیر تو کمالِ اتباع سے انسان بہرہ یاب نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء میں لکھا ہے:

((اُصُوْلُ مَذْهَبِنَا ثَلٰثَةٌ اَلْاِقْتِدَاءُ وَاِخْلَاصُ النِّيَّةِ فِيْ جَمِيْعِ الْاَعْمَالِ))

(الشفاء: ۲/۲۹)

"ہمارے مذہب کی بنیاد تین امر ہیں نبی پاک ﷺ کی اقتداء اخلاق واعمال میں، اور اخلاص نیت تمام اعمال میں۔"

اسی طرح شفاء کی عبارت "ھوالاقتداء" کی شرح میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

((اَیْ فِيْ جَمِيْعِ اَقْوَالِهٖ وَاَفْعَالِهٖ وَاَحْوَالِهٖ)) (الشفاء ۲/۲۹)

"یعنی تمام اقوال، افعال اور احوال میں بھی اتباع ضروری ہے۔"

ترک سنت کے متعلق:

خیال رہے کہ سنن ہدیٰ جسے سنن عبادت بھی کہا جاتا ہے یعنی وہ سنن جو عبادات سے متعلق ہیں اور آپ ﷺ نے انھیں دوام کے ساتھ ادا فرمایا ہے وہ واجب کی طرح ہے جسے سنت مؤکدہ سے موسوم کیا گیا ہے اس کا ترک باعث گناہ وملامت ہوگا اس کے تارک کو تارکِ سنت اور مخالفِ سنت قرار دیا جائے گا جیسے تراویح اور نماز کی سنن راتبہ وغیرہ۔

اور جن میں آپ ﷺ سے دوام منقول نہیں اس کا تارک نہ باعث گناہ ہوگا اور نہ قابل ملامت، جیسے چاشت کی نماز، نفل اوابین وغیرہ، البتہ کرنے والا ثواب عظیم کا مستحق ہوگا۔

(ماخوذ از شامی)

امور عبادت کی سنتوں کے ترک کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کفر خفی یا حماقت جلی قرار دیا چنانچہ وہ اربعین میں اس کے ترک پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((اَمَّا فِي الْعِبَادَاتِ فَلَا اَعْرِفُ لِتَرْكِ السُّنَّةِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَجْهًا اِلَّا كُفْرًا خَفِيًّا اَوْ حُمْقًا جَلِيًّا))

"بلا عذر ترک سنت کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی سوائے یہ کہ اسے کفر خفی یا حماقت جلی کہا جائے"

پھر اس کی وجہ لکھتے ہیں:

((بَيَانُهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ فَضْلُ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ عَلَى



الْفَرْدِ بِسَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً فَكَيْفَ تَسْمَعُ نَفْسُ الْمُؤْمِنِيْنَ بِتَرْكِهَا مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ، نَعَمْ يَكُوْنُ السَّبَبُ فِي ذٰلِكَ اَمَّا حُمْقٌ اَوْ غَفْلَةٌ بِاَنْ لَّا يَتَفَكَّرَ فِي هٰذَا التَّفَاوُتِ الْعَظِيْمِ وَمَنْ يَّسْتَمْحِقُ غَيْرَهٗ اِذْ اَثَرَ وَاحِدًا عَلٰى اِثْنَيْنِ كَيْفَ لَا يَسْتَمْحِقُ نَفْسَهٗ اِذَا اَثَرَ وَاحِدًا عَلٰى سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ لَا سِيَّمَا فَمَا هُوَ عِمَادُ الدِّيْنِ وَمِفْتَاحُ السَّعَادَةِ الْاَبَدِيَّةِ)) (اربعین: ص ۶۲)

''اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ باجماعت نماز تنہا نماز سے ۲۷ گنا افضل ہے تو مومن کا دل بلا عذر کیسے اس کے چھوڑنے کو گوارا کرے گا ہاں کسی میں حماقت و جہالت و نادانی ہو تو دوسری بات ہے، اس طرح کہ وہ اس فرق عظیم میں غور و فکر نہ کرے۔ اور جو شخص دوسرے کو اس وقت احمق سمجھتا ہو جب کہ وہ ایک (چیز) کو دو پر ترجیح دے تو کیسے وہ خود اپنے آپ کو احمق نہ سمجھے گا جب کہ وہ خود ایک کو (نماز) ستائیس (گنا ثواب) پر ترجیح دے رہا ہو خصوصاً ان امور میں جن کا تعلق بنیاد دین اور سعادت ابدیہ کی کنجی سے ہو۔''

خلاصہ یہ کہ عبادت میں سنت کا ترک اس کی ناقدری اور غفلت دین کی غمازی کر رہا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ کس قدر قبیح امر ہے۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا

اسی طرح امور عادیہ میں سنت کا ترک مذموم ہے جن پر آپ ﷺ نے دوام کیا ہو مثلاً کھانے کے متعلق منقول ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ دائیں ہاتھ سے کھانا تناول فرمایا، جوتے کے متعلق منقول ہے کہ آپ ﷺ ہمیشہ دائیں پیر میں اولاً پہنتے تھے اس کے خلاف کسی روایت میں اس کا ثبوت نہیں ہے کہ آپ نے صرف بائیں ہاتھ سے تناول فرمایا ہو یا اولاً بائیں پیر میں جوتا پہنا ہو، لہٰذا امت سے بھی اس کا عمل اور دوام مطلوب ہوگا بلا عذر اس کے ترک کی اجازت نہ ہوگی، اس کے خلاف کرنے والا تارکِ سنت ہوگا، گو اس کا

گناہ سنن مؤکدہ کے مثل نہ ہوگا، اسی وجہ سے تو بائیں ہاتھ سے کھانے پر گرفت کی گئی ہے اس کے برخلاف سنن عادیہ جن میں دوام منقول نہیں مثلاً ثرید کھانا، عجوہ کھجور کھانا، جبہ پہننا، تو ان امور کو سنت کی نیت سے بجالانے والا ثواب پائے گا، اور عامل سنت ہوگا، مگر نہ بجالانے والا تارکِ سنت اور خلافِ سنت کا ارتکاب کرنے والا نہ ہوگا اور نہ اس پر کوئی ملامت ہے۔ اسی طرح جس پر دوام تو ہو مگر دوام مطلوب و مراد نہ ہو بلکہ ماحول و معاشرہ کے اعتبار سے ہو، مثلاً کھجور کھانا، جو کی روٹی کھانا کہ اکثر و بیشتر آپ کی غذا کھجور اور جو کی روٹی تھی، اسی طرح آپ ﷺ تہبند باندھنے کے عادی تھے، خفین استعمال فرماتے تھے سنت کی نیت سے اس پر عمل کرنے والا ثواب پائے گا، تاہم یہ اتباع اور حبِ رسول ﷺ کی واضح علامت ہے جو دارین کی سعادت عظمیٰ کا باعث ہے آپ ﷺ سے جو منقول ہو خواہ اس پر عمل کرنے کا دوام ثابت نہ ہو تب بھی اس پر عمل کرے تو یہ دونوں جہاں کی خوش نصیبی ہے اور آخرت میں شفاعت و رفاقت رسول ﷺ کا باعث ہے

((اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِاِتِّبَاعِ سُنَّةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

''اے اللہ ہمیں سیدنا محمد ﷺ کی سنت کی اتباع کرنے کی توفیقِ کامل عطا فرما۔''

ایک وہم اور اس کا ازالہ:

خیال رہے کہ اتباع سنت کے متعلق کوئی یہ نہ سوچے کہ روایت ضعیف ہے کیونکہ فضائل کے سلسلے میں محدثین اور فقہاء کرام نے ضعیف روایتوں پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے، اس میں ضعیف مؤثر نہیں ضعیف کا تعلق رواۃ سے ہے نہ کہ آپ ﷺ کی سنت سے۔ چنانچہ تدریب الراوی میں ہے:

((اِذَا رَأَيْتَ حَدِيْثًا بِاِسْنَادٍ ضَعِيْفٍ فَلَكَ اَنْ تَقُوْلَ هُوَ ضَعِيْفٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ

وَلَا تَقُلْ ضَعِيْفُ الْمَتَنِ)) (قواعد علوم: ص ۵۸)

''جب تم کسی حدیث کو اسناد ضعیف کے ساتھ دیکھو تو تم یہ کہہ سکتے ہو کہ اس اسناد کے اعتبار سے ضعیف ہے لیکن یہ نہ کہو کہ یہ متن ضعیف ہے۔''

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ کسی محدث نے ہفتہ یا بدھ کے دن پچھنا لگوا لیا اور ایک حدیث میں جو سنداً ضعیف ہے اس میں ہے کہ جو شخص ہفتہ یا بدھ کے دن پچھنا لگوائے اور اسے برص کی بیماری ہو جائے تو اپنے سوا کسی پر ملامت نہ کرے، انہوں نے ضعیف سمجھ کر پرواہ نہ کی، چنانچہ انہیں برص کی بیماری ہوگئی اور بہت پریشان ہوئے خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، انہوں نے اس برص کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے کیوں ہفتہ کے دن پچھنا لگوایا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ راوی ضعیف تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بات تو میری نقل کر رہا تھا۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں توبہ کرتا ہوں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحت کی دعا فرمائی وہ اچھے ہو گئے۔ (اربعین: ص ۶۳)

محدثین وفقہاء وغیرہ نے کہا کہ حدیث ضعیف پر عمل کرنا فضائل وترغیب وترہیب میں جائز اور مستحب ہے، تاوقتیکہ موضوع نہ ہو۔ قواعد علوم حدیث میں ہے:

((فَيُعْمَلُ بِهٖ فِيْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ)) (اربعین ص ۵۷)

''فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کیا جائے گا۔''

ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ صاحب فتح القدیر نے لکھا ہے:

((اَلْاِسْتِحْبَابُ يَثْبُتُ بِالضَّعِيْفِ دُوْنَ الْمَوْضُوْعِ)) (فتح: ص ۵۸)

''مستحب عمل ضعیف حدیث سے ثابت ہو سکتا ہے مگر موضوع حدیث سے ثابت نہیں

ہو سکتا کیونکہ وہ حدیث ہی نہیں ہے۔''

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الملہم میں ارباب علم حدیث کا اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ فضائل وغیرہ میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا درست ہے۔ (فتح مقدمہ: ص ۵۸)

بد دینی کے زمانہ میں سنتوں پر عمل کرنے والا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اختلاف امت کے وقت میری سنتوں پر عمل کرنے والا ایسا ہوگا جیسا کہ ہاتھ میں چنگاری لئے رہنے والا۔ (کنز: ۱/ ۱۶۴)

فائدہ:

مطلب یہ کہ جب لوگ دینی امور میں اختلاف پیدا کریں گے، خواہشات کے تابع ہوں گے، دینی امور سے ہٹ کر بد دینی کو اختیار کر رہے ہوں گے۔ ایسے وقت سنتوں پر عمل کرنا مشکل ہوگا۔ ماحول کے خلاف ہونے کی وجہ سے شدید پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا کہ بسا اوقات زندگی دشوار ہو جائے گی۔

چنانچہ جہاں پردے کا ماحول نہیں بے پردگی حد درجہ رائج ہے، وہاں پردے کا اختیار کرنا بسا اوقات پریشانیوں کا باعث ہوتا ہے۔ جہاں داڑھی مونڈنے کا رواج عام ہو وہاں داڑھی رکھنا باعث ملامت اور طعن وتشنیع کا سبب ہو جاتا ہے۔ جہاں خلاف سنت لباس کا ماحول ہو وہاں مسنون ومشروع لباس پر قائم رہنا کس قدر دشوار ہو جاتا ہے۔ جو حضرات ایسے ماحول میں سنت وشریعت پر باقی ہیں ان کو اس کا تجربہ اور احساس ہوگا۔ شہری زندگی میں تو آج یہ پیش گوئی پوری ہو رہی ہے۔ آج سنت کے مطابق شادی کرنا کس قدر مشکل ہے۔ اگر کوئی کرنا چاہے تو ماحول سے وہ کس درجہ مقابلہ کر کے پریشان ہو جاتا



ہے، کتنی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کتنے خلاف طبع امور کو برداشت کرنا پڑتا ہے، صاحب عمل ہی اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ حیرت اور افسوس ہے! ماحول بالکل الٹ گیا ہے، ایسے اتباع سنت کرنے والے حضرات کو دل بڑا رکھنا چاہیے اور ایسے ناہموار ماحول کا جوانمردی سے مقابلہ کرنا چاہیے اور حکمت اور دانائی سے اتباعِ سنت کی ہمیشہ ترغیب دیتے رہنا چاہیے۔ اللہ ہی ایسے ماحول بد سے حفاظت فرمائے۔ (آمین)

اتباع سنت پر عمل کرنے کی تاکید و ترغیب:

1. ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾

''اور نہ وہ اپنی خواہش نفسانی سے بولتے ہیں ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔''

(بیان القرآن)

2. ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (احزاب آیت ۲۱)

''تم لوگوں کے لئے رسول اللہ ﷺ (کی ذات) میں عمدہ نمونہ ہے اور ہمیشہ رہے گا۔''

(بیان القرآن)

3. ﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر آیت ۷)

''اور رسول ﷺ تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو روک دیں تم رک جایا کرو۔''

4. ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء: آیت ۸۰)

''جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی''۔

(بیان القرآن)

5. ﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ (احزاب آیت ۷۱)

''اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔''

(بیان القرآن)

6. ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (آل عمران: آیت ۳۱)

''آپ ﷺ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دیں گے اور اللہ بخشنے والے مہربان ہیں۔''

اتباع سنت کی اہمیت وفضیلت:

اللہ تعالیٰ نے کامیابی اور فلاح اور اپنی محبوبیت کا راز آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ میں رکھا ہوا ہے جو شخص بھی آپ کے لائے ہوئے طریقوں پر چلے گا، اسے فلاح اور محبوبیت کی زندگی نصیب ہوگی اور اسی نورانی اور بابرکت زندگی میں دنیا و آخرت کے مسائل حل ہونگے اور گویا دنیا کی زندگی جنت کا گہوارہ بنے گی۔ اتباع سنت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا اور زمین سے آسمان تک اور فرش سے عرش تک اٹھا کر نجوم ہدایت بنا دیا اور آسمانوں و زمینوں، ہواؤں اور دریاؤں کے تمام اقوام کو انہیں کیلئے مسخر کر دیا، یہاں تک کہ جنگل کے درندے بھی اپنے بچوں کو ہاتھوں اور منہ میں اٹھا کر اصحاب النبی ﷺ کیلئے جنگل خالی کرنے پر آمادہ ہو گئے، یہ سارا کچھ اتباع نبی پاک ﷺ کی برکت سے ممکن ہوا۔ اتباع نبی ﷺ کے بارے میں چند احادیث مبارکہ تبرک کے طور پر پیش خدمت ہیں۔

((عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى



عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كُلُّ اُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰى قِيْلَ مَنْ اَبٰى قَالَ مَنْ اَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ اَبٰى)) (بخاری)

''حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے میری ساری امت جنت میں داخل ہوجائے گی مگر جس نے انکار کیا پوچھا گیا کہ انکار کون کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔''

((عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا اَمَرْتُكُمْ بِهٖ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا)) (ابن ماجہ: ص ۲)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ میں حکم کروں تم اسے پکڑو اور جن سے منع کروں پس تم ان سے باز آجاؤ۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ)) (شرح السنہ: ۳/۱)

''مومن نہیں بن سکتا تم میں سے کوئی جب تک اس کی خواہش اس دین کے تابع نہ ہوجائے جسے میں لے کر آیا ہوں۔''

((عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَرْفُوْعًا قَالَ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ)) (مشکوۃ: ص ۲۳)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری سنت کو فسادِ امت کے زمانے میں مضبوطی سے تھامے رکھا اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔''

آپ ﷺ نے فرمایا

((تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ))

(موطا امام مالک مشکوۃ: ص ۲۶)

''تمہارے لیے دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں تم ہرگز گمراہ نہ ہوگے اگر انہیں کو تھامے رہو گے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ۔''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ چھ قسم کے لوگ ہیں جن پر میں لعنت بھیجتا ہوں ان میں ایک اَلتَّارِكُ لِسُنَّتِيْ کہ میری سنت چھوڑنے والا ہے۔

(مستدرک حاکم: ۱/۳۲)

((عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَنْ اَحْيٰى سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ)) (کنز: ۱/۱۰۰)

''آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے میرے ساتھ محبت کی اور جس نے میرے ساتھ محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔''

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ))

(کنز: ۱/۱۰۰)

''آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری سنت کو مضبوطی سے پکڑ لیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

((عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ الْمُتَمَسِّكُ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ اخْتِلَافِ اُمَّتِيْ كَاَنَّهٗ قَابِضٌ عَلَى الْجَمْرِ)) (کنز: ص ۱۰۰)

''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری امت کے اختلاف کے زمانے میں سنت کو مضبوطی سے پکڑ لیا وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے آگ کی چنگاری ہاتھ میں لے لی۔''

شرعۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری سنت کی حفاظت کی

تو اللہ تعالیٰ چار باتوں سے اس کا اکرام کرے گا۔

1. نیک لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا کر دے گا۔
2. فاجر لوگوں کے دلوں میں ہیبت ڈال دے گا۔
3. رزق وسیع کر دے گا۔
4. دین میں پختگی پیدا کر دے گا۔

(بحوالہ شمائل)

مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اسلاف امت کے اتباع سنت کے احوال وواقعات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب مدینہ سے مکہ مکرمہ جاتے تو ایک درخت کے نیچے آرام فرمایا کرتے تھے، کسی نے اسکی وجہ پوچھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہاں آرام فرماتے دیکھا تھا اس لیے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرتا ہوں۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے حد اتباع کرتے تھے، جس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی تھی وہاں نماز پڑھتے ایک درخت کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آرام فرمایا تھا آپ رضی اللہ عنہ اس درخت کی بڑی نگہداشت کرتے اور اسے پانی دیا کرتے تھے تاکہ وہ خشک نہ ہو جائے۔ (کنز الاعمال)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حشامہ بن ساحق کنانی رضی اللہ عنہ کو روم بھیجا وہ فرماتے ہیں کہ میں ہرقل روم کے دربار میں پہنچا اور بے خیالی میں سونے کی کرسی پر بیٹھ گیا اچانک مجھے خیال آیا کہ سونے کی کرسی پر بیٹھا ہوں فوراً اتر گئے۔ ہرقل روم ہنسنے لگا اور کہا کہ ہم نے تمہارا

اکرام کیا تھا اور تم اتر گئے میں نے جواب میں کہا:

((اِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَنْھٰی عَنْ مِثْلِ ھٰذَا))

(کنز: ۷/۸۵)

"میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب غصہ آئے تو اگر کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ اور اگر بیٹھے ہو لیٹ جاؤ غصہ جاتا رہے گا۔ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ باغ میں پانی دے رہے تھے ایک شخص نے ایسی حرکت کی کہ نالی کی پال ٹوٹ گئی اور پانی باہر نکل کر بہنے لگا، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا مگر فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد یاد آ گیا آپ رضی اللہ عنہ وہیں کیچڑ اور پانی میں بیٹھ گئے سارے کپڑے لت پت ہو گئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی کی تعمیل میں تاخیر برداشت نہیں کی۔ (مسند احمد ۵/۱۵۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم ہے کہ اگر کھانے کی کوئی چیز زمین پر گر جائے تو اس کو چھوڑے نہیں کہ یہ کفران نعمت ہے شیطان اس سے خوش ہوتا ہے تم شیطان کو خوش مت کرو بلکہ نوالہ گر گیا ہے تو اس کو اٹھا کر کھا لو اور مٹی لگ گئی ہے تو اسے صاف کر کے باقی کھا لو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے شاہی دربار میں نوالہ اٹھایا تو کسی نے اعتراض کیا تو فرمایا:

((اَاَتْرُکُ سُنَّۃَ حَبِیْبِیْ لِھٰؤُلَآءِ الْحُمَقَآءِ))

"کیا میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو ان احمقوں کی خاطر چھوڑ دوں۔"

حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ سے کھانے اور عورتوں کی خواہش ختم کرنے کی دعا کروں مگر یہ سوچ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا نہیں کیا تو میں ایسا خلاف سنت کام کیوں کروں (پھر ایسا نہ کیا) لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے

دل کی بات پوری فرمادی اب یہ حالت ہے کہ عورت سامنے آئے تو اتنی بھی پرواہ نہیں کرتا کہ یہ دیوار ہے یا عورت۔

حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا اتباع سنت:

ابوالحبیب احم بن مقاتل بہزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بیٹھا ہوا تھا، جعفر خیری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ان کی وفات کا حال پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان بند ہوگئی ماتھے پر پسینہ آ گیا تو اشارے سے مجھے وضو کرنے کو کہا میں نے وضو کرایا مگر داڑھی کا خلال بھول گیا اس پر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر میری انگلیاں اپنی داڑھی میں داخل کر کے خلال کیا یہ سن کر جعفر رحمۃ اللہ علیہ رو پڑے اور کہنے لگے کہ اس شخص کا کیا کہنا! کہ جس سے عالم نزع میں جبکہ ان کی زبان بند تھی اور جبین عرق آلود تھی، وضو میں خلال تک نہ چھوٹا۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا اتباع سنت:

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو اتباع سنت کا اس قدر اہتمام تھا کہ جب وہ پچھنا حمام سے لگواتے تو حمام کو ایک دینار سونے کا دیتے اس لیے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنا لگوایا تھا تو ابوطیبہ رضی اللہ عنہ حمام کو ایک دینار دیا تھا۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ:

ایک مرتبہ ایک شخص نے جلیل القدر ولی حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ۲ ماہ قیام فرمایا ایک دن وہ رخصتی کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اس کے کمرے میں تشریف لے گئے اور اس کیلئے سامانِ رخصت باندھ رہے تھے۔ یہ شخص بڑا حیران ہوا

کہ یہ کس قدر عجیب متواضع اور منکسر المزاج آدمی ہے کہ اتنی بڑی شہرت کے اور بڑے مرتبے کے باوجود میری خدمت میں مصروف ہے۔ رخصتی کے وقت حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ کس لیے آنا ہوا تھا اس نے کہا میں نے سنا تھا کہ آپ بہت بڑے ولی اور صاحب کرامت بزرگ ہیں مگر میں نے یہاں کوئی بزرگی نہیں دیکھی، حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ کیا آپ نے کوئی خلافِ سنت عمل بھی دیکھا ہے اس نے کہا نہیں، اس پر فرمایا یہی بزرگی اور اصلی کرامت ہے کہ ہمارا کوئی عمل سنت کے خلاف نہ ہو۔

اتباع سنت کی اہمیت واہتمام پر اسلاف واکابرین امت کے اقوال

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((اِنَّ السُّنَّةَ مِثْلُ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجٰى وَمَنْ تَخَلَّفَ غَرِقَ)) (شمائل: ص ۴۳)

"سنت کی پیروی حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہیں جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو رہ گیا وہ غرق ہوگیا۔"

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کی تجلیات کی خواب میں زیارت کی اور فرمایا کہ اے عبدالرحمن امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو۔ میں نے عرض کیا یا اللہ تعالیٰ آپ کے فضل وکرم سے کرتا ہوں پھر میں نے کہا اے رب مجھے اسلام پر موت نصیب فرما تو ارشاد خداوندی ہوا وَعَلَى السُّنَّةِ اور سنت پر موت آئے اس کی بھی دعا کرو۔ (شمائل: ص ۴۴)

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((لِاَنَّ الْعَمَلَ اِذَا كَانَ خَالِصًا غَيْرَ صَوَابٍ لَمْ يُقْبَلْ وَكَذٰلِكَ اِذَا كَانَ صَوَابًا غَيْرَ خَالِصٍ فَالْخَالِصُ اَنْ يَّكُوْنَ لِوَجْهِ اللّٰهِ وَالصَّوَابُ اَنْ يَّكُوْنَ عَلَى السُّنَّةِ)) (تفسیر الکبیر: ۵۸۰/۳۰)

''یعنی جو عمل خالص ہو مگر صواب (سنت کے مطابق) نہ ہو تو وہ مقبول نہیں ہوتا عمل تو وہ مقبول ہوتا ہے جو خالص ہو اور سنت کے مطابق ہو۔''

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((لَا یَسْتَقِیْمُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ وَنِیَّتٌ اِلَّا بِمُوَافَقَةِ السُّنَّةِ)) (تلبیس ابلیس: ص ۹)

''کوئی بھی قول اور عمل اور نیت ٹھیک نہیں جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کے مطابق نہ ہو۔''

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ کسی کو خط لکھا ''میں تجھے وصیت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی اور اس کے حکم پر چلنے کی اور جو باتیں اہل بدعت نے نکالی ہیں انہیں ترک کرنے کی۔ اہل بدعت نے یہ باتیں اس وقت نکالیں جبکہ سنت کا اجر عمل میں آچکا تھا، یہ لوگ سنت کو پیچھے ڈال کر پیروی کرنے سے مستغنی ہو گئے پس تجھ پر سنت کی پیروی لازم ہے بیشک یہ اللہ کے حکم سے تجھے گمراہی سے بچائے گا۔ (ابو داؤد شریف)

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی لکھتے ہیں:

((مَنْ تَهَاوَنَ بِسُنَّتِیْ عُوْقِبَ بِحِرْمَانِ الْفَرَائِضِ)) (تفسیر عزیزی)

''جس نے سنت کو ہلکا سمجھا اور اس کے ادا کرنے میں سستی کی تو اس کو فرائض سے محرومی کی سزا ملے گی۔''

باب: 6



طہارت کی سنتیں

باب: 6

طہارت کی سنتیں

بیت الخلاء میں داخل ہونے کی سنتیں

حدیث 1

استنجے کے لیے پانی اور ڈھیلے دونوں لے جائیں۔ تین ڈھیلے یا پتھر ہوں تو مستحب ہے۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی ۴۵ اشرفیہ)

نوٹ: حضرت مولانا مفتی رشید احمد رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس دور میں اگر ڈھیلوں سے لیٹرین بند ہونے کا خدشہ ہو تو ٹشو پیپر استعمال کریں، علما فرماتے ہیں کہ عذاب قبر سے بچنے کے لیے پیشاب کے ہر قسم کے قطروں سے بچنا ضروری ہے۔ جس کے لیے ٹشو پیپر کو ضرور بالضرور استعمال کریں۔ آج کل عوام اس میں بہت لاپرواہی کر رہے ہیں، دین دار طبقے کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کو ٹشو پیپر کے استعمال کی زیادہ سے زیادہ ترغیب دیں تاکہ وہ پاکدامنی کا زیادہ خیال رکھ سکیں۔ ہمارے حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی حیاو پاکدامنی پر بہت زیادہ زور دیتے ہیں۔ اس موضوع پر انہوں نے پوری کتاب لکھی

ہے جو کہ قابل مطالعہ ہے۔

حدیث 2 حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر ڈھانک کر اور جوتا پہن کر بیت الخلاء تشریف لے جاتے تھے۔ (زاد المعاد)

حدیث 3 بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں قدم رکھیں۔

(رواہ ابوداؤد، مشکوۃ ۴۲/۱، بخاری ۶۱/۱، کنز الدعاء ۱۹)

نوٹ: بعض مشائخ نے بھول کر بھی اگر بایاں پاؤں لیٹرین میں رکھ لیا تو نفس کو سمجھانے کے لیے اور اتباع سنت کو اپنانے کے لیے اسی وقت کئی دفعہ لیٹرین میں داخل ہونے اور نکلنے کی مشق کی تاکہ نفس کبھی بھی نہ بھولے۔

حدیث 4 بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھیں:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ))

''اللہ کا نام لے کر (میں داخل ہوتا ہوں) اے اللہ میں پناہ چاہتا ہوں خبیث شیاطین مردوں سے اور خبیث شیاطین عورتوں سے۔''

(بخاری ۲۶/۱، مسلم ۱۶۳/۱، ابوداؤد ۱/۱، ترمذی ۱/۸، نسائی ۹/۱، ابن ماجہ ۲۶/۱، کنز الدعاء ۱۹)

حدیث 5 جب بدن ننگا کریں تو آسانی کے ساتھ جتنا نیچا ہو کر کھول سکیں اتنا ہی بہتر ہے۔ (مشکوۃ ۴۲/۱، ترمذی ۱۰/۱، ابوداؤد)

حدیث 6 بیت الخلاء جانے سے پہلے انگوٹھی یا کسی چیز پر قرآن شریف کی آیت یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لکھا ہوا اور وہ دکھائی دیتا ہو تو اس کو اتار کر باہر ہی چھوڑ دیں۔

(نسائی شریف، ترمذی ۳۰۵/۱ عن انس h، حاکم ۲۹۸)

حدیث 7 رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف نہ چہرہ کریں اور نہ اس طرف پیٹھ کریں۔ (مشکوۃ ۳۳۴، ترمذی ۸/۱، ابن ماجہ، بخاری ۲۶/۱، نسائی ۵/۱)

حدیث 08 رفع حاجت کرتے وقت بلاضرورت شدیدہ کلام نہ کریں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی نہ کریں۔ (ابوداؤد ۳، ابن ماجہ ۲۹)

حدیث 09 پیشاب، پاخانہ کی چھینٹوں سے بہت بچیں کیونکہ اکثر عذابِ قبر پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے سے ہوتا ہے۔ (بخاری ۱/۱۸۴، ابن ماجہ، نسائی ۱/۶ التنزہ عن البول)

حدیث 10 استنجا یا پیشاب کرتے وقت عضو خاص کو دایاں ہاتھ نہ لگائیں بلکہ بایاں ہاتھ لگائیں، استنجا بائیں ہاتھ سے کریں۔ (بخاری ۱/۲۷، ابوداؤد، ترمذی ۱/۱۱، نسائی ۱/۵)

حدیث 11 جہاں بیت الخلاء نہ ہو وہاں ایسی آڑ کی جگہ میں رفع حاجت کرنا چاہیے جہاں کسی دوسرے آدمی کی نگاہ نہ پڑے۔ (ابن ماجہ ۱/۲۸، ترمذی ۱/۱۲)

حدیث 12 پیشاب کرنے کے لیے نرم جگہ تلاش کریں تاکہ چھینٹیں نہ اڑیں، اور زمین جذب کرتی جائے۔ (رواہ ابوداؤد، مشکوۃ ۱/۴۲)

حدیث 13 بیٹھ کر پیشاب کریں، کھڑے ہو کر پیشاب نہ کریں۔
(رواہ الترمذی ۱/۹، مشکوۃ ۱/۳۶۳، حاکم ۱/۲۹۰)

حدیث 14 پیشاب کرنے کے بعد استنجا سکھانا ہو تو دیوار وغیرہ کی آڑ میں سکھانا چاہیے۔ (مشکوۃ ۱/۴۲، بخاری ۱/۲۱)

بیت الخلاء سے نکلنے کی سنتیں

حدیث 01 بیت الخلاء سے نکلتے وقت پہلے داہنا پیر باہر نکالیں پھر بایاں پیر۔
(کنز الدعاء ۱۹)

بیت الخلاء سے نکلنے کی دعا

حدیث 02 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت الخلاء

سے نکلتے تو فرماتے:

((غُفْرَانَکَ)) (ابوداؤد ۱/۵، ترمذی ۱/۳، مشکوۃ ۱/۴۳، ابن ماجہ ۱/۲۶)

حدیث 03 حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے ضرورت سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ)) (مشکوۃ، ابن ماجہ ۱/۲۶)

''سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے مجھ سے ایذاء دینے والی چیز دور کی اور مجھے آرام بخشا۔''

استنجاء کی سنتیں

1. استنجاء ایسا کریں کہ پیشاب پاخانہ کے مقامات بالکل صاف ہو جائیں۔
2. پہلے مقامِ پیشاب کو تین ڈھیلوں سے خشک کریں پھر مقام پاخانہ کو تین ڈھیلوں سے صاف کریں پھر پانی سے دھو ڈالیں۔
3. اگر تین ڈھیلوں سے استنجاء ممکن نہ ہو تو ۵، ۷ طاق اعداد میں ڈھیلے استعمال کر سکتے ہیں۔
4. ان چیزوں سے استنجاء جائز ہے، پاک مٹی کا ڈھیلا، ریت، ردی کپڑا جو پاک ہو اور ہر ایسی چیز جو نجاست دور کرے اور خود پاک ہو۔ جس سے ایذا پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو، بے قیمت ہو، احترام والی نہ ہو تو اس سے استنجاء جائز ہے۔ سنت استنجا ڈھیلے اور پانی سے ہے۔
5. اگر کسی ضرورت کے تحت ٹوائلٹ پیپر استعمال کرنا ہو تو وہ بھی جائز ہے۔

(اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب سنتیں و آداب زندگی)

طہارت کے فضائل اور سنتیں

- اسلام صفائی اور طہارت کا مذہب ہے۔(کنز العمال:ص۲۷۷)
- قیامت میں سب سے پہلے طہارت کا حساب ہوگا۔ (کنز العمال:ص۲۷۸)
- پاک وصاف لوگ ہی جنت میں داخل ہوں گے۔(کنز العمال،کشف:۱/۲۲۶)
- طہارت اور نظافت والے کے لیے فرشتے دعا کرتے ہیں۔(کنز العمال:ص۲۷۷)
- پاک صاف کپڑا تسبیح کرتا ہے لیکن گندا ہو جاتا ہے تو اس کی تسبیح بند ہو جاتی ہے۔

(کنز العمال:ص۲۷۶)

- بچہ گود میں یا کپڑے میں پیشاب کردے تو پانی بہادینے سے پاک ہوجاتا ہے۔ (بخاری:ص۳۵)
- سوکر اٹھنے کے بعد اولاً تین مرتبہ ہاتھ دھونا سنت ہے۔(بخاری:ص۲۸)
- بلی کے جھوٹے میں کوئی حرج نہیں یعنی پاک ہے۔(ترمذی:ص۲۷)
- ناپاک زمین سوکھ جانے سے پاک ہوجاتی ہے۔(ابوداؤد:ص۲۷۹)
- ناپاک زمین اور فرش پانی بہادینے سے پاک ہوجاتی ہے۔(بخاری:ص۳۵)
- جنگلی تالاب اور جھیل وغیرہ سے وضو کرنا سنت ہے۔(دار قطنی:۱/۲۶)
- کسی تالاب یا پانی کے گڑھے میں پیشاب کرنا خلاف سنت ہے۔(بخاری:ص۳۷)
- بہتے پانی میں پیشاب کرنا خلاف سنت ہے۔(مجمع الزوائد:۱/۲۰۹)
- کفار اور مشرکین کے برتنوں سے پانی کا استعمال سنت ہے۔(سنن کبریٰ:ص۳۲)

مسواک کی سنتیں اور آداب

حدیث 1 ہر وضو کرتے وقت مسواک کرنا سنت ہے۔ (ابوداؤد ۱/۸)

حدیث 2 مسواک دھو کر رکھنا سنت ہے، اسی طرح مسواک دھو کر کرنا بھی سنت ہے۔(مشکوۃ ۴۵ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا، المنہل شرح ابی داؤد ۱/۱۸۲، اوجز المسالک ۱/۳۷۱)

حدیث 3 مسواک عرضاً (دائیں سے بائیں، بائیں سے دائیں) کرنا مسنون ہے۔(البتہ طولاً کی بھی اجازت ہے۔)

(سنن کبریٰ ۴۰ عن ربیع بن اکثم یستاک عرضاً وعن عطا ابن ابی رباح اذا استاکم فاستاکوا عرضاً، اتحاف الساده ۳۵۱، مراسیل ابی داؤد ۵، تلخیص ۱/۷۷ عن عائشة، عمدة القاری ۶/۱۸۵)

حدیث 4 پیلو کی مسواک سنت ہے۔

(عن ابن مسعود سواکا من الاراک تلخیص الجیر ۸۲-۸۱، سبل الہدیٰ ۱/۲۶، ابو یعلی، اعلاء السنن ۳۲)

حدیث 5 مسواک کا ہدیہ دینا سنت سے ثابت ہے۔

(مجمع الزوائد ۱/۱۰۰، عن ابی حیرہ رضی اللہ عنہ، تلخیص الجیر ۱/۷۶، السعایہ ۱۴۷)

حدیث 6 عورتوں کے لیے بھی مسواک سنت ہے۔

(مشکوۃ ۴۵ عن عائشہ رضی اللہ عنہا، سنن کبریٰ ۳۹، مجمع ۱۰۰ عن یزید بن عاصم، عن میمونۃ رضی اللہ عنہا، السعایہ ۱/۱۱۸)

حدیث 7 **مسواک پکڑنے کا مسنون طریقہ:**

مسواک پکڑنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی خنصر (سب سے چھوٹی انگلی) مسواک کے نیچے رکھے اور انگوٹھا مسواک کے اوپری سرے کے نیچے رکھے اور باقی انگلیاں مسواک کے اوپر رکھے۔

(عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، السعایہ ۱۱۹، عمدۃ القاری ۳/۱۷۵، المراقی مع الحاشیہ ۶۸، شامی ۱/۸۵)

حدیث 8 مسواک ایک بالشت سے زیادہ لمبی نہ ہو ورنہ اس پر شیطان سوار ہوتا

ہے۔(المراقی مع حاشیۃ الطحطاوی ۱۶۷ اشرفیہ، السعایہ ۱/۱۱۹)

حدیث 09 مسواک کو تین مرتبہ، تین پانی سے کرنا مستحب ہے۔(شامی ۱/۱۱۴)

حدیث 10 مسواک دائیں ہاتھ سے کرنا مستحب ہے۔(شامی ۱/۱۱۴)

حدیث 11 مسواک دائیں جانب یعنی منہ کے دائیں رخ سے کرے۔

(مرقات ۳۰۰)

حدیث 12 مسواک کو بچھا کر نہ رکھے بلکہ کھڑی کر کے رکھے۔

(السعایہ ۱۱۹، الشامی ۱/۱۱۵)

حدیث 13 اگر مسواک خشک ہو تو اسے نرم کر لینا، پانی سے بھگو کر تر کر لینا مستحب ہے۔(طحطاوی علی المراقی ۳۷، عمدۃ القاری ۱۸۵)

مسواک کے چند اہم اور مسنون اوقات کا ذکر

حدیث 14 جس طرح وضو میں مسواک مسنون ہے اسی طرح غسل میں بھی مسواک مسنون ہے۔(الاذکار)

حدیث 15 جمعہ، عیدین اور مجالس میں شرکت کے لیے مسواک کرنا مستحب ہے۔

(طحطاوی علی المراقی ۱/۳۷)

حدیث 16 ذکر و تلاوت اور سونے سے قبل مسواک کرنا مستحب ہے۔

(بنایہ ۱۴۹، عمدۃ القاری ۱۸۲، تلخیص ۱/۷۹)

حدیث 17 جب سو کر اٹھیں تو مسواک کرنا مسنون ہے۔

(مسند احمد ۱/۱۲۳، ابو داؤد ۸، تلخیص الجبیر ۱/۷۵، مجمع الزوائد ۹۹، نسائی ۱/۵)

حدیث 18 علی الصباح بوقتِ سحر مسواک کرنا مسنون ہے۔

(اتحاف ۲۵۰ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ)

حدیث 19 کھانا کھانے سے پہلے مسواک کرنا سنت ہے۔

(ابن ابی شیبہ ۱۷۱، مجمع ۱/۱۳۱، احمد ۲/۴۰۰ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

حدیث 20 کھانے کے بعد مسواک کرنا سنت ہے۔(مجمع ۱/۱۳۱، احمد ۲/۴۰۰)

حدیث 21 صبح کی نماز کے لیے جاتے وقت مسواک کرنا سنت سے ثابت ہے۔

(ابن ابی شیبہ ۱/۱۶۹)

حدیث 22 حالتِ احرام میں بھی مسواک کرنا مسنون ہے۔

(سنن کبریٰ ۵/۶۵ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، السعایہ ۱۱۴)

حدیث 23 حالتِ سفر میں بھی مسواک رکھنا سنت ہے۔

(مجمع الزوائد ۵/۱۷۴ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا، طبقات ابن سعد ۴۸۳ عن خالد بن معد رضی اللہ عنہ)

حدیث 24 نماز تہجد سے قبل بھی مسواک کرنا مسنون ہے۔

(بخاری ۱/۱۳۰ عن حذیفہ رضی اللہ عنہ، مسلم، نسائی ۲۴۱، ابن خزیمہ ۱/۷۰)

حدیث 25 گھر سے نماز کے لیے نکلنے کے وقت بھی مسواک کرنا مسنون ہے۔

(مجمع الزوائد ۱/۹۹، ترغیب ۱۶۶ عن زید بن خالد)

حدیث 26 گھر میں داخل ہوتے وقت بھی مسواک کرنا مسنون ہے۔

(صحیح ابن خزیمہ ۱/۷۰، سنن کبریٰ ۳۴)

حدیث 27 منہ میں بدبو پیدا ہو جانے کے وقت اور دانتوں کے رنگ میں تغیر پیدا ہونے پر بھی مسواک کرنا مسنون ہے۔

(تلخیص ۸۰، سنن کبریٰ ۱/۳۹ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، مجمع الزوائد ۱/۲۲۱)

حدیث 28 حدیث پاک کے درس کے وقت مسواک کرنا مستحب ہے۔

(طحطاوی علی المراقی ۳۷)

حدیث 29 موت کے آثار پیدا ہونے سے پہلے بھی مسواک کرنا مسنون ہے۔

(بخاری ۲/۶۴۰، تلخیص ۱/۸۳، عمدۃ القاری ۳/۱۸۵)



وضو کے فرائض

((یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ))

(القرآن الکریم پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۵)

''اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ دھولو اور ہاتھ کہنیوں تک اور اپنے سروں پر مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھولو۔''

1. ایک مرتبہ سارا منہ دھونا۔
2. ایک ایک بار کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا۔
3. ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا۔
4. ایک مرتبہ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا۔

تنبیہ: وضو میں مذکورہ بالا چاروں چیزیں فرض ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی چھوٹ جائے یا کمی رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا اور آدمی بے وضو رہتا ہے۔

وضو کی سنتیں

حدیث 1 وضو کی نیت کرنا۔

(نسائی باب النیۃ فی الوضو ۱/۲، بخاری ۲/۳، مسلم ۱/۱۴۰ عن عمر رضی اللہ عنہ)

حدیث 2 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا۔

(دار قطنی ۱/۷۱، نسائی ۱/۲۵، حاکم ۱/۲۴۶)

نوٹ: بعض روایات میں بسم اللہ اس طرح آئی ہے:

((بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِیْنِ الْاِسْلَامِ)) (المراقی علی طحطاوی ۶۷)

اور بعض روایات میں اس طرح بھی آئی ہے: بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

(فتاویٰ تاتارخانیہ ۱/۹۸)

حدیث 3 وضو کے درمیان یہ دعا پڑھنا مسنون ہے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ))

(ابن السنی ۱۰ عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ، نسائی کتاب الاذکار ۲۴)

''اے اللہ تو میرے گناہ بخش دے اور کشائش دے مجھے میرے گھر میں اور برکت دے میری روزی میں۔''

حدیث 4 دائیں طرف سے وضو کا شروع کرنا۔ (بخاری ۲۸، ۱/۲۹ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا)

حدیث 5 دونوں ہاتھ تین بار گٹوں (پہنچوں) تک دھونا۔

(بخاری ۱/۲۷ عن ابن شہاب رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ۱/۱۵ عن ابی علقمہ، مستدرک حاکم ۱/۲۲۳)

حدیث 6 مسواک کرنا۔ (حاکم ۱/۲۴۵)

حدیث 7 تین بار کلی کرنا۔ (ابوداؤد ۱/۱۴، بخاری ۱/۲۸ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

حدیث 8 تین بار ناک میں پانی ڈالنا اور تین بار ناک چھنکنا۔

(ابوداؤد ۱۴-۱/۱۵، بخاری ۱/۲۸ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

حدیث 9 کلی اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا۔

(ابوداؤد ۱۹، مستدرک حاکم ۱/۱۴۸، المراقی ۳۹)

حدیث 10 ہر عضو کو تین بار دھونا۔ (بخاری ۱/۲۷، ابن ماجہ عن ابی کعب)

حدیث 11 چہرہ دھوتے وقت داڑھی کا خلال کرنا۔ (ابوداؤد ۱/۱۹ عن انس رضی اللہ عنہ)

حدیث 12 ہاتھوں اور پیروں کو دھوتے وقت انگلیوں کا خلال کرنا۔

(ابوداؤد ۱/۱۹، ترمذی ۳۲ عن لقیط رضی اللہ عنہ، حاکم ۱/۲۴۸، ۲۹۲)



حدیث 13 ایک بار تمام سر کا مسح کرنا۔ (بخاری ۱/۳۲ عن عمرو بن یحییٰ رضی اللہ عنہ)

حدیث 14 سر کے مسح کے ساتھ دونوں کانوں کا مسح کرنا۔

(نسائی ۱/۱۶، ۱/۲۹ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)

حدیث 15 اعضاء وضو کو مل مل کر دھونا۔

(مراقی الفلاح ۴۰، مسلم ۱/۱۴۷ عن میمونۃ رضی اللہ عنہا)

حدیث 16 پے در پے لگاتار وضو کرنا، یعنی ایک عضو خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرا دھو لے۔ (موطا امام مالک ۱۲ عن نافع رضی اللہ عنہ، المراقی ۴۰)

حدیث 17 ترتیب سے وضو کرنا۔ (دار قطنی ۱/۳۳ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ)

حدیث 18 سر کے اگلے حصہ سے مسح شروع کرنا۔ (بخاری ۱ ۳ عن عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ)

حدیث 19 گردن کا مسح کرنا۔ (مراقی الفلاح ۴۱)

حدیث 20 گوشۂ چشم پر ہاتھ پھیرنا۔

(ابوداؤد ۱۸/۱ عن ابی امامہ/صفۃ وضو النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حدیث 21 انگوٹھی وغیرہ کو حرکت دینا۔

(دار قطنی ۱/۸۲، مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۹ عن علی رضی اللہ عنہ)

حدیث 22 وضو کے بعد شرمگاہ پر پانی کے چھینٹے کپڑے کے اوپر سے ہی مارنا (تاکہ شکوک وشبہات دور ہو جائیں)۔

(دار قطنی ۱/۱۱۱، نسائی ۱/۳۳ عن حکیم بن سفیان، حاکم ۱/۲۷۰)

وضو کے بعد کی دعائیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کامل وضو کرے

پھر یہ کلمات کہے اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں:

حدیث 23

((اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ))

(مسلم ۱۲۳، ابوداؤد ۱/۲۳)

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

جامع ترمذی کی روایت کی رو سے کلمہ شہادت کے ساتھ یہ دعا ملا لینی چاہیے:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ))

(ترمذی ۱/۱۸ ما یقال بعد الوضو، مشکوٰۃ ۱/۴۳)

''اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں اور بہت پاک رہنے والوں میں شامل فرما۔''

غسل کے فرائض

حدیث 1 کلی کرنا (اس طرح کے سارے منہ میں پانی پہنچ جائے)

حدیث 2 ناک میں پانی ڈالنا (جہاں تک نرم حصہ ہے)

حدیث 3 سارے بدن پر پانی پہنچانا۔ (فتاویٰ ہندیہ ۱/۱۳ زکریا)

غسل کی سنتیں

حدیث 1 شروع میں بسم اللہ پڑھنا۔

(نور الایضاح ۴۱، مرقات ۱/۲۹۴، امداد الباری ۲/۱۹۷ شرح بخاری)

حدیث 2 ناپاکی دور کرنے کی نیت کرنا۔ غسل کرنے یا ناپاکی دور کرنے یا نماز

جائز ہوجانے کی دل سے نیت کرنا زبان سے کہہ لے تو بہتر ہے۔

(نورالایضاح ۴۱، بخاری ۲/۱ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ)

حدیث 3 دونوں ہاتھ (گٹوں تک) دھونا۔

(بخاری ۳۹/۱، ہدایہ ۳۰/۱، مسلم ۱۴۷/۱ عن عائشہ رضی اللہ عنہا، بخاری ۲۸/۱، مسلم ۱۳۶ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

حدیث 4 استنجا کرنا (اور بدن پر جس جگہ نجاست لگی ہو اسے دھونا)۔

(ترمذی ۴۱/۱ عن عائشہ رضی اللہ عنہا، ہدایہ ۳۰/۱)

حدیث 5 مسنون طریقہ پر وضو کرنا۔

(ترمذی ۴۲ عن عائشہ رضی اللہ عنہا، بخاری ۳۹/۱، ہدایہ ۳۰/۱)

حدیث 6 پردہ کے ساتھ اگر ننگا نہا رہا ہے تو:

((بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ))

پڑھنے سے شیاطین کی آنکھوں اور بنی آدم کے اعضاء مستورہ کے درمیان پردہ ہوجاتا ہے۔

کھلی جگہ ہو یا بغیر چھت کے غسل خانہ ہو، تو کپڑا باندھ کر غسل کرنا۔ اگر مجبوری ہو اور تنگ و تاریک جگہ ہو تو برہنہ غسل کر سکتے ہیں مگر بیٹھ کر غسل کریں۔

(عمل الیوم واللیلہ لابن السنی ۱۱۰)

حدیث 7 تمام بدن پر تین مرتبہ پانی بہانا۔

(مجمع الزوائد ۲۷۰/۱ عن عمر رضی اللہ عنہ موفوعاً، ہدایہ ۳۰/۱)

حدیث 8 غسل کے ارادہ سے غسلخانہ میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ)) (ابن السنی، کنز الدعاء ۲۴)

حدیث 9 پانی ڈالنے میں سر سے ابتداء کرنا۔ (مسلم ۱۴۷/۱، نورالایضاح ۴۱)

حدیث 10 سر کے بعد داہنے مونڈھے پر پانی ڈالنا۔

(مسلم ۱۴۷/۱، نورالایضاح ۴۱)

حدیث 11 اس کے بعد بائیں مونڈھے پر پانی ڈالنا۔

(مسلم ۱۴۷/۱، نورالایضاح ۴۱)

حدیث 12 بدن کو ہاتھوں سے ملنا۔ (مسلم ۱۴۷/۱ عن میمونۃ رضی اللہ عنہا)

حدیث 13 پے در پے یعنی لگاتار اعضاء کو دھونا۔ (نورالایضاح ۴۱)

سنت غسل

حدیث 1 نماز جمعہ کے لیے غسل کرنا سنت ہے۔

(بخاری ۱۲۰/۱ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، ترمذی ۹۸ عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ۵۱/۱ عن عکرمہ رضی اللہ عنہ)

حدیث 2 نمازِ عیدین کے لیے غسل سنت ہے۔

(ابن ماجہ ۹۳ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، مؤطا امام مالک ۱۶۵ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، کنز العمال ۳۴۱/۹ عن زادان رضی اللہ عنہ)

حدیث 3 عرفہ کے دن وقوف کے لیے بعد زوال بھی غسل کرنا سنت ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۶۸/۴ عن نافع رضی اللہ عنہ، مجمع الزوائد ۱۹۸/۲، بیہقم رضی اللہ عنہ)

حدیث 4 احرام باندھنے کے وقت بھی غسل کرنا سنت ہے۔

(ترمذی ۱۴۳ عن خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ)

غسل کا مسنون طریقہ

1. پہلے استنجاء کرے اور دونوں مقامِ استنجاء کو اچھی طرح دھوئے اور جسم پر لگی نجاست کو دھو ڈالے۔
2. دونوں ہاتھ دھو کر مکمل وضو کرے۔

3. غسل فرض ہے تو کلی میں مبالغہ کرے یعنی غرارہ کر کے حلق تک پانی پہنچائے (بشرطیکہ روزہ دار نہ ہو) اور ناک میں نرم ہڈی تک پانی پہنچائے اور چھنگلیا استعمال کرے۔
4. پھر تین چلو پانی سر پر ڈالے، پھر دائیں کندھے پر پانی بہائے پھر سر پر بہائے، پھر بائیں کندھے پر، پھر سارے بدن پر تین دفعہ پانی بہائے کہ ذرا سی جگہ بھی خشک نہ رہ جائے۔
5. اگر نیچے پانی جمع ہو جائے تو اس جگہ سے ہٹ کر پاؤں دھوئے۔

(اللہ کے حبیب ﷺ کی محبوب سنتیں و آداب زندگی)

تیمم کے فرائض

1. پاکی حاصل کرنے کی نیت کرنا
2. پاک مٹی پر ایک مرتبہ دونوں ہاتھ مار کر تمام منہ پر پھیرنا۔
3. پھر دوسری مرتبہ پاک مٹی پر ہاتھ مار کر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں پر پھیرنا۔

(الفتاویٰ الہندیہ ۱/۲۵ زکریا، اللباب فی شرح الکتاب ۱/۵۲)

تیمم کی شرائط

1. نیت کرنا، یعنی نماز کے لیے یا حدث (ناپاکی) دور کرنے کی نیت کرنا۔
2. عذر ہونا، پانی نہ ہونا یا بیماری ہونا۔
3. مسلمان ہونا۔
4. حیض و نفاس نہ ہونا۔ ان ایام میں تیمم معتبر نہیں۔
5. مسح، مٹی یا مٹی کی جنس میں سے کسی چیز پر کرنا۔ جو چیزیں نہ تو جل کر راکھ ہوتی ہوں اور نہ ہی پگھل جاتی ہوں وہ چیزیں مٹی کی جنس میں شامل ہیں جیسے سرخ، سیاہ یا سفید مٹی،

ریت، چونا، گچ، پتھر، گیرو، ملتانی، گندھک، فیروزہ، عقیق، زمرد وغیرہ پتھر کی قسمیں ہیں، کچی یا پختہ اینٹ، مٹی کے کچے پکے برتن خواہ نئے ہوں یا استعمال شدہ، خواہ ان پر گرد غبار ہو یا نہ ہو لیکن اگر مٹی کے برتن پر روغن وغیرہ لگا ہوا ہو تو مٹی میں سے نہیں ہے۔

مسئلہ: جن چیزوں سے تیمم جائز نہیں ہے مثلاً لکڑی، لوہا، سونا، چاندی، پیتل، تانبا، سیسہ، لاگ، گیہوں، جو، ہر قسم کا غلہ، کپڑا، راکھ، عنبر، کافور، مشک وغیرہ لیکن اگر ان چیزوں پر اتنا غبار ہے کہ ہاتھوں کو غبار لگ جائے اور انگلی پھیرنے سے نشان رہ جائے تو تیمم کر سکتے ہیں۔

6. **استیعاب:** یعنی پورا پورا مسح کرنا کہ بال برابر جگہ چہرہ اور بازوؤں کی بغیر مسح کیے نہ رہ جائے۔
7. پورے ہاتھ سے مسح کرنا یا کم از کم تین انگلیوں سے مسح کرنا۔
8. مسح کو روکنے والی چیز کو اعضاء مسح سے دور کرنا مثلاً موم، انگوٹھی، چربی وغیرہ۔
9. پانی ملنے کا گمان ہو تو پہلے پانی کو طلب (تلاش) کرنا۔

(اللہ کے حبیب ﷺ کی محبوب سنتیں و آداب زندگی)

تیمم کی سنتیں

1. شروع میں بسم اللہ پڑھنا۔ (المراقی مع الحاشیہ ۱۲۲، نور الایضاح ۴۵)
2. ترتیب قائم رکھنا۔ (پہلے چہرہ کا مسح پھر دونوں ہاتھوں کا)

(المراقی مع الحاشیہ ۱۲۲، نور الایضاح ۴۵)

3. دونوں ہاتھ مٹی پر رکھنے کے بعد آگے کو بڑھانا۔
(المراقی مع الحاشیہ ۱۲۲، نور الایضاح ۴۵)
4. پھر دونوں ہاتھ مٹی پر رکھتے ہوئے پیچھے کو کھینچنا۔ (المراقی مع الحاشیہ ۱۲۲)
5. مٹی پر ہاتھ مارتے وقت انگلیوں کو کشادہ رکھنا۔ (المراقی مع الحاشیہ ۱۲۲)
6. پھر دونوں ہاتھوں کو جھاڑنا۔ (مشکوٰۃ بحوالہ مسلم و بخاری ۱/۵۴، حاکم ۱/۲۸۷)
7. پے در پے تیمم کرنا۔ (المراقی مع الحاشیہ ۱۲۲، نور الایضاح ۴۵)
8. ہتھیلیوں کی اندرونی سطح سے تیمم کرنا۔
9. پہلے دائیں عضو کا پھر بائیں عضو کا مسح کرنا۔
10. مٹی سے ہی تیمم کرنا افضل ہے بجائے مٹی کی ہم جنس کسی چیز سے۔
11. چہرہ کے مسح کے بعد داڑھی کا خلال کرنا۔
12. مسنون طریقے سے مسح کرنا۔
13. دونوں ہاتھوں کا مٹی پر گھسیٹنا تا کہ مٹی انگلیوں کے اندر پہنچ جائے۔
(اللہ کے حبیب ﷺ کی محبوب سنتیں و آداب زندگی)

تیمم کا مسنون طریقہ

دونوں ہاتھوں کو غبار آلود کر کے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کو ٹکرا کر زائد غبار جھاڑ دیں اور پھر چہرے کے آغاز سے مسح کرنا شروع کریں اور چہرے کے اختتام تک مسح کریں کہ ذرا سی جگہ بھی باقی نہ رہے۔

پھر ہاتھوں کو غبار آلود کریں۔ بائیں ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیوں اور اس کے متصل ہتھیلی کا آدھا حصہ دائیں بازو کے ہاتھ کی انگلیوں کی پشت پر رکھیں اور بائیں ہاتھ سے مسح کرتے

ہوئے دائیں کہنی سمیت مسح کریں پھر بائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور ساتھ والی انگلیاں اور بقیہ ہتھیلی کو دائیں بازو کی دوسری جانب رکھ کر مسح کرتے ہوئے دائیں ہاتھ کے گٹے تک لے جائیں۔ اسی طرح دائیں ہاتھ کی مدد سے بائیں بازو کا مسح کریں اور یہ خیال رہے کہ بال برابر بھی حصہ مسح سے رہ نہ جائے۔

چہرے کا مکمل دائرہ یہ ہے: پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان سے لے کر دوسرے کان تک مکمل چہرہ ہے۔
(اللہ کے حبیب ﷺ کی محبوب سنتیں و آداب زندگی)

باب: 7



عبادات کی سنتیں

عبادات کی سنتیں

اذان واقامت کی سنتیں

حدیث 1 اذان واقامت قبلہ رو کہنا سنت ہے۔

(ابوداؤد ۱/۷۵ عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، مراقی الفلاح ۱۶، اعلاالسنن ۲/۱۲۶)

حدیث 2 اذان کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا اور اقامت کے الفاظ جلد جلد ادا کرنا سنت ہے۔ (ترمذی ۵۵ عن جابر رضی اللہ عنہ، دار قطنی ۱/۲۳۸ عن علی رضی اللہ عنہ)

حدیث 3 اذان میں حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہتے وقت مؤذن کو دائیں اور بائیں منہ پھیرنا سنت ہے لیکن سینہ اور قدم قبلہ رخ ہی رہیں۔

(ابوداؤد ۱/۷۷ عن ابی جحیفۃ رضی اللہ عنہ، مستدرک حاکم ۳/۶۷ عن بلال رضی اللہ عنہ، المراقی ۱۰۶، شامی ۱/۲۸۵)

حدیث 4 جب مؤذن سے اذان کے کلمات سنیں تو جس طرح وہ کہے اسی طرح کہتے جائیں اور حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہیں۔ (بخاری ۱/۸۶، مسلم ۱/۱۶۷ عن عمر رضی اللہ عنہ، نسائی ۱/۱۰۹ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ۱/۷۸، ترمذی ۱/۲۹، کنزالدعاء ۲۹)

حدیث 5 فجر کی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ کہا جائے گا۔(مراقی الفلاح ۱۱۰، کتاب الاذکار للنووی ۳۷)

حدیث 6 اقامت کا جواب بھی اذان کی طرح دیا جائے گا۔لیکن قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا کہا جائے۔

(ابوداؤد ۱/۸۵ عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ، مشکوۃ ۱/۶۶، ابوداؤد ۱/۷۸)

حدیث 7 اذان کا جواب دینے کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے۔

(مسلم ۱/۱۶۶ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری ۱/۸۶ عن جابر رضی اللہ عنہ)

حدیث 8 درود شریف پڑھ دعائے وسیلہ پڑھنا سنت ہے۔دعائے وسیلہ یہ ہے:

((اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادِ))

''اے اللہ! اس پوری پکار کے رب اور قائم ہونے والی نماز کے رب، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ عطا فرما اور ان کو فضیلت عطا فرما، اور ان کو مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں فرماتا۔''

فائدہ:

اس دعا پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اور حسنِ خاتمہ کے انعام کا وعدہ ہے۔

(مرقات، بیہقی ۱/۴۱۰، بخاری ۱/۸۶، ابوداؤد ۱/۷۸، نسائی ۱/۱۱۰)

9. اذان کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا جیسے ((اللہ اکبر اللہ اکبر)) کے بعد وقف کرے پھر کہیں ((اللہ اکبر اللہ اکبر)) پھر ٹھہریں، پھر کہیں ((اشهد ان لا اله الا الله)) پھر ٹھہریں، پھر کہیں ((اشهد ان لا اله الا الله)) پھر ٹھہریں، اس طرح باقی کلماتِ اذان ٹھہر ٹھہر کر ادا کریں۔

10. اذان اور اقامت کے درمیان کا وقت قبولیت کا وقت ہے۔ساری اقامت میں دو دو کلمات ملا کر کہیں پھر وقف کریں۔

11. اقامت کے الفاظ جلدی جلدی اور ملا کر ادا کرنا سنت ہے جیسے: ((اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر)) ۴ مرتبہ کہہ کر وقف کریں، ((اشهد ان لا اله الا الله)) دونوں ملا کر کہے پھر وقف کریں۔

12. اذان ہو یا اقامت اللہ اکبر کی را پر سکون کریں یعنی جزم پڑھیں۔

13. اذان ہو یا اقامت ہر جملے کے اختتام پر اعراب نہ پڑھیں بلکہ وقف کریں: مثلاً اشهد ان لا اله الا الله کے ہ (ہاء) پر وقف کریں۔اسی طرح اقامت کے ((حی علی الصلوٰۃ حی علی الصلوٰۃ)) دونوں الصلوٰۃ کے ''ۃ'' پر وقف کریں اور پہلے ''ۃ'' پر زیر ہرگز نہ پڑھیں۔سنت منقولہ اسی طرح ہے۔

(اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب سنتیں و آداب زندگی)

نماز کے فرائض

1. تکبیر تحریمہ کہنا
2. قیام (کھڑا ہونا)
3. قرأت (قرآن شریف میں سے کوئی سورہ یا آیت پڑھنا)
4. رکوع کرنا
5. دونوں سجدے کرنا
6. تشہد کی مقدار آخری قعدہ

(اللباب فی شرح الکتاب ۱/۷۹ دار الایمان، الفتاویٰ الہندیہ ۱/۶۸)



نماز کی سنتیں

قیام کی سنتیں

حدیث 1 تکبیر تحریمہ کے وقت سیدھا کھڑا ہونا یعنی سر نیچا نہ کرنا۔

(ترمذی ۶۰ عن ابی حمید الساعدی، طحطاوی ۱۴۳)

حدیث 2 نماز میں کھڑے ہونے کی حالت میں دونوں قدموں کے درمیان فاصلہ کم از کم (چار انگل کا) رکھنا۔ (نسائی ۱۴۲/۱ عن ابی عبیدہ وعبد، طحطاوی ۱۴۳)

حدیث 3 مقتدی کی تکبیر تحریمہ امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہونا۔

(مسلم عن ابی موسیٰ، باب التشہد فی الصلوٰۃ، مصنف عبد الرزاق ۲۵۴۸)

تنبیہ:

مقتدی کی تکبیر تحریمہ اگر امام کی تکبیر تحریمہ سے پہلے ختم ہوگئی تو اقتداء صحیح نہ ہوگی اور نماز قابل اعادہ ہوگی۔

حدیث 4 تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھانا۔

(ابوداؤد ۱۰۸/۱-۱۰۵ عن وائل، بخاری ۱۰۲/۱ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، مسلم ۱۶۸/۱ ماکد بن حویرث، نسائی ۱۴۰، ۱۴۱ عن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، دار قطنی ۳۰۰/۱ انس رضی اللہ عنہ، بیہقی ۲۸/۲ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، مصنف ابن ابی شیبۃ ۲۳۲/۱)

حدیث 5 ہتھیلیوں کو قبلہ کی طرف رکھنا۔ (طحطاوی ۱۵۲، شامی ۳۵۶/۱)

حدیث 6 دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اپنی حالت پر (نہ زیادہ کھلی ہوں اور نہ زیادہ بند) رکھنا۔ (طحطاوی ۱۵۲، ترمذی ۶۲ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، بیہقی ۲۷/۲ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)

حدیث 7 داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھنا۔

(بخاری ۱۰۲/۱ عن سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ۱۵۹، ترمذی ۶۴، ابوداؤد عن علی رضی اللہ عنہ، عاصم بن کلیب، نسائی ۱۴۱/۲ وائل، مسند احمد ۱۱۰/۱، مجمع الزوائد ۱۰۴/۲ عن جابر رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ۵۸، قبیصہ بن ہلب رضی اللہ عنہ)

حدیث 8 چھنگلیا اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر گٹے کو پکڑنا۔

(طحطاوی ۱۴۱، ترمذی ۶۴، نسائی ۱۴۱/۲، مسند احمد ۱۱۰، بخاری ۱۰۲/۱ عن سہل بن سعد، مجمع الزوائد ۱۰۲/۲ عن جابر رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ۵۸، قمیصہ بن ہلب رضی اللہ عنہ)

حدیث 9 درمیانی تین انگلیوں کو کلائی پر رکھنا۔ (حوالہ بالا)

حدیث 10 ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا۔

(ترمذی ۵۴/۱، قبیصہ بن ہلب، ابوداؤد ۱۰۵/۱)

حدیث 11 ثنا پڑھنا۔ (صرف پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھنا)۔

(مسلم ۱۷۲/۱ عن عمر رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ۱۱۹/۱ عن عائشہ رضی اللہ عنہا، ترمذی ۳۳ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ، دار قطنی ۲۲/۱ عن عثمان رضی اللہ عنہ، مصنف ابن ابی شیبہ ۲۷۳/۱ اسود رحمہ اللہ، اعلاء السنن ۱۷۷/۲، ۱۷۴/۲)

حدیث 12 امام تمام تکبیریں بقدرِ ضرورت بلند آواز سے کہے۔

(ابوداؤد ۹۱/۱ عن عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ)

قرأت کی سنتیں

حدیث 1 پہلی رکعت میں ثنا کے بعد تعوذ یعنی پورا اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم آہستہ سے پڑھنا۔

(ابوداؤد ۱۲۰/۱ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ۵۹ جبیر بن مطعم، عبد الرزاق حدیث ۲۵۸۷ عن الحسن رضی اللہ عنہ)



حدیث 2 تعوذ کے بعد اور ہر رکعت کے شروع میں سورۂ فاتحہ سے پہلے تسمیہ یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا۔

(ترمذی عن ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ، نسائی ۱/۱۴۴ عن نعیم، دارقطنی ۱/۳۰۲ عن علی رضی اللہ عنہ، ابوداؤد عن سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ، عبدالرزاق ۲۶۰۵)

حدیث 3 امام ومقتدی کا سورۂ فاتحہ کے ختم پر آہستہ سے آمین کہنا۔

(بخاری ۱/۱۰۷ عن عطا ۶۰۵ کتاب الجهاد، مسلم ۱/۱۷۶ عن ابی هریره رضی اللہ عنہ کتاب الذکر، ترمذی ۱/۵۸ عن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ۱/۱۱۳ سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ باب السکتة عند الافتتاح، مسند احمد ۴/۳۱۶، مستدرک حاکم ۲/۲۳۲، زاد المعاد ۱/۷۰، مصنف ابن عبدالرزاق ۲/۸۷، مصنف ابن ابی شیبه ۲/۵۳۶ عن ابراهیم)

حدیث 4 فجر اور ظہر میں طوال مفصل (سورۂ حجرات سے سورہ بروج تک)، عصر اور عشاء میں اوساط مفصل (یعنی سورہ بروج سے سورہ لم یکن تک) اور مغرب میں قصار مفصل (سورہ لم یکن سے سورہ ناس تک) کی سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھنا۔

(نسائی ۱/۱۵۴ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ مصنف عبدالرزاق ۲/۱۰۴، ۲۶۷۲، طحطاوی ۱۴۳، ۱۴۴)

حدیث 5 فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ کا پڑھنا۔

(بخاری ۱/۱۰۷ عن قتادہ، طحطاوی ۱۴۷)

حدیث 6 تعوذ، تسمیہ، ثنا اور آمین کو آہستہ سے کہنا۔

(مراقی الفلاح ۱۴۲، بخاری ۱/۱۰۳ عن انس رضی اللہ عنہ، مسلم ۱۷۳ عن انس رضی اللہ عنہ، نسائی ۱/۱۴۴ علی رضی اللہ عنہ، ترمذی ۳۳ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ)

حدیث 7 فجر کی پہلی رکعت کو دوسری رکعت کے مقابلہ میں کچھ طویل کرنا۔

(بخاری ۱/۱۰۵ عن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ، مصنف عبدالرزاق ۳۷۱۰)

حدیث 8 نہ زیادہ جلدی پڑھنا اور نہ زیادہ ٹھہر کر بلکہ درمیانی رفتار سے پڑھنا۔

رکوع کی سنتیں

حدیث 1 رکوع میں جاتے وقت اللہ اکبر کہنا۔

(بخاری ۱/۱۰۹ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ۵۸ افتتاح الصلوٰۃ)

حدیث 2 رکوع میں دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑنا۔

(ترمذی ۱/۵۵ عن ابی حمید، باب ما جاء فی انه یجافی یدیه عن جنبیه، مصنف عبدالرزاق ۲/۱۵۱، ۲۸۵۹ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)

حدیث 3 گھٹنوں کو پکڑنے میں انگلیوں کا کشادہ رکھنا۔

(ترمذی ۱/۵۵ عن ابی حمید، مصنف عبدالرزاق ۲/۱۵۱، ۲۸۵۹ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)

حدیث 4 پیٹھ کو بچھا دینا۔ (شامی ۱/۳۶۵)

حدیث 5 پنڈلیوں کو سیدھا کھڑا رکھنا۔

(ترمذی ۱/۵۵ عن ابی حمید، مصنف عبدالرزاق ۲/۱۵۱، ۲۸۵۹ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)

حدیث 6 سر اور سرین کو برابر رکھنا۔ (مسلم ۱/۱۹۴ عن عائشہ رضی اللہ عنہا، شامی ۱/۳۶۵)

حدیث 7 رکوع میں کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم پڑھنا۔

(ابوداؤد ۱۲۶، ابن ماجہ ۲۶ عن عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ، ترمذی ۳۵)

حدیث 8 رکوع سے اٹھتے وقت امام کو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه اور مقتدی کو رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہنا چاہیے۔ (بخاری ۱۰۹، مسلم ۱۷۶ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

حدیث 9 اکیلے نماز پڑھنے والے کو دونوں یعنی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه اور رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہنا چاہیے۔ (بخاری ۱۰۹، مسلم ۱۹۰ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

حدیث 10 اطمینان سے سیدھا کھڑا ہونا۔

(بخاری ۱۰۹، مسلم ۱۷۶ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ۷۰ رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ)



سجدہ کی سنتیں

حدیث 1 سجدہ میں جاتے وقت تکبیر کہنا۔

(شامی ۱/۳۵۲، بخاری باب اتمام التکبیر فی الرکوع، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ۱۰۸)

حدیث 2 سجدہ میں جاتے وقت پہلے دونوں گھٹنوں کو رکھنا۔

(بخاری ۱۱۲، مسلم ۳۷۰ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ، ترمذی ۳۶، ابوداؤد ۱۲۲، نسائی ۱/۱۶۵، عن وائل بن حجر، عبدالرزاق ۲/۱۷۷)

حدیث 3 پھر دونوں ہاتھوں کو رکھنا۔

(بخاری ۱۲۲، مسلم ۳۷۰ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ، ترمذی ۳۶، ابوداؤد ۱۲۲)

حدیث 4 پھر ناک رکھنا۔ (شامی، طحطاوی ۱۴۵)

حدیث 5 پھر پیشانی زمین پر رکھنا۔

(بخاری ۱۱۲، مسلم ۳۷۰ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ، ترمذی ۳۶، ابوداؤد ۱۲۲، نسائی ۱/۱۶۵ عن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ)

حدیث 6 سجدہ میں چہرہ کو دونوں ہتھیلیوں کے بیچ میں رکھنا۔

(مسلم ۱/۱۹۴ عن براء بن عازب رضی اللہ عنہ، عمرو بن الحارث رضی اللہ عنہ، بخاری ۱۱۳ عن انس رضی اللہ عنہ)

حدیث 7 سجدہ میں پیٹ کو رانوں سے الگ رکھنا، اور پہلوؤں کو بازوؤں سے الگ رکھنا۔ (طحطاوی ۱۴۶، کنز العمال ۴/۱۱۱ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ)

حدیث 8 کہنیوں کو زمین سے الگ رکھنا۔

(طحطاوی ۱۴۶، کنز العمال ۴/۱۱۱ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ)

حدیث 9 سجدہ میں کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھنا۔

(ابوداؤد ۱۳۳ عن عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ)

حدیث 10 سجدہ سے سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہنا۔

(بخاری باب اتمام التکبیر فی الرکوع عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ۱۰۸)

حدیث 11 سجدہ سے اٹھنے میں پہلے پیشانی پھر ناک پھر ہاتھوں، پھر گھٹنوں کو اٹھانا۔ (ابوداؤد ۱/۱۲۲)

حدیث 12 دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا۔

(طحطاوی ۱۴۵، بخاری ۱۱۳)

حدیث 13 انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف کرنا۔

(بخاری ۱۱۴ عن ابی حمید الساعدی رضی اللہ عنہ)

حدیث 14 دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ)) (ترمذی ۱/۳۸)

''اے اللہ میرے گناہوں کو معاف فرما اور میرے اوپر رحم فرما اور میری شکستہ حالت کو درست فرما اور مجھے ہدایت عطا فرما، اور مجھ کو عمدہ رزق عطا فرما۔''

قعدہ کی سنتیں

حدیث 1 جلسہ اور قعدہ میں بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنا، اور سیدھے پاؤں کو اس طرح کھڑا رکھنا کہ اس کی انگلیوں کے سرے قبلہ کی طرف رہیں۔

(بخاری ۱۱۴، مسلم ۱۹۴ عائشہ رضی اللہ عنہا، ترمذی ۶۵ وائل بن حجر، ابوداؤد ۱۱۳ ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ، نسائی ۱۳۰ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ عن عبدالرحمن بن قاسم، مجمع الزوائد ۲/۸۶، بیہقی ۲/۱۳۰ عن انس رضی اللہ عنہ)

حدیث 2 قعدہ میں دونوں ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا۔

(مسلم ۱/۲۱۶ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، ترمذی ۲/۱۹۸ عن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، عاصم بن کلیب، مصنف عبدالرزاق ۲/۱۹۵، موطا امام ۷۱)

حدیث 3 تشہد میں اشھد ان لا الہ پر شہادت کی انگلی کو اٹھانا، اور الا اللہ پر

جھکا دینا۔

(طحطاوی ۱۴۷، ۱۴۶، مسلم ۲۱۶، ۲۰۶ ابن زبیر رضی اللہ عنہ، ترمذی ۳۹ باب ماجاء فی الاشارہ، ابوداؤد ۱۵۸، ۱/۱۴۱ عن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، ۱۴۵ کیف الجلوس فی التشہد عن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، نسائی ۱/۱۷۸، ۱۷۲ باب الاشارہ بالاصبع فی التشہد)

حدیث 4 قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا۔

(بخاری ۱/۴۷۷ کتاب الانبیاء، مسلم ۱/۱۷۵ عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ)

حدیث 5 دونوں طرف (دائیں، بائیں) سلام پھیرنا۔

(مسلم ۱/۲۱۶ عن سعد بن ابی وقاص مرفوعاً، ترمذی ۶۹ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ابن ابی شیبہ ۱/۲۹۸)

حدیث 6 سلام کی ابتداء داہنی طرف سے کرنا۔

(مسلم ۱/۲۱۶ عن سعد ابن ابی وقاص، ترمذی ۶۹ ابن مسعود، ابن ابی شیبہ ۱/۲۹۸)

حدیث 7 امام کو سلام میں مقتدیوں، فرشتوں اور نیک جنوں کی نیت کرنا۔

(مسلم ۲/۲۵۱ عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ، موطا مالک ۲۳ عن عبدالرحمن بن ابی صعصعۃ الانصاری، حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی ۲۲۲ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)

حدیث 8 مقتدیوں کو اپنے امام، تمام مقتدیوں کی خواہ جنات ہوں یا انسان اور کراماً کاتبین (کو سلام کرنے) کی نیت کرنا۔

(مسلم ۲/۳۵۱ عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ، مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۱۹ عن سلمان رضی اللہ عنہ)

حدیث 9 تنہا نماز پڑھنے والے کو صرف فرشتوں کی نیت کرنا۔

(مسلم ۲/۳۵۱ عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ، مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۱۹ عن سلمان رضی اللہ عنہ، حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی ۲۲۲ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)

حدیث 10 مقتدی کو امام کے سلام کے ساتھ ساتھ سلام پھیرنا۔

(نسائی ۱۹۵ عن محمود بن الربیع رضی اللہ عنہ، تسلیم الماموم حین یسلم الامام)

نوٹ: مقتدی ہمیشہ اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ امام کے بائیں طرف سلام پھیرنے سے پہلے قطعاً السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے الفاظ ختم نہ کریں ورنہ امام

سے پہلے نماز سے باہر نکل جائیں گے۔

حدیث 11 مسبوق کا امام کے دونوں طرف سلام پھیر دینے کے بعد کھڑا ہونا۔

(مصنف عبدالرزاق ۳۱۵۵)

حدیث 12 سلام کے لیے یہ الفاظ ادا کرنا:

((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ))

(ابن ماجہ ۶۶ عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، مسلم ۲۱۶ عامر بن سعد رضی اللہ عنہ)

حدیث 13 دوسرے سلام کی آواز کو پہلے سلام کی آواز سے پست کرنا۔

(طحطاوی)

حدیث 14 فرض نماز کے بعد دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرنا مسنون ہے۔

(ترمذی ۵۰۴ عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ جزء رفع الیدین ۲، ابوداؤد ۱/۲۲۵ عن سلمان رضی اللہ عنہ)

جمعۃ المبارک کی سنتیں

حدیث 1 جمعہ کی نماز کے لیے غسل کرنا۔ (بخاری ۱/۱۲۲، مسلم ۱/۲۷۹ عبداللہ رضی اللہ عنہ)

حدیث 2 اچھے اور صاف کپڑے پہننا۔

(ابوداؤد باب فی الغسل للجمعۃ ۱/۱۵۴، بخاری ۱۲۱، مسند احمد ۵/۴۲۱ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ)

حدیث 3 خوشبو استعمال کرنا اور بالوں میں تیل لگانا۔

(مسلم ۲۸۰ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ، بخاری ۱/۱۲۱، مصنف عبدالرزاق ۳/۱۹۴، ابن ابی شیبہ ۲/۱۵۵ عن براء بن عازب رضی اللہ عنہ)

حدیث 4 مسجد میں جلد جانے کی فکر کرنا۔ (نسائی ۱/۲۰۷ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ)

حدیث 5 مسجد پیدل جانا۔ (ابن ماجہ، بخاری ۱/۱۲۴ باب المنشی الی الجمعۃ)



حدیث 6 امام کے قریب بیٹھنے کی کوشش کرنا۔

(نسائی ۱/۲۰۷ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ۱/۱۵۸)

حدیث 7 اگر صفیں پُر ہیں تو لوگوں کی گردنیں پھاند کر آگے نہ بڑھنا۔

(ابوداؤد ۱/۱۵۹، ترمذی ۱۱۴)

حدیث 8 کوئی فضول اور لغو کام نہ کرنا یعنی اپنے کپڑوں سے یا بالوں سے نہ کھیلنا۔ (نسائی ۱/۲۰۷ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ)

حدیث 9 حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن جمعہ کی نماز سے پہلے مونچھوں اور ناخنوں کو کاٹتے تھے۔ (شامی ۵/۶۸۸)

10. جمعرات کی عصر سے جمعہ کا اہتمام کرنا، کثرت سے استغفار کرنا اور کپڑے، خوشبو وغیرہ مہیا کرنا۔
11. غیر ضروری بالوں اور ناخنوں سے صفائی حاصل کرنا۔
12. جمعہ کے دن غسل سنت طریقے پر کرنا اور مسواک کرنا۔
13. افضل یہ ہے کہ جمعہ کی نماز جمعہ کے غسل اور وضو سے ادا کی جائے لیکن اگر وضو ٹوٹ جائے اور دوبارہ وضو کیا تو سنت غسل ادا ہو گیا۔
14. اچھے اور سفید کپڑے پہننا۔ مستحب یہ ہے کہ جمعہ اور عیدین کے لئے مستقل کپڑے الگ رکھے رہیں۔
15. تیل لگانا، خوشبو لگانا۔ افضل یہ ہے کہ مشک اور گلاب ملا کر لگائے۔
16. مسجد میں جلد جانا، امام کے قریب صف اول میں جگہ حاصل کرنا، پہلے سے جگہ مخصوص کرا لینا درست نہیں البتہ جلد آنے کے بعد کسی وجہ سے جگہ سے جانا پڑے تو کوئی نشانی مصلیٰ وغیرہ بچھا دے۔

17. پیدل جانا اگرچہ سواری پر جانا بھی جائز ہے۔
18. شب جمعہ یا جمعہ کے دن نماز سے پہلے یا بعد سورۃ کہف پڑھنا، اسی طرح سورۃ دخان اور سورۃ یٰسین کی فضیلت بھی آئی ہے۔
19. جمعہ کے دن درود شریف بکثرت پڑھنا۔
20. جمعہ کے روز زیارتِ قبور کے لئے جانا۔

(اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب سنتیں و آداب زندگی)



خطبہ کی سنتیں

حدیث 1 طہارت ہونا، یعنی بے وضو یا جنبی نہ ہونا۔ (بخاری ۱/۱۲۲ عبداللہ رضی اللہ عنہ)

حدیث 2 کھڑے ہو کر خطبہ دینا۔

(مصنف عبدالرزاق ۱۸۷، ۳/۱۸۶ عن جابر رضی اللہ عنہ، قتادہ رضی اللہ عنہ، نسائی ۲۰۷ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ)

حدیث 3 لوگوں کی طرف منہ کرنا۔ (مصنف عبدالرزاق ۳/۲۱۷ عن الزہری رضی اللہ عنہ)

حدیث 4 خطبہ سے پہلے دل میں اعوذ باللہ پڑھنا۔ (طبرانی عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ)

حدیث 5 لوگوں کو خطبہ سنانا۔ (مصنف عبدالرزاق ۳/۱۸۷ جابر رضی اللہ عنہ)

حدیث 6 خطبہ کا زیادہ لمبا نہ ہونا۔

(مسلم ۱/۲۸۶ عن ابی وائل، ابوداؤد ۱/۴۳۲ جابر رضی اللہ عنہ)

حدیث 7 خطبہ کو اللہ کی حمد سے شروع کرنا۔

(ابوداؤد ۱/۴۲۸ حکیم بن الحزن الکلفی رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ۱۳۷ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

حدیث 8 اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا۔ (ابوداؤد ۲/۳۰۹ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

حدیث 9 کلمہ شہادت کا ہونا۔

(ترمذی ۱/۱۳۱ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، عبدالرزاق ۳/۲۱۶ ابن جریج، ابوداؤد ۲/۳۰۹ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)



حدیث 10 نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھنا۔

(بخاری فی برالوالدین عن کعب بن عجرۃ، مراسیل ابی داؤد)

حدیث 11 (مؤثر) وعظ و نصیحت کرنا۔

(مصنف عبدالرزاق ۳/۲۱۷ حدیث ۵۱۴۲ ابن جریج، انما الجمعۃ ذکر)

حدیث 12 قرآن مجید کی کوئی آیت خطبہ میں پڑھنا۔

(مصنف عبدالرزاق ۲/۱۸۷ جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ ۱۹۱۳ علی رضی اللہ عنہ، عمار رضی اللہ عنہ، ابن جریج)

حدیث 13 دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا۔

(مصنف عبدالرزاق ۳/۱۹۰ عن ابن جریج، نسائی ۱/۲۰۹ جابر رضی اللہ عنہ)

حدیث 14 دوسرے خطبے کو بھی حمد و ثناء اور درود سے شروع کرنا۔

(مراسیل ابی داؤد ۷ عن الزہری رحمہ اللہ)

حدیث 15 خطبہ خاموشی سے سننا۔

(مصنف عبدالرزاق ۳/۲۱۲ ابن جریج، ابن ماجہ ۸۱ عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ)

16. طہارت ہونا یعنی ہر طرح کے حدث اصغر اور حدث اکبر سے پاک ہونا۔
17. سترِ عورت ڈھانپنا (کم از کم ناف سے گھٹنوں تک کا جسم چھپانا)۔
18. خطبہ شروع کرنے سے پہلے خطیب کا منبر پر بیٹھنا۔
19. منبر کا محراب کی بائیں جانب ہونا۔
20. ہاتھ میں عصا لینا اور خطبہ حضور ﷺ کی اقتدا کی نیت سے پڑھنا۔
21. خطبہ منبر پر ہو تو اس کے سامنے کی سیدھ میں دوسری اذان دینا خواہ قریب سے دیں یا دور سے، مسجد کے باہر سے بھی دیں مگر سامنے ہو۔ سنت منقولہ یہی ہے۔ (ہدایہ)
22. خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا۔

23. قبلہ کی طرف پشت اور خواص و حاضرین کی طرف رخ کر کے خطبہ پڑھنا۔
24. خطبہ اتنی آواز سے پڑھے کہ مجمع سن سکے، کم از کم اتنی آواز فرض ہے کہ پاس والا سن سکے۔ دوسرے خطبے کی آواز پہلے کی نسبت پست ہو۔
25. دو خطبے پڑھنا
26. دونوں خطبے عربی میں پڑھنا۔
27. خطبہ (الحمدللہ) سے پڑھنا۔
28. اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنا۔
29. شہادتیں پڑھنا۔
30. درود شریف پڑھنا۔
31. وعظ و نصیحت کرنا۔
32. دونوں خطبوں میں قرآن پاک سے کم از کم ایک آیت پڑھنا مستقل سنت ہے۔
33. دونوں خطبوں کے درمیان کم از کم تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار بیٹھنا۔
34. دوسرے خطبہ میں وعظ و نصیحت اور لوگوں کے لئے دعا کرنا۔
35. دونوں خطبے بہت طویل نہ ہوں۔ مقدار میں نماز سے کم ہوں یا طوال مفصل کی کسی سورۃ کی مقدار کے برابر ہوں۔
36. دوسرے خطبے میں آل و اصحاب، ازواج مطہرات خصوصاً خلفائے راشدین اور دونوں چچا حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ کرنا اور یہی سنت منقولہ ہے۔
37. دوسرا خطبہ بالفاظ مسنونہ (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ) سے شروع کرنا۔

38 حاضرین کا دونوں خطبوں میں تشہد کی شکل میں بیٹھنا۔

39 خطبہ ختم ہوتے ہی متصلاً اقامت کہنا۔

40 دو خطبوں کے درمیان ضرورت شدیدہ کے بغیر کلام نہ کرنا۔

41 جو خطیب خطبہ پڑھے اسی کا نماز پڑھانا۔

42 خطبہ کے دوران سنت اور نفل نہ پڑھنا بلکہ خطبہ سننا۔

(اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب سنتیں و آداب زندگی)

عیدین کی سنتیں

حدیث 1 غسل کرنا۔ (ابن ماجہ ۹۳)

حدیث 2 مسواک کرنا۔ (مصنف عبدالرزاق ۳/۳۰۸ عن ابی بکر رضی اللہ عنہ)

حدیث 3 اچھے کپڑے پہننا۔

(بیہقی ۳/۲۸۰ جابر رضی اللہ عنہ، سنن کبریٰ ۲/۲۸۱ ابن عمر رضی اللہ عنہ)

حدیث 4 خوشبو لگانا۔ (مصنف عبدالرزاق ۳/۱۹۴)

حدیث 5 عیدالفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے کھجور یا میٹھی چیز کھانا۔

(بخاری ۱/۱۳۰ انس رضی اللہ عنہ، ترمذی ۱۲۰ بریدہ رضی اللہ عنہ)

حدیث 6 صدقہ فطر نماز سے پہلے ادا کرنا۔ (بخاری ۱/۲۰۴ ابن عمر)

حدیث 7 عیدالاضحیٰ میں نماز کے بعد اپنی قربانی کا گوشت کھانا۔

(بخاری ۱/۱۳۱ براء بن عازب رضی اللہ عنہ، دار قطنی ۱/۱۸۰ بریدہ رضی اللہ عنہ، تفسیر قرطبی ۲۲۱، ۳۰۸)

حدیث 8 عیدگاہ میں عید کی نماز پڑھنا۔

(ابوداؤد ۱/۴۵۰ بکر بن مبشر انصاری رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ۹۲)

حدیث 9 عیدگاہ پیدل جانا۔

(ترمذی ۱/۱۱۸ عن علی رضی اللہ عنہ، مصنف ابن ابی شیبہ ۱۶۲ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ)

حدیث 10 ایک راستہ سے جانا اور دوسرے سے واپس آنا۔

(بخاری ۱/۱۳۴ جابر رضی اللہ عنہ، ترمذی ۱/۱۲۰، ابن ماجہ ۹۲)

حدیث 11 عید کی نماز سے پہلے گھر میں یا عیدگاہ میں نفل نماز نہ پڑھے۔

(بخاری ۱/۱۳۵ ابن عباس رضی اللہ عنہ)

اور عیدگاہ میں عید کی نماز کے بعد نفل نہ پڑھے۔ (ابن ماجہ ۹۱)

حدیث 12 گھر لوٹ کر نفل پڑھ سکتے ہیں۔ عیدین کے بعد گھر میں ۴ یا ۶ رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے افضل ۴ رکعت ہے۔ (ابن ماجہ ۹۲، ابو سعید رضی اللہ عنہ)

حدیث 13 راستہ میں تکبیر کہتے ہوئے جانا عیدالفطر میں آہستہ اور عیدالاضحیٰ میں بلند آواز سے۔ عیدگاہ پہنچ کر تکبیر بند کردے۔ تکبیر کے الفاظ یہ ہیں:

((اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد))

(دار قطنی ۱/۱۷۹ عن حنش بن معتمر رحمہ اللہ، بیہقی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)

حدیث 14 عیدگاہ سے پیدل لوٹنا۔ (ابن ماجہ ۱/۹۲)

15 صبح جلدی جاگنا اور فجر کی نماز محلے کی مسجد میں پڑھنا۔

16 عیدالفطر کی نماز سے پہلے حجامت کرانا اور عیدالاضحیٰ کو قربانی کرنے والے کو قربانی کے بعد حجامت کرانا مستحب ہے۔ ذوالحجہ کا چاند نظر آنے سے پہلے بھی کرا سکتا ہے۔ اگرچہ قربانی کر لی ہو، ہاں اگر بھول گیا ہو اور بال زیادہ بڑھ گئے ہوں تو حجامت کروالے۔

17 فرحت و خوشی کا اظہار کرنا۔

18. حسب توفیق صدقہ وخیرات میں کثرت کرنا۔
19. نماز کے لئے جلدی کرنا۔
20. وقار سے چلنا اِدھر اُدھر نہ دیکھنا۔
21. ایک دوسرے کو مبارکباد کے الفاظ کہنا مثلاً عید مبارک ہو یا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، البتہ مصافحہ اور معانقہ کو ضروری جاننا بدعت ہے۔

(اللہ کے حبیب ﷺ کی محبوب سنتیں و آداب زندگی)

مسنون سورتیں

نبی کریم ﷺ سے جن سورتوں کا پڑھنا منقول ہے وہ درج ذیل ہیں:

فجر: فجر میں حضور ﷺ یہ سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

1. سورہ ق (پارہ ۲۶)
2. واللیل (پارہ ۳۰)
3. سورہ مومنون (پارہ ۱۸)
4. ﴿قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا﴾ (بقرہ پارہ ۱)
5. ﴿يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ (آل عمران پارہ ۳) (مسلم ۱/۱۸۶)
6. سورہ طور (پارہ ۲۷)
7. تکویر (پارہ ۳۰)

(بخاری ۱/۱۰۶، ابوداؤد ۱/۱۳۴، نسائی ۱/۱۵۱)

جمعہ کے دن فجر کی نماز:

8. الم تنزیل (پارہ ۲۱) سورۂ دھر (پارہ ۲۹) (بخاری ۱/۱۲۲)

ظہر:

ظہر میں حضور ﷺ یہ سورتیں پڑھا کرتے تھے:

1. واللیل اذا یغشی (پارہ ۳۰)
2. سبح اسم ربک الاعلی (پارہ ۳۰)
3. تیس آیات کی مقدار

(مسلم ۱/۱۸۵)

عصر:

عصر میں حضور ﷺ یہ سورتیں پڑھا کرتے تھے:

1. واللیل (پارہ ۳۰)
2. الاعلیٰ (پارہ ۳۰)
3. بروج (پارہ ۳۰)
4. طارق (پارہ ۳۰)

(ابوداؤد ۱/۱۳۳)

مغرب:

مغرب کی نماز میں حضور ﷺ یہ سورتیں پڑھا کرتے تھے:

1. طور (پارہ ۲۷)
2. مرسلات (پارہ ۲۹)
3. دونوں رکعت میں الاعراف (پارہ ۸)
4. حم، دخان (پارہ ۲۵)
5. کافرون (پارہ ۳۰)
6. اخلاص (پارہ ۳۰)

(بخاری ۱/۱۰۵، مسلم ۱۸۷، نسائی ۱۵۴، ابن ماجہ ۶۰)

عشاء:

عشاء میں حضور ﷺ یہ سورتیں پڑھا کرتے تھے:

1. سورہ التین (پارہ ۳۰) 2. والشمس (پارہ ۳۰) (بخاری ۱/۱۰۵)
3. اللیل (پارہ ۳۰) 4. الاعلیٰ (پارہ ۳۰) (نسائی ۱/۱۵۵)

وتر:

وتر میں حضور ﷺ یہ سورتیں پڑھا کرتے تھے:

1. سورہ اعلیٰ (پارہ ۳۰) 2. سورہ کافرون (پارہ ۳۰)
3. سورہ اخلاص (پارہ ۳۰) (ترمذی ۶۱)

جمعہ:

جمعہ میں حضور ﷺ یہ سورتیں پڑھا کرتے تھے:

1. سورہ جمعہ (پارہ ۲۸) 2. سورہ منافقون (پارہ ۲۸)
3. سورہ اعلیٰ (پارہ ۳۰) 4. سورہ غاشیۃ (پارہ ۲۸)
(مسلم ۱/۲۸۷)

عیدین:

عیدین میں حضور ﷺ یہ سورتیں پڑھا کرتے تھے:

1. سورہ اعلیٰ (پارہ ۳۰) 2. سورہ غاشیۃ (پارہ ۳۰) (مسلم ۱/۲۸۸)
3. ق (پارہ ۲۶) 4. سورہ القمر (پارہ ۲۷) (مسلم ۱/۲۹۱)

مستحباتِ نماز

نماز کے وہ آداب جو سب کے لیے یکساں ہیں:

ہدایت:

مستحباتِ نماز وہ چیزیں ہیں جو نماز کو قیمتی اور خوبصورت بناتی ہیں۔

1. تکبیر تحریمہ کہتے وقت مردوں کو اپنے ہاتھوں کا آستین یا چادر سے باہر نکالنا اور عورتوں کو چھپائے رکھنا۔
2. قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ پر نظر رکھنا اور رکوع میں قدموں پر، سجدہ میں ناک پر، بیٹھنے کی حالت میں گود پر اور سلام کے وقت اپنے کندھوں پر نظر رکھنا۔
3. نماز میں حتی الامکان کھانسی کو روکنا۔
4. جمائی آئے تو منہ بند رکھنا اور اگر کھل جائے تو کھڑے ہونے کی حالت میں سیدھے ہاتھ سے اور باقی حالتوں میں بائیں ہاتھ کی پشت سے منہ بند کر لینا۔
5. رکوع وسجدے میں تین مرتبہ سے زائد تسبیح کہنا۔
6. قعدہ اولی اور قعدہ اخیرہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والا تشہد (اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ الخ) بلا کمی اور زیادتی کئے ہوئے پڑھنا۔
(الفتاویٰ الہندیہ ۱/۷۳ زکریا)

احادیث کی روشنی میں مردوں اور عورتوں کی نماز کا فرق

نوٹ:

عورتوں کی نماز میں نسوانیت کے تقاضوں اور پردے کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ جبکہ مردوں کے لیے پردے کی ضرورت نہیں ہے۔ عورتوں کے جسم کی ساخت اور مزاج کو



اللہ تعالیٰ نے بہت نازک بنایا ہے اس لیے نماز میں بھی زیادہ سے زیادہ پردے کا خیال رکھا جاتا ہے کیونکہ نماز تو افضل ترین عبادت ہے۔ جو لوگ اپنی من مرضی چلاتے ہوئے عورت اور مرد کی نماز کا یکساں حکم لگاتے ہیں وہ فطرت کے تقاضوں، عورتوں کی فطری حیا کی نفسیات کو بالکل مدنظر نہیں رکھتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے عورت اور مرد کے جسم کے اعضاء اور مزاج کو مختلف بنایا ہے تو عقلِ صالح کا تقاضا یہ ہے کہ مرد اور عورت کی نماز میں واضح فرق ہو۔ صحیح احادیث کی روشنی میں مرد اور عورتوں کی نماز کے فرق کو واضح کیا گیا ہے:

حدیث 1 عورت تکبیر تحریمہ کہتے وقت دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھائے۔ لیکن ہاتھوں کو دوپٹے سے باہر نہ نکالے۔ (فطرت اور پردے کا تقاضا بھی یہی ہے۔)

(طحطاوی ۱۴۱، مصنف بن ابی شیبہ ۱/۲۳۹ عن ابی جریج، کنز العمال ۲/۱۷۵ جزو رفع الیدین للامام البخاری ۷ عن عبد ربہ)

حدیث 2 سینے پر ہاتھ باندھے اور داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھے۔ مردوں کی طرح چھنگلیا اور انگوٹھے سے گٹے کو نہ پکڑے۔

(طحطاوی ۱۴۱، مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۳۹)

حدیث 3 رکوع میں کم جھکے اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر گھٹنوں پر رکھ دے۔ انگلیوں کو کشادہ نہ کرے۔ دونوں بازو پہلو سے خوب ملائے رکھے اور دونوں پیروں کے ٹخنے بالکل ملا دے۔ (طحطاوی ۱۴۱، بہشتی زیور ۲/۱۶، مصنف عبد الرزاق ۵۰۶۹)

حدیث 4 سجدہ میں پیر کھڑا نہ کرے، بلکہ داہنی طرف کو نکال دے اور خوب سمٹ کر اور دب کر سجدہ کرے کہ پیٹ کو رانوں سے اور بازو کو دونوں پہلوؤں سے ملا دے اور کہنیوں کو زمین پر رکھ دے۔ (عقل، فطرت اور حیا کا یہی تقاضا ہے۔)

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۷۹، سنن کبریٰ بیہقی ۲/۲۲۲ عن علی رضی اللہ عنہ)

حدیث 5 قعدہ میں دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر بائیں طرف بیٹھے (تورک کرنا)۔ (بخاری ۱/۱۱۴، عن مکحول تعلیقاً، مصنف عبد الرزاق ۵۰۷۵)

نماز کے بعد کے مسنون اذکار

حدیث 1 فرض نماز کے بعد تینتیس (۳۳) بار سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس (۳۳) بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تینتیس (۳۳) بار اَللّٰہُ اَکْبَر اور ایک بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے بعد ان کلمات کو پڑھے گا اس کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے، خواہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔

(مسلم ۱/۲۱۹، مسند احمد ۲/۳۷۱، مشکوۃ ۸۹، کنز الدعاء ۴۳)

حدیث 2 آیۃ الکرسی پڑھیں۔

(آثار السنن ۱/۱۲۵، طبرانی، نسائی، ابن السنی ۴۳ عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ)

حدیث 3 (کم از کم) دس بار سبحان اللہ، دس بار الحمد للہ، دس بار اللہ اکبر پڑھیں۔ (بخاری ۲/۹۳۷)

حدیث 4 فرض نمازوں کے بعد معوذتین پڑھ لے۔ (قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس الخ)

(ابو داؤد ۱/۲۱۳، نسائی، عن عقبہ بن نافع)

حدیث 5 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز ختم کرتے تو یہ پڑھتے تھے: اللہ اکبر۔ (مشکوۃ شریف ۸۸)

حدیث 6 حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ یہ پڑھتے: استغفر اللہ (مشکوٰۃ شریف ۸۸)

پھر یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ))

''اے اللہ تو سلامتی والا ہے اور تجھ ہی سے سلامتی مل سکتی ہے۔ تو ہی برکت دینے والا ہے اے بزرگی وعظمت والے۔

(مسلم ۱/۲۱۸، ابن ماجہ ۶۵، مشکوٰۃ ۸۸)

حدیث 7

((اَللّٰھُمَّ اَعِنِّی عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ))

''اے اللہ میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کروں اور تیرا شکر کروں اور تیری اچھی عبادت کروں۔''

(ابوداؤد ۲۱۳، نسائی ۱/۱۹۲)

حدیث 8 حضرت مسلم ابن الحارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تو صبح کی نماز پڑھ لے تو بات کرنے سے پہلے سات مرتبہ یہ دعا پڑھ لیا کرو، پس اگر اس دن تیری وفات ہوگئی تو اللہ تعالیٰ تجھے جہنم سے نجات کا پروانہ لکھ دے گا اور اگر اس دعا کو مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر کسی سے بات کئے بغیر سات مرتبہ پڑھو پھر اسی رات موت آجائے تو دوزخ سے محفوظ رہو گے۔

((اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ)) (ابوداؤد ۲/۶۹۳، مشکوٰۃ ۲۱۰)

''اے اللہ مجھے جہنم سے بچا''

تنبیہ: جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں تو سنتیں پڑھنے کے بعد اذکارِ مسنونہ پڑھنا چاہیے اور جن کے بعد نہیں ہیں ان میں نماز کے فوراً بعد پڑھنا بہتر ہے۔

خشوع اور خضوع کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاکیزہ اسوہ حسنہ

نماز میں خشوع اور خضوع سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ۲/۸۰)

حضرت عبداللہ بن رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اللہ کا قول ((اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خَاشِعُوْنَ)) کا مطلب پوچھا گیا آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا خشوع فی القلب دل کا خشوع ہے، اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے بازو کو مسلمان کے لئے نرم رکھو اور یہ بھی ہے کہ (نماز میں) ادھر ادھر نگاہ کرنے سے بچو۔ (سنن کبریٰ: ص ۲۷۹)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اپنے سر کو آسمان کی طرف کرتے وحی کا انتظار فرماتے۔ اور آنکھوں سے ادھر ادھر دیکھ لیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ﴾ نازل فرمائی۔ (سنن کبریٰ: ۲/۲۸۳)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تک نماز میں بندے کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف رہتی ہے اللہ تعالیٰ بھی متوجہ ہوتے ہیں جب بندے کی توجہ ہٹ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی توجہ بھی ہٹ جاتی ہے۔ (ابوداؤد: ص ۲۲۱)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے بعض آئمہ نے فرمایا نماز میں خشوع فرض ہے اگر پوری نماز بلا (خشوع) خضوع کے گزر جائے تو نماز (کامل) نہیں ہوگی۔

(معارف القرآن: ۲/۲۹۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جو خضوع بھی صحیح نہ کرے رکوع سجدہ بھی صحیح نہ کرے، نماز خشوع اور خضوع سے نہ پڑھے وہ نماز سیاہ کالی نمودار ہوتی ہے اور بددعا

دیتے ہوئے کہتی ہے جس طرح تو نے مجھ کو ضائع کیا، برباد کیا اس طرح خدا تجھے برباد کرے۔ پھر وہ نماز پرانے کپڑے کی طرح نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔

(ترغیب: ۱/۲۲۹)

آپ ﷺ نماز میں ہانڈی کے ابلنے کی طرح روتے۔ (ابوداؤد: ص ۱۳۰)

کبھی اس قدر روتے کہ گلیوں میں آواز سنائی دیتی۔ (اتحاف السادۃ: ۲/۲۳)

آپ ﷺ نماز میں جمائی کو پسند نہ فرماتے۔ (مجمع الزوائد: ص ۸۶)

نماز میں جمائی اور کھانسی شیطان کے اثر میں سے ہے:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نماز میں جمائی کا آنا، کھانسی کا آنا شیطان کے اثر سے ہوتا ہے۔ (مجمع الزوائد: ۲/۸۶)

آپ ﷺ نماز میں پیشانی کو نہ جھاڑتے۔

آپ ﷺ فرمایا کرتے جو نماز پڑھتا ہے اور ادھر ادھر رخ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی نماز رد کردیتے ہیں۔ (مجمع: ۲/۸۱)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب نماز پڑھو تو گویا کہ آخری نماز (سمجھ کر) پڑھو اس شخص کی طرح جسے گمان ہو کہ اب اس کے بعد نماز کا موقع نہیں ملے گا۔ (اعلاء السنن: ۳/۱۷۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نماز اس طرح پڑھو گویا آخری نماز ہے اور تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔ پس اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔

(اعلاء السنن)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تم کو یہ حدیث بیان کرتا ہوں سب سے پہلے جو چیز

اٹھائی جائے گی وہ خشوع ہوگا۔ عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ تم دیکھو گے جب جامع مسجد میں داخل ہوگے تو ایک آدمی بھی خشوع کے ساتھ نماز پڑھنے والا نہیں پاؤ گے۔

(ترمذی ۳/۹۴)

خشوع وخضوع کے اعتبار سے آپ ﷺ نے فرمایا جب آدمی نماز سے فارغ ہوجاتا ہے تو کسی کے لئے ثواب کا دسواں حصہ کسی کے لئے نواں حصہ کسی کو پورا حصہ کسی کو (ثواب کا) چوتھائی، تہائی اور آدھا حصہ لکھا جاتا ہے۔ (ترغیب: ص ۳۴۱)

خشوع اور خضوع سے نماز پڑھنے پر نماز دعائے حفاظت کرتی ہے۔ (ترغیب: ۳۳۹)

حضرت محمد بن نصر رحمۃ اللہ علیہ مشہور محدث ہیں نماز میں بھڑ نے پیشانی پر کاٹا۔ خون بھی نکل آیا مگر نہ حرکت ہوئی نہ خشوع وخضوع میں فرق آیا۔ نماز میں لکڑی کی طرح بے حرکت کھڑے رہے۔ (فضائل: ۶۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مشہور قصہ ہے کہ لڑائی میں جب تیر لگ جاتا تو نماز میں نکالا جاتا۔ چنانچہ ایک مرتبہ ان کے جسم میں تیر گھس گیا لوگوں نے نکالنے کی کوشش کی مگر نہ نکل سکا۔ آپس میں مشورہ کیا گیا کہ جب نماز میں مشغول ہوجائیں گے تب نکال لیں گے جب آپ نے نفلیں شروع کردیں تو لوگوں نے اس کو زور سے کھینچ لیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو آس پاس مجمع دیکھ کر فرمایا کیا تیر نکالنے کے واسطے آگئے ہو۔ لوگوں نے عرض کیا وہ تو ہم نکال چکے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے خبر ہی نہیں ہوئی۔ (حکایات صحابہ رضی اللہ عنہم: ص ۸۵)

دعا کی سنتیں

یقین سے دعا کرے کہ اللہ پاک میری دعا قبول فرمائیں گے۔ توجہ اور حضور قلب کے ساتھ دعا کرتا رہے۔ ایسا نہ ہو کہ زبان پر الفاظ ہوں اور خیالات دوسری طرف منتشر ہوں۔



وسیلۂ حسن عمل:

اپنے کسی نیک عمل کا وسیلہ دے کر کم از کم یہ کہہ لے کہ مجھے آپ سے جو محبت ہے، اور آپ کو مجھ سے جو محبت ہے اس کے واسطے سے یا اللہ میری دعا قبول فرما۔

① تضرع:

عاجزی اور گڑگڑا کر دعا کریں۔

② اکل حلال:

رزق حلال استعمال کریں، دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ آج کل دعائیں قبول نہ ہونے کا بڑا سبب یہی ہے۔ ہم لوگ مردار، کوے، چیل، خنزیر کا گوشت تو نہیں کھاتے لیکن رشوت سود وغیرہ مزے لے لے کر کھاتے ہیں۔

③ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتا رہے کیونکہ حدیث پاک میں وعید ہے کہ دعائیں قبول نہیں ہوں گی (جب امر بالمعروف و نہی عن المنکر چھوڑ دیں گے)

④ دعا صرف اللہ تعالیٰ سے مانگے غیر اللہ سے نہ مانگے۔

⑤ جائز امور کی دعا مانگے ناجائز امور کے لئے دعا نہ مانگے

⑥ دعا مانگنے سے قبل کوئی نیک عمل مثلاً صدقہ دے یا نفل پڑھ لے۔

⑦ باوضو ہو کر دعا کرے۔

⑧ قبلہ رخ ہو کر دعا کرے۔

⑨ دوزانو بیٹھ کر دعا مانگے۔

⑩ سائل کی طرح ہاتھ پھیلا کر دعا مانگے۔

⑪ دونوں ہاتھوں کو کندھے تک اٹھائے اور ہاتھوں کے درمیان تین انگل کا فاصلہ رکھے۔

⑫ دونوں ہاتھوں کو کھلا رکھ کر دعا کرے۔

⑬ اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کرے اور حمد و ثناء بیان کرے۔

⑭ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اول و آخر درود شریف پڑھے۔

⑮ پہلے اپنے گناہوں کا اقرار کر کے توبہ و استغفار کرے۔

⑯ جو دعائیں حدیث پاک میں منقول ہیں وہ عربی زبان میں مانگے ورنہ کم از کم ان کا مضمون اردو زبان میں ادا کر لے۔

⑰ دعا اپنی ذات سے شروع کرے پھر اپنے والدین کے لئے، اپنے مشائخ اساتذہ کے لئے اور تمام امت مسلمہ کے لئے مانگے۔

⑱ دعا بار بار اور اصرار کر کے مانگے۔

⑲ خلاف فطرت دعا نہ مانگے مثلاً یا اللہ مجھے عورت یا مرد بنا دے۔

⑳ دعا میں امر محال (جس کے ہونے میں خود بھی متردد ہو) نہ مانگے مثلاً نااہل یہ کہے یا اللہ مجھے وزیر اعظم بنا دے۔

㉑ ہر دعا کے بعد آمین کہے۔

㉒ دعا کی قبولیت میں جلد بازی نہ کرے اور نہ ہی مایوس ہو۔

㉓ دعا کے آخر میں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لے۔

㉔ آخر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ دے کر قبولیت کی دعا کرے۔

㉕ آخر میں پڑھے۔

((رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ وَتُبْ عَلَیْنَا ج اِنَّکَ

اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝))

(اللہ کے حبیب ﷺ کی محبوب سنتیں و آداب زندگی)

مسجد میں داخل ہونے کی سنتیں

حدیث 1 داہنا پاؤں مسجد میں داخل کرنا۔

(بخاری ۱/۶۱ کتاب الصلوٰۃ، مستدرک حاکم عن انس رضی اللہ عنہ، فتح الباری ۱/۴۳۷)

حدیث 2 بسم اللہ پڑھنا۔ (ابن ماجہ ۵۶ عن فاطمہ رضی اللہ عنہا)

حدیث 3 درود شریف پڑھنا۔ مثلاً اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ

(ابن ماجہ ۱/۵۶، فیض القدیر ۱/۳۳۶، کنز الدعاء ۲۵)

حدیث 4 دعا پڑھنا مثلاً:

((اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ))

''اے اللہ میرے لیے رحمت کے دروازے کھول دے۔''

(ابن ماجہ ۱/۵۶، مسلم ۱/۲۴۸، کنز الدعاء ۲۵، مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۳۸)

حدیث 5 اعتکاف کی نیت کرنا۔ (شامی ۴۴۲)

حدیث 6 مسجد میں بیٹھے ہوئے کیا کرے؟

جب مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھنا ہو تو یہ کلمہ وردِ زباں رکھا جائے۔ اس کو حدیث میں جنت کے پھل کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے:

((سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ))

''اللہ پاک ہے اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔''

مسجد سے باہر آنے کی سنتیں

حدیث 1 بایاں پاؤں مسجد سے باہر نکالنا۔ (بخاری کتاب الصلوٰۃ ۶۱)

حدیث 2 بسم اللہ پڑھنا۔ (ابن ماجہ ۵۶، ابن ابی شیبہ ۳۳۸)

حدیث 3 درود شریف پڑھنا مثلاً اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ

(ابن ماجہ ۱/۵۶، کنز الدعاء ۲۵، فیض القدیر ۱/۳۳۶)

حدیث 4 دعا پڑھنا مثلاً:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ))

''اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔''

(ابن ماجہ ۱/۵۲، مسلم ۱/۲۴۸، ابو داؤد ۱/۱۶۷، نسائی ۱/۱۱۹)

مسجد کے آداب و سنن

حدیث 1 حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کے لیے کوئی مسجد بناتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بناتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حدیث 2 گھروں میں مسجد بنانا سنت ہے۔ (ابو داؤد، ترمذی)

فائدہ: گھروں میں مسجد بنانے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے گھر میں کوئی جگہ نماز کے لیے خاص کر لی جائے اور اس کو پاک و صاف رکھا جائے اور اس میں خوشبو وغیرہ لگائی جائے۔ حدیث میں اس جگہ کے لیے مسجد ہی کا لفظ بولا گیا ہے۔ (آداب المساجد ۱۶)

حدیث 3 حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا کہ مسجد کو صاف رکھا جائے اور اس میں خوشبوئیں لگائی جائیں۔ (رواہ الترمذی و ابو داؤد و مشکوٰۃ)

حدیث 4 مسجد میں جھاڑو دینا سنت ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ قلمی ۱/۲۶۶)

حدیث 5 مسجد میں تھوکنا ناجائز ہے۔

(منتخب الکنز، آداب المساجد للمفتی محمد شفیع علیہ الرحمۃ)

حدیث 6 مسجد میں لہسن، پیاز لانا یا اس کو کھا کر مسجد میں داخل ہونا ناجائز ہے۔

(بخاری و مسلم آداب المساجد ۲۳)

تنبیہ: نسوار، پان، حقہ اور بیڑی سگریٹ والے کثرت سے اس میں غفلت کرتے ہیں۔ ان کو ہمیشہ اس کا خیال رکھنا چاہیے۔ جب منہ سے بدبو زائل ہوجائے تب مسجد میں داخل ہونا چاہیے۔

حدیث 7 مسجد میں لوبان، عود وغیرہ کی دھونی دینا (خوشبو کے لیے اگر بتیاں جلانا) سنت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہمیشہ خوشبو کا دستور رہا ہے۔

(ابن ماجہ، آداب المساجد ۲۴)

رمضان اور روزہ سے متعلق سنتیں

حدیث 1 سحری کھانا سنت ہے۔

(بخاری ۱/۲۵۷، مسلم ۱/۳۵۰، مشکوٰۃ ۱/۱۷۵ عن انس رضی اللہ عنہ، مصنف عبدالرزاق ۴/۱۷۴)

حدیث 2 سحری میں تاخیر کرنا مستحب ہے (البتہ اتنی تاخیر نہ کی جائے کہ وقت میں شک پیدا ہوجائے)۔ (فتاویٰ ہندیہ ۱/۲۰۱، مصنف عبدالرزاق ۴/۱۷۶)

حدیث 3 کھجور سے افطار کرنا سنت ہے۔

(ترمذی ۱/۱۴۹ عن سلمان رضی اللہ عنہ، مشکوٰۃ ۱/۱۷۵)

حدیث 4 کھجور نہ ہونے کی صورت میں پانی سے افطار کرنا بھی سنت سے ثابت ہے۔

(ترمذی ۱/۱۴۹، مشکوٰۃ ۱/۱۷۵)

حدیث 5 روزہ دار کو افطار کرانا بھی سنت سے ثابت ہے۔

(بیہقی فی شعب الایمان ۳/۴۱۸، حدیث ۳۹۵۳، مشکوٰۃ ۱/۱۷۵)

حدیث 6 روزہ کی حالت میں بھی مسواک کرنا سنت ہے۔

(ترمذی ۱/۱۵۴، ابوداؤد ۱/۳۲۲، مشکوٰۃ ۱/۱۷۶)

حدیث 7 افطار میں جلدی کرنا۔

(بخاری ۱/۲۶۳، مسلم ۱/۳۵۱، مشکوٰۃ ۱/۱۷۵، ترمذی ۱/۱۵۰، مصنف عبدالرزاق ۴/۱۷۶)

حدیث 8 افطار کرتے وقت یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ))

''اے اللہ میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے دیئے ہوئے رزق سے افطار کیا۔''

(ابوداؤد ۱/۳۲۲ عن معاذ بن زہرہ، مشکوٰۃ ۱/۱۷۵)

حدیث 9 افطار کے وقت یہ کلمات کہنا بھی سنت سے ثابت ہے:

((ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰہ))

''پیاس جاتی رہی، رگیں تر ہوگئیں اور ثواب طے ہوچکا انشاء اللہ''

(سنن الدار قطنی ۲/۱۶۴، ابوداؤد ۱/۳۲۱، مشکوٰۃ ۱/۱۷۵، مستدرک حاکم ۱/۵۸۴)

حدیث 10 رمضان میں بیس رکعات تراویح کی دس سلاموں سے پڑھنا سنت ہے۔ (المراقی مع الحاشیہ ۴۱۱، مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۱۶۵ عن عبدالعزیز، السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۶۹۹)

حدیث 11 ہر چار رکعت کے بعد بیٹھنا مستحب ہے۔

(المراقی مع الحاشیہ ۴۱۴، الدر مع الرد ۲/۴۳۳)

حدیث 12 تراویح میں قرآن کریم کم از کم ایک مرتبہ ختم کرنا سنت ہے۔

(درمختار مع الشامی ۲/۴۳۳، حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی ۴۱۴)

حدیث 13 رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مسجد جماعت میں اعتکاف کرنا سنتِ کفایہ ہے۔ (الطحطاوی علی المراقی ۷۰۰، اشرفیہ دیوبند)

صیامِ مسنون

1. عاشورہ کا روزہ رکھنا مسنون ہے۔ (یعنی محرم کی ۹، ۱۰ یا ۱۰، ۱۱ تاریخ کو روزہ رکھنا۔)
(المراقی مع الحاشیۃ ۶۳۹ اشرفیہ، مشکوۃ ۱۷۹/۱، مسلم، ترمذی شریف ۱۵۸/۱)
2. ہر مہینہ تین روزے رکھنا۔ اگر یہ تین روزے ایامِ بیض (۱۳، ۱۴، ۱۵) میں رکھے جائیں تو مستحب ہے۔ (المراقی مع حاشیۃ ۶۳۹ اشرفیہ، مشکوۃ ۱۸۰ عن ابی ذر رضی اللہ عنہ، ترمذی ۱۵۹/۱)
3. پیر اور جمعرات کے دن بھی روزہ رکھنا مسنون و مستحب ہے۔
(المراقی مع الحاشیۃ ۶۳۹ اشرفیہ، مشکوۃ ۱۷۹/۱ عن عائشہ، ترمذی شریف ۱۵۷/۱)
4. شوال کے چھ روزے رکھنا بھی مسنون و مستحب ہے۔
(المراقی مع الحاشیۃ ۶۳۹ اشرفیہ، مشکوۃ ۱۷۹/۱، ترمذی شریف ۱۵۸/۱)
5. پندرہویں شعبان کو روزہ رکھنا مستحب ہے۔ (ابن ماجہ ۹۹/۱ علی رضی اللہ عنہ)
6. ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے نویں تاریخ تک روزہ رکھنا۔ اور دسویں کی رات میں جاگ کر عبادت کرنا مستحب یعنی اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہے۔
(عالمگیری ۲۸/۱، درمختار ۲۴/۲، ترمذی ۱۵۸/۱)
7. یوم عرفہ کو روزہ رکھنا۔ (مشکوۃ ۱۷۹/۱، ابوداؤد ۲۳۱/۱)

حج کے فرائض

1. احرام باندھنا
2. وقوفِ عرفات
3. طوافِ زیارت

واجباتِ حج

1. میقات سے احرام باندھنا
2. صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا
3. زوال آفتاب سے سورج ڈوبنے کے ذرا دیر بعد تک عرفات میں وقوف کرنا
4. وقوفِ مزدلفہ
5. سر منڈوانا
6. رمی جمار
7. طوافِ وداع
8. طوافِ زیارت
9. رمی جمار کو ذبح پر مقدم کرنا
10. ہدی کا ذبح کرنا
11. ہدی کے ذبح کو حلق پر مقدم کرنا
12. ہدی کو ایام نحر میں ذبح کرنا

حج کی سنتیں

حدیث 1 مفرد، آفاقی اور قارن کو طوافِ قدوم کرنا۔
(مسلم ۴۰۵/۱ باب استحباب طواف القدوم للحاج، مشکوۃ ۲۲۶/۱)

حدیث 2 طوافِ قدوم میں رمل کرنا۔ اگر اس میں نہ کیا ہو تو پھر طوافِ زیارت یا طواف وداع میں رمل کرنا۔ (مسلم ۴۱۱/۱، مشکوۃ ۲۲۶/۱، ترمذی ۱۷۴/۱)

حدیث 3 امام کا تین مقام پر خطبہ پڑھنا:
1. ساتویں ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں (نسائی ۳۴/۲)
2. نویں ذی الحجہ کو عرفات میں (مسجد نمرہ میں قبل جمع صلوتین نہ کہ وقوفِ عرفات پر)
3. گیارہویں کو منیٰ میں (نسائی ۳۶/۲، حاکم ۶۳۲/۱)

حدیث 4 نویں ذی الحجہ کی رات منیٰ میں قیام کرنا۔
(معلم الحجاج ۹۰، دین کی باتیں ۲۴۹، مستدرک حاکم ۶۳۲/۱)

حدیث 5 طلوعِ آفتاب کے بعد نویں ذی الحجہ کو منیٰ سے عرفات کو جانا۔
(معلم الحجاج ۹۰، مستدرک حاکم ۱/۶۳۲)

حدیث 6 عرفات سے امام کے چلنے کے بعد چلنا۔ (معلم الحجاج ۹۰)

حدیث 7 مزدلفہ میں عرفات سے واپس ہوتے ہوئے رات کو ٹھہرنا۔
(مشکوٰۃ ۲۳۰، حاکم ۱/۶۳۲)

حدیث 8 عرفات میں غسل کرنا۔ (معلم الحجاج ۹۰)

حدیث 9 ایامِ منیٰ میں رات کو منیٰ میں رہنا۔ (ترمذی، دین کی باتیں ۲۵۰، معلم الحجاج ۹۰)

حدیث 10 منیٰ سے واپس ہوتے ہوئے محصب میں ٹھہرنا اگرچہ ایک لحظہ (یعنی چند منٹ) ہی ہو۔
(بخاری ۱/۲۳۸، مسلم ۱/۴۲۲، مشکوٰۃ ۱/۲۳۴، ترمذی ۱/۱۸۵، معلم الحجاج ۹۰، دین کی باتیں للتھانوی ۲۴۹)

حدیث 11 پانچ نمازیں منیٰ میں پڑھنا۔
(ترمذی شریف ۱/۱۷۷، مستدرک حاکم ۱/۶۳۲، ۱۶۹۴)

حدیث 12 مکہ سے منیٰ کی جانب آٹھویں تاریخ کو نمازِ فجر کے بعد نکلنا۔
(دین کی باتیں للتھانوی ۲۴۹)

حدیث 13 احرام باندھنے کے وقت غسل کرنا۔ (مستدرک حاکم ۱/۶۱۶ رقم ۱۶۳۹)

حدیث 14 حج کی سنتوں میں یہ بھی ہے کہ احرام اشہرِ حرام میں باندھا جائے۔
(قالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ، مستدرک حاکم ۱/۶۱۶ رقم ۱۶۴۲)

حج کے مستحبات

1. سفرِ حج کی ایک قربانی کرنا۔ (دین کی باتیں للتھانوی ۲۵۰)
2. مکہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا۔

(بخاری ۱/۲۱۴ باب اغتسال عند دخول مکۃ، حاکم ۱/۶۱۷، ترمذی ۱/۱۷۴، مسلم ۱/۴۱۰، مشکوٰۃ ۱/۲۲۶)

3. مزدلفہ میں جانے کے وقت غسل کرنا۔
(مستدرک حاکم ۱/۶۱۵ رقم ۱۶۳۸، دین کی باتیں للتھانوی ۲۵۰)

عمرے کا طریقہ

احرام کی تیاری:

سر کے بال سنواریں، خط بنوائیں، مونچھیں کتریں، زیرِ ناف اور بغل کے بال صاف کریں۔

غسل:

احرام کی نیت سے غسل کریں، ورنہ وضو کریں۔

احرام کی چادریں:

اب مرد ایک سفید چادر باندھیں اور ایک اوڑھیں اور جوتے اتار کر ہوائی چپل پہنیں۔ خواتین کا احرام ان کا وہ مقامی لباس ہے جو شرعی تقاضوں کو پورا کرتا ہو۔

نفل نماز:

سر ڈھانک کر دو رکعت نفل ادا کریں۔

مشورہ:

ہوائی جہاز سے جانے کی صورت میں نیت و تلبیہ کے سوا باقی کام گھر یا ائرپورٹ پر

کریں اور جب ہوائی جہاز فضا میں بلند ہو جائے اس وقت نیت اور تلبیہ پڑھیں۔

عمرے کی نیت:

اب اپنا سر کھولیں اور عمرے کی نیت کریں:

''اے اللہ! میں آپ کی رضا کی خاطر عمرے کا ارادہ کرتا ہوں، آپ اس کو میرے لیے آسان کر دیجیے اور قبول کر لیجیے۔''

تلبیہ:

نیت کرتے ہی تین بار تلبیہ پڑھیں:

((لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ))

دعا:

اس کے بعد درود شریف پڑھ کر یہ دعا مانگیں کہ اے اللہ! میں آپ کی رضا اور جنت مانگتا ہوں اور آپ کی ناراضگی اور دوزخ سے پناہ چاہتا ہوں اور اس موقع پر سرکارِ دو عالم ﷺ نے جو جو دعائیں مانگیں یا بتلائی ہیں وہ بھی مانگتا ہوں، وہ سب میری طرف سے قبول کر لیجیے۔

احرام کی پابندیاں:

احرام کی نیت کر لینے کے بعد، خوشبو لگانا، مل مل کر نہانا، خوشبودار صابن استعمال کرنا، ناخن کاٹنا، میاں بیوی کے تعلقات قائم کرنا، بوس و کنار کرنا، میاں بیوی کا آپس میں

شہوت کی بات کرنا، گالم گلوچ کرنا، مرد و عورت کا اپنے چہرے پر کپڑا لگانا، مرد کا اپنے سر کو ڈھانپنا، یہ سب ممنوعاتِ احرام میں سے ہیں، ان سے پرہیز کرنا چاہیے۔

کعبۃ اللہ پر پہلی نظر:

جب حرم شریف میں داخل ہوں تو دعا پڑھیں اور اعتکاف کی نیت کر لیں، نیز کسی یکسوئی کی جگہ کھڑے ہو کر جو بھی دعا اللہ تعالیٰ سے کریں گے اللہ تعالیٰ قبول فرمالیں گے۔

طواف کی تیاری:

مرد حضرات چادر داہنی بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالیں اور داہنا کندھا کھلا رہنے دیں، طواف باوضو کریں۔

طواف کی نیت:

اب خانہ کعبہ کے سامنے جس طرف حجر اسود ہے اس طرف اس طرح کھڑا ہو کہ پورا حجر اسود آپ کی دائیں طرف رہ جائے پھر بغیر ہاتھ اٹھائے طواف کی نیت کریں: ''اے اللہ! میں آپ کی رضا کے لیے عمرے کا طواف کرتا ہوں، آپ اس کو میرے لیے آسان کر دیجیے اور قبول کر لیجیے''۔ پھر قبلہ رو ہی دائیں طرف کھسک کر بالکل حجر اسود کے سامنے آ جائیں اور دونوں ہاتھ اپنے کانوں تک اٹھائیں اور ہتھیلیوں کا رخ حجر اسود کے سامنے آ جائیں اور دونوں ہاتھ اپنے کانوں تک اٹھائیں اور ہتھیلیوں کا رخ حجر اسود کی طرف کریں اور کہیں:

((بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ))

اور دونوں ہاتھوں کو چھوڑ دیں۔

استلام:

پھر استلام کریں، یا استلام کا اشارہ کریں اور یہ پڑھیں:

((بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ))

اور دونوں ہتھیلیاں چوم لیں۔

طواف شروع کریں:

استلام کے بعد دائیں طرف مڑ کر طواف شروع کریں۔

ہدایت:

حجر اسود، رکن یمانی اور ملتزم پر اکثر خوشبو لگی ہوتی ہے، اس لیے حالتِ احرام میں ان کو ہاتھ نہ لگائیں، ان سے دور ہی رہیں، ورنہ دم وغیرہ کا خطرہ ہے۔

تاکید:

حجر اسود کے استلام یا اشارے کے سوا دورانِ طواف خانہ کعبہ کی طرف سینہ یا پشت کرنا جائز نہیں ہے، اس کا خصوصی خیال رکھیں۔

رمل:

اکڑ کر، شانے ہلاتے ہوئے، قریب قدم رکھ کر، قدرے تیزی سے چلے اور صرف پہلے تین چکروں میں اس طرح چلے، باقی چکروں میں حسب معمول چلیں۔

استلام یا اشارہ:

ہر چکر کی ابتدا میں اگر بآسانی ممکن ہو تو حجر اسود کا استلام کرے، ورنہ اشارہ کرے اور ہتھیلی چوم لے۔

طواف ختم:

سات چکر پورے ہونے پر، آٹھویں بار حجر اسود کا استلام یا اس کا اشارہ کر کے طواف ختم کرے۔

اضطباع موقوف:

سات چکر مکمل ہونے کے بعد اب دونوں کندھے ڈھانک لیں۔

واجب الطواف:

اب حرم میں کسی بھی جگہ دو رکعت واجب الطواف ادا کریں۔

زمزم پینا:

زمزم پییں اور دعا کریں۔

سعی:

سعی کرنے کے لیے حجر اسود کا نواں استلام یا اشارہ کرے اور صفا کی طرف روانہ ہو جائے، سعی باوضو سنت ہے، سعی کے لیے نیت بھی ضروری ہے: ''اے اللہ! میں آپ کی رضا کے لیے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتا ہوں، اس کو میرے واسطے آسان کر دیجیے، اور قبول فرما لیجیے اور حمد و ثنا کے بعد دعا کرے۔''

مروہ کی طرف روانگی:

صفا سے اتر کر مروہ کی طرف چلیں، جب سبز لائٹوں کے نیچے سے گزریں تو مرد حضرات دوڑیں، عورتیں اپنی رفتار سے چلیں اور یہ دعا کریں:

((رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ))

مروہ پر پہنچ کر:

پھر مروہ پر پہنچ کر قبلہ رخ ہو کر دعا کرے، یہ ایک چکر ہوا، دوسرا صفا پر اور تیسرا چکر مروہ پر مکمل ہوگا۔

سعی کا اختتام:

اس طرح ساتواں چکر مروہ پر ختم ہوگا، ہر چکر میں مرد حضرات سبز ستونوں کے درمیان دوڑیں گے، لیکن خواتین نہیں دوڑیں گی۔

نفل شکرانہ:

اگر مکروہ وقت نہ ہو تو شکرانے کے دو رکعت نفل حرم میں ادا کریں۔

حلق یا قصر:

سعی کے بعد مرد سارے سر کے بال منڈوائیں اور عورتیں سارے سر کے بال انگلی کے ایک پورے کی لمبائی سے کچھ زیادہ کتریں اور یقین حاصل کریں کہ کم از کم چوتھائی سر کے بال کتر چکے ہیں۔

عمرہ مکمل:

حلق یا قصر کے بعد عمرہ مکمل ہو گیا، احرام کی پابندیاں ختم ہو گئیں، اب نہا دھو کر کپڑے بدل لیں اور گھر بار کی طرح رہیں، دل و جان سے اللہ کا شکر ادا کریں کہ اس نے عمرے کی سعادت بخشی۔

حج کے پانچ دن ایک نظر میں

حج کا پہلا دن:

آٹھ ذی الحجہ، حج کا پہلا دن ہے، اس دن کا کام یہ ہے کہ مکۃ المکرمہ سے فجر کی نماز کے بعد منیٰ کے لیے روانہ ہو جائیں اور منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب اور عشا اور نویں ذی الحجہ کی فجر کی نماز ادا کریں۔

حج کا دوسرا دن:

حج کا دوسرا دن نویں ذی الحجہ ہے، اس دن فجر کی نماز کے بعد جب سورج طلوع ہو جائے تو منیٰ سے عرفات کے لیے روانہ ہو جائیں۔

عرفات کا خاص عمل:

''تفسیر درمنثور'' میں بیہقی کے حوالے سے اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ کے تحت ایک حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی منقول ہے اور بیہقی نے حدیث پوری نقل کرنے کے بعد کہا ہے: وَلَيْسَ اِسْنَادُهٗ مَنْ يُّنْسَبُ اِلَى الْوَضْعِ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو

مسلمان عرفہ کے دن میدان عرفات میں قبلہ رخ ہوکر

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)) (سومرتبہ)

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ o اَللّٰهُ الصَّمَدُ o لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ o وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ o﴾ (سومرتبہ)

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَّعَلَيْنَا مَعَهُمْ)) (سومرتبہ)

پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے: اے میرے فرشتو! اس بندے کی کیا جزا ہے جس نے میری تسبیح وتہلیل، تکبیر وتعظیم، تعریف وثنا کی اور میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا؟ اے میرے فرشتو! تم گواہ رہو میں نے اس کو بخش دیا اور اس کی شفاعت قبول کی اور اگر وہ اہل عرفات کے لیے شفاعت کرتا تو بھی قبول کرتا۔ (درمنثور: ۲/۴۲۸)

اور عرفات میں ظہر اور عصر دونوں نمازوں کو ظہر کے وقت میں ایک ساتھ ادا کریں گے اور عرفات کے مناسک سے فارغ ہوکر سورج غروب ہونے کے بعد مزدلفہ کے لیے روانہ ہوجائیں گے اور مغرب اور عشاء کی نماز مزدلفہ کے راستے میں ادا نہیں کریں گے، بلکہ دونوں نمازوں کو مزدلفہ میں آکر عشاء کے وقت میں ایک ساتھ جمع کرکے ادا کریں گے اور رات مزدلفہ میں گزاریں گے۔

حج کا تیسرا دن:

حج کا تیسرا دن دسویں ذی الحجہ ہے، اس دن بہت سارے کام کرنے ہیں اور اس دن مناسکِ حج میں سے چار واجبات اور ایک فرض، کل پانچ امور ادا کرنے ہیں:

1. مزدلفہ میں فجر کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے وقوف کرنا اور سورج طلوع ہونے سے ذرا پہلے منیٰ کے لیے روانہ ہوجانا ہے۔
2. منیٰ میں آکر سب سے پہلے جمرۂ عقبہ کی رمی کرنا، اور جمرۂ عقبہ کا وقت دسویں ذی الحجہ کو سورج طلوع ہونے کے بعد سے زوال تک افضل ہے اور زوال سے لے کر رات کی صبح صادق تک پہلے دن کی رمی جائز ہے۔
3. اگر متمتع یا قارن ہے تو رمی کے بعد قربانی بھی کرنا ہے۔
4. اگر متمتع یا قارن نہیں ہے تو جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد سر کے بال اتارنا ہے اور اگر قارن یا متمتع ہے تو قربانی کے بعد سر کے بال اتارنا ہے۔
5. حج کا اہم ترین رکن اور فرض، طوافِ زیارت ہے، اگر دسویں ذی الحجہ کو وقت میں گنجائش ہو تو طوافِ زیارت بھی کرنا ہے اور اگر اس دن گنجائش نہ ہو تو گیارہویں یا بارہویں تاریخ تک مؤخر کرنے کی بھی گنجائش ہے، مگر بارہویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے طواف سے فارغ ہوجانا واجب ہے اور دسویں ذی الحجہ گزار کر دو راتیں منیٰ میں آکر گزارنا مسنون ہے۔

حج کا چوتھا دن:

حج کا چوتھا دن گیارہویں ذی الحجہ ہے۔ اس دن کی ذمہ داری صرف ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کی جائے اور زوال سے پہلے اس دن جمرات کی رمی کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ زوال کے بعد سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے کرلینا ضروری ہے اور سورج غروب ہونے کے بعد وقت مکروہ شروع ہوجاتا ہے، البتہ اگر بھیڑ کی وجہ سے دن میں رمی نہ کرسکے تو سورج غروب ہونے کے بعد صبح طلوع ہونے سے

پہلے تک رمی کرنا بلا کراہت جائز ہو جاتا ہے اور اگر دوسرے دن کی صبح طلوع ہو جانے تک رمی نہیں کی پھر دم واجب ہو جائے گا اور اس دن بھی رات منیٰ میں گزارنی ہے۔

حج کا پانچواں دن:

حج کا پانچواں دن بارہویں ذی الحجہ ہے، اس دن بھی زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی اسی طرح کرنا ہے جس طرح گیارہویں تاریخ کو کی تھی، لیکن بارہویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے رمی سے فارغ ہو جانا ضروری ہے اور اگر ازدحام کی وجہ سے رات میں رمی کی جائے تب بھی گنجائش ہے اور بارہویں تاریخ کو رمی سے فارغ ہونے کے بعد سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے منیٰ سے روانہ ہو جانے کا اختیار ہے، لیکن اگر سورج غروب ہو جائے تو حکم یہ ہے کہ تیرہویں تاریخ کے لیے بھی منیٰ میں رک جائے اور اگر رات میں منیٰ سے روانہ ہو جانا چاہے تب بھی جائز ہے، لیکن مکروہ ہے اور اگر تیرہویں تاریخ کی صبح صادق ہو جائے تو پھر منیٰ سے تیرہویں تاریخ کی رمی کیے بغیر روانہ ہونا جائز نہیں ہے۔ اگر روانہ ہو جائے گا تو دم واجب ہو جائے گا اور تیرہویں تاریخ کو بھی زوال کے بعد ہی رمی کرنا لازم ہے، مگر غروب سے پہلے پہلے رمی سے فارغ ہونا واجب ہے اور تیرہویں تاریخ کو غروب کے بعد رمی جائز نہیں ہے اور رمی کا وقت ختم ہو جاتا ہے، اب دم دینے کے علاوہ کوئی حیلہ نہیں۔

اب منیٰ کے مناسک ختم ہو جانے کے بعد حاجی کے اوپر حج کا کوئی کام باقی نہیں رہتا، اب گھر واپس آتے وقت آفاقی (وہ شخص جو غیر مکی ہو) آدمی کے اوپر صرف طوافِ وداع واجب ہے اور اہل مکہ پر یہ طواف واجب نہیں۔

باب:8



روزمرہ کے معمولات

باب :8

روزمرہ کے معمولات

کھانے کی سنتیں

حدیث 1 دسترخوان بچھانا۔ (بخاری ۲/۸۲۰)

حدیث 2 دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھونا۔

(ترمذی ۲/۶، مشکوۃ کتاب الاطعمۃ ۴۲۰۸)

حدیث 3 بسم اللہ پڑھنا۔

(بخاری باب التسمیۃ علی الطعام حدیث ۵۳۷۶ ص ۲/۸۱۰، مسلم ۲/۱۷۲، ابوداؤد ۲/۲۲۸، ترمذی ۲/۱۷۲، امداد الباری ۲/۱۹۴، کنز الدعاء ۲/۵۸)

یا یہ دعا پڑھے:

((بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى وَبَرَكَةِ اللّٰهِ)) (مستدرک حاکم کتاب الاطعمۃ ۴/۱۲۰، کنز الدعاء ۵۸)

''میں نے اللہ کے نام سے اور اس کی برکت سے کھانا شروع کیا۔''

حدیث 4 داہنے ہاتھ سے کھانا۔

(بخاری کتاب الاطعمۃ باب التسمیۃ علی الطعام عن عمرو بن ابی سلمۃ ۲/۸۱۰ حدیث ۵۳۷۶، مسلم ۲/۱۷۲، مشکوۃ کتاب الاطعمۃ حدیث ۴۱۵۹، ترمذی شریف ۲/۲)

حدیث 5 کھانے کی مجلس میں جو شخص سب سے زیادہ بزرگ اور بڑا ہو اس سے کھانا شروع کرانا۔ (مسلم عن حذیفہ ۲/۱۷۱)

حدیث 6 کھانا ایک قسم کا ہو تو اپنے سامنے سے کھانا۔

(بخاری حدیث ۵۳۷۶ ص ۲/۸۱۰، کتاب الاطعمۃ علی الطعام عن عمرو بن ابی سلمۃ رضی اللہ عنہ، مشکوۃ ۴۱۵۹ کتاب الاطعمۃ)

حدیث 7 اگر کوئی لقمہ گر جائے تو اٹھا کر صاف کر کے کھا لینا۔

(مسلم عن جابر رضی اللہ عنہ کتاب الاشربۃ باب استحباب لعق الاصابع حدیث ۲۰۳۳، ترمذی ۲/۲)

حدیث 8 ٹیک لگا کر نہ کھانا۔

(شمائل ترمذی ۹، ابوداؤد، بخاری ۸۱۲ کتاب الاطعمۃ باب الاکل متکئاً حدیث ۵۳۹۸، ترمذی شریف ۲/۵)

حدیث 9 کھانے میں کوئی عیب نہ نکالنا۔

(بخاری ۲/۸۱۴ کتاب الاطعمۃ باب ما عاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم طعاماً حدیث ۵۴۰۹)

حدیث 10 جوتا اتار کر کھانا۔ (کنز العمال ۱۹/۱۷۲، مجمع الزوائد ۵/۲۷)

حدیث 11 کھانے کے وقت اکڑوں بیٹھنا کہ دونوں گھٹنے کھڑے ہوں اور سرین زمین پر ہو، یا ایک گھٹنا کھڑا ہو اور دوسرے گھٹنے کو بچھا کر اس پر بیٹھے یا دونوں گھٹنے زمین پر بچھا کر قعدہ کی طرح بیٹھے اور آگے کی طرف ذرا جھک کر بیٹھے۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ)

حدیث 12 کھانے کے برتن، پیالے و پلیٹ کو صاف کرنا۔ پھر برتن اس کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب استحباب لعق الاصابع حدیث ۲۰۳۳، ترمذی ۲/۲)

حدیث 13 کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنا۔

(بخاری ۸۲۰ کتاب الاطعمۃ باب لعق الاصابع و مصہا حدیث ۵۴۵۶ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ترمذی شریف ۲/۲)



کھانے پینے کے بعد کی دعائیں

حدیث 14 حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا کھاتے یا پانی پیتے تو یہ پڑھتے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ))

''سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھانا کھلایا پلایا اور مسلمان بنایا۔''

(مشکوۃ، ابوداؤد ۲/۱۸۲، ترمذی ۲/۱۸۴، ابن ماجہ ۲/۲۲۶)

حدیث 15 پہلے دسترخوان اٹھوانا اور پھر خود اٹھنا۔

(رواہ ابن ماجہ نقلاً عن المشکوۃ ۲/۳۷۰)

حدیث 16 دونوں ہاتھوں کو دھونا۔ (مشکوۃ کتاب الاطعمۃ حدیث ۴۲۰۸ ۲/۲۴۶)

حدیث 17 کلی کرنا۔ (بخاری، ترمذی ۲/۶، مشکوۃ حدیث ۴۲۰۸)

حدیث 18 اگر کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو یہ دعا پڑھے:

((بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ))

''اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں کھانے کے اول بھی کھانے کے آخر بھی۔''

(مستدرک حاکم ۴/۱۰۸، ابوداؤد ۲/۱۷۳، ترمذی شریف ۸/۲)

حدیث 19 اگر کھانا کسی اور نے کھلایا ہو مثلاً دعوت میں کھایا ہو یا کوئی گھر لے کر آیا ہو تو کھانے کے بعد اسے یہ دعا دینا مسنون ہے:

((اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ)) (مسلم ۲/۱۸۴)

''اے اللہ جس نے مجھے کھلایا تو اسے کھلا اور جس نے مجھے پلایا تو اسے پلا۔''

حدیث 20 میت کے رشتہ داروں یعنی میت کے گھر کے افراد کو کھانا دینا مسنون

ہے۔ (ابن ماجہ ۱۱۶، مصنف عبدالرزاق)

حدیث 21 تین انگلیوں سے کھانا سنت ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب استحباب لعق الاصابع حدیث ۲۰۳۱، شمائل ترمذی ۹)

حدیث 22 سرکہ استعمال کرنا سنت ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب فضیلۃ الخل والتادم بہ حدیث ۲۰۵۲، ترمذی ۲/۵)

حدیث 23 دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کھائے پئے تو یہ کہہ لے تو پھر اس سے کوئی بیماری نہ ہوگی:

((بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ)) (دیلمی، امداد الباری شرح بخاری ۲/۱۹۵)

حدیث 24 زمین اور فرش پر کھانا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد ۵/۲۷)

حدیث 25 کھانے کے بعد خلال کرنا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد ۵/۳۳)

حدیث 26 جمعہ کے دن جمعہ کے بعد کھانا سنت ہے۔ (بخاری ۲/۸۱۳، ترمذی ۲/۶۹)

حدیث 27 دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولہ سنت ہے۔

(شعب الایمان ۵/۱۸۲، اتحاف ۲/۱۴۳)

حدیث 28 کھانے پینے کی چیزوں میں اگر مکھی گر جائے تو اسے ڈبودو، پھر نکال کر پھینک دو۔ (بخاری، ابوداؤد، سیرت خیر العباد ۷/۲۷۶)

نوٹ: اگر کھانا یا چائے گرم ہو تو وہ کھانا یا چائے استعمال نہ کیا جائے۔ مذکورہ حکم ٹھنڈی چیزوں کے بارے میں ہے۔

حدیث 29 نمکین کھانے سے ابتداء اور انتہا مسنون ہے۔

(مطالب عالیہ ۲/۳۱۵، ابن ماجہ ۲/۲۴۲)



حدیث 30 انگلیاں تین مرتبہ چاٹنا سنت ہے۔

حدیث 31 بعض روایت میں وارد ہوا ہے آپ ﷺ پہلے بیچ کی پھر شہادت کی پھر انگوٹھا چاٹا کرتے تھے۔(حاشیہ جمع الوسائل ۱۸۹، عینی ۲۱/۷۶)

حدیث 32 کھانے کے بعد ہاتھ پونچھنا مسنون ہے۔(مسلم ۲/۱۷۵)

حدیث 33 اگر ہاتھ میں چکناہٹ ہو تو انگلیاں چاٹنے کے بعد پیروں اور بازوؤں پر ملنا بھی مستحب ہے۔(بخاری ۲/۸۲۰)

فائدہ: ہاتھ پونچھنے کے لیے کپڑے اور رومال کا استعمال بھی درست ہے۔ مستحب ہے کہ چاٹنے کے بعد ہاتھ صاف کرے۔(شرح مسلم ۲/۱۷۵)

حدیث 34 لگن میں ہاتھ دھونا درست ہے جس برتن میں کھایا ہو اس میں ہاتھ دھونا بے ادبی ہے۔ (اتحاف ۵/۲۲۹)

حدیث 35 غیر مسلم کے ہاتھ کی بنی ہوئی چیزیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس پنیر لایا گیا اور کہہ دیا گیا کہ یہ مجوسی کا بنایا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بسم اللہ پڑھو اور کھاؤ۔

(مطالب عالیہ ۲/۲۲۱)

کھانے کا خلافِ سنت طریقہ

حدیث 1 میز یا ٹیبل پر کھانا خلافِ سنت ہے۔(مجمع الزوائد ۵/۲۷، سیرۃ ۷/۲۶۷)

حدیث 2 کرسی پر کھانا بدعت اور مکروہ تحریمی ہے۔

(عمدۃ القاری ۳۴، جمع الوسائل ۱۹۶، خصائل ۱۱۷)

حدیث 3 ٹیک لگا کر کھانا خلافِ سنت ہے۔

(سیرۃ الشامی ۷/۲۶۳، ابن ماجہ ۲/۲۳۳، کنز العمال ۱۹/۱۷۰)

حدیث 4 چہار زانو بیٹھ کر کھانا خلافِ سنت اور ممنوع ہے۔(زاد المعاد ۱/۵۴)

حدیث 5 کھڑے ہو کر کھانا خلافِ سنت اور ممنوع ہے۔(شمائل کبریٰ ۱/۸۲)

حدیث 6 بازار میں کھانا ممنوع ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بازار میں کھانا بے حیائی ہے۔ (مجمع الزوائد ۵/۲۷، مطالب عالیہ ۲/۳۲۷)

حدیث 7 جوتے پہن کر کھانا خلافِ سنت ہے۔

(دارمی، کنز العمال ۱۹/۱۷۲، مجمع الزوائد ۵/۲۷)

حدیث 8 تیز گرم کھانا خلافِ سنت اور ممنوع ہے۔

(کنز العمال ۱۹/۱۸۸، جمع الفوائد، مجمع الزوائد ۵/۲۲)

معتدل گرم کھانا خلافِ سنت نہیں۔ (ابن ماجہ ۲/۴۱۷)

حدیث 9 کھانا سونگھنا ممنوع ہے۔(کنز العمال ۱۹/۱۸۹)

حدیث 10 کھانے میں پھونک مارنا ممنوع ہے۔(ابن ماجہ ۲/۲۳۸، ترمذی ۲/۱۱)

حدیث 11 کھانے کے بعد منہ کے بل لیٹنا ممنوع ہے۔(ابن ماجہ ۲۵۳، ابو داؤد)

نوٹ: منہ کے بل لیٹنا ویسے بھی ممنوع ہے خصوصاً کھانا کھانے کے بعد کہ اس سے معدے پر بوجھ رہتا ہے۔ ایسی حالت میں منہ کے بل لیٹنا تکلیف دہ ہے اور معدہ و صحت کے لیے مضر ہے۔

حدیث 12 رات کو کھانا نہ چھوڑا جائے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رات کا کھانا ترک نہ کرو، خواہ ایک مٹھی کھجور ہی سہی کہ رات کا کھانا چھوڑنا بڑھاپا لاتا ہے۔

حدیث 13 کھانے کو برا کہنا اور کھانے میں عیب نکالنا خلافِ سنت اور ممنوع

ہے۔(بخاری ۲/۸۱۱)

حدیث 14 کھانا پھینکنا ممنوع ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو روٹی کا ٹکڑا پڑا پایا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اٹھایا، صاف کیا اور کھالیا۔اور فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اپنے کرم فرما کا اکرام کرو یعنی کھانے کا۔

(ابن ماجہ ۲/۲۴۹)

حدیث 15 کھانے کے فوراً بعد سونا مضر ہے۔(مواہب ۴/۳۵۶)

حدیث 16 دسترخوان پر اگر سالن سے قبل ہی روٹی آجائے تو کھانا شروع کردے سالن کا انتظار، اکرامِ روٹی کے خلاف ہے۔

(مستدرک حاکم ۴/۱۲۲ عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

پانی شربت اور دوا وغیرہ پینے کی سنتیں

حدیث 1 دائیں ہاتھ سے پینا۔

(مسلم، خصائل نبوی ۱۴۶، امداد الباری ۲/۱۹۶، ترمذی ۲/۲)

حدیث 2 بیٹھ کر پانی پینا۔(مسلم، مشکوۃ باب الاشربۃ حدیث ۴۲۶۷، ترمذی ۲/۱۰)

حدیث 3 بسم اللہ کہہ کر پینا اور پی کر الحمد للہ کہنا۔(ترمذی، حاکم ۱/۶۴۶)

آخری مرتبہ الحمد للہ کے ساتھ وَالشُّکْرُ لِلّٰہ کا بھی اضافہ کرنا۔

(نبوی لیل ونہار ۴۹، امداد الباری ۲/۱۹۶)

حدیث 4 تین سانسوں میں پینا اور سانس لیتے وقت برتن کو منہ سے الگ کرنا۔

(امداد الباری ۱/۱۹۶، شمائل ترمذی ۱۴، مشکوۃ باب الاشربۃ کتاب الاطعمۃ حدیث ۴۲۶۳، بخاری ۲/۸۴۲، نبوی لیل النہار ۴۰۹)

حدیث 5 برتن کے ٹوٹے ہوئے کنارے کی طرف سے نہ پینا۔(ابوداؤد)

حدیث 6 مشک سے منہ لگا کر پانی نہ پئیں یا کوئی بھی ایسا بڑا برتن جس سے دفعتہ پانی زیادہ آجانے کا احتمال ہو یا یہ اندیشہ ہو کہ اس میں کوئی سانپ یا بچھو وغیرہ نہ آجائے۔(بخاری ۲/۸۴۱)

حدیث 7 صرف پانی پینے کے بعد یہ دعا پڑھنا بھی مسنون ہے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَقَانَا عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِہٖ وَلَمْ یَجْعَلْہُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا))

(روح المعانی ۱۴۹)

''سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں اپنی رحمت سے میٹھا خوشگوار پانی پلایا اور اس کو ہمارے گناہوں کی وجہ سے کھاری کڑوا نہیں بنایا۔''

حدیث 8 پانی پینے کے بعد اگر دوسروں کو دینا ہے تو پہلے داہنے والے کو دیں اور اسی ترتیب سے دور ختم ہو۔(بخاری ۲/۸۴۱، شمائل ترمذی ۱۳، ترمذی ۲/۱۱)

حدیث 9 دودھ پی کر یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَزِدْنَا مِنْہُ))(ابوداؤد ۲/۱۶۸، ترمذی شریف ۲/۱۸۳)

''اے اللہ تو اس میں ہمیں برکت دے اور ہمیں اور زیادہ عطا کر۔''

حدیث 10 پلانے والے کو آخر میں پینا چاہیے۔

(کتاب الاشربۃ باب الساقی متی یشرب ابوداؤد ۳۷۲۵، ترمذی ۲/۱۱)

حدیث 11 ٹھنڈی، میٹھی چیز کھانا پینا سنت ہے۔(ترمذی ۲/۱۱)

حدیث 12 ٹھنڈے پانی کا اہتمام سنت ہے۔(مشکوۃ ۳۷۱)

حدیث 13 پانی میں شہد ملا کر پینا سنت ہے۔(مدارج النبوۃ ۱۵/۶۵)

حدیث 14 دودھ پینے کے بعد کلی کرنا مسنون ہے۔(بخاری ۲/۸۳۹)



حدیث 18 چوس کر پانی پینا مسنون ہے۔

(مجمع الزوائد ۵/۸۳، سیرۃ الشانی ۷/۳۷۵، جمع الوسائل ۲۵۳)

حدیث 16 غٹا غٹ پانی پینا ممنوع ہے۔ (جمع الوسائل ۲۵۳)

نوٹ: احیاء العلوم میں ہے کہ اس سے جگر کی بیماری ہوتی ہے۔ (احیاء العلوم ۲/۱۱)

حدیث 17 زمزم کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔ (مسلم ۲/۱۷۴، ترمذی ۲/۱۰)

نوٹ: زمزم کے کنویں یا ٹوٹی پر کھڑے ہو کر پینا زیادہ پینے کی غرض سے ہے وگرنہ یہاں پاک و ہند وغیرہ میں بیٹھ کر ہی پینا مسنون ہے۔

حدیث 18 وضو کا باقی ماندہ پانی کھڑے ہو کر پینا مسنون ہے۔ (شمائل ترمذی ۱۴)

حدیث 19 لکڑی کا پیالہ سنت ہے۔ (جمع الوسائل ۱۴۸)

کھانے پینے کی مزید سنتیں

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی کا کھانا دو کے لئے کافی ہوتا ہے اور دو کا چار کے لئے اور چار کا آٹھ کے لئے کافی ہوتا ہے۔ (مسلم)

کھانا کھانے کے بعد جب دسترخوان اٹھایا جائے تو یہ دعا پڑھے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْداً كَثِيراً طَيِّباً مباركاً فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبُّنَا)) (مشکوۃ)

''سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں ایسی تعریف جو بہت ہو، اور پاکیزہ ہو اور بابرکت ہو۔ اے ہمارے رب ہم اس کھانے کو کافی سمجھ کر یا بالکل رخصت کر کے یا اس سے غیر محتاج ہو کر نہیں اٹھا رہے۔''

بڑی پلیٹ میں کھانا سخاوت کی علامت ہے۔

ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں بیمار رہتا ہوں میری صحت کے لئے دعا فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ کھانے پینے کے وقت یہ دعا پڑھا کرو:

((بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ دَاءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ)) (کنز: ۱۵/۱۸۱)

''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ کہ نہیں کوئی بیماری نقصان نہیں دیتی اس کے نام کے ساتھ نہ زمین میں نہ آسمان میں اے زندہ و جاوید۔''

آپ ﷺ کے ہاتھ جب کھانا آتا تو آپ ﷺ اپنے سامنے سے نوش فرماتے۔ (کنز: ۷/۳۹)

جب آپ ﷺ کے موسم کا نیا پھل آتا تو آپ ﷺ اس کو بوسہ دیتے آنکھوں سے لگاتے اور یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ كَمَا اَطْعَمْتَنَا اَوَّلَهٗ فَاَطْعِمْنَا اٰخِرَهٗ))

''اے اللہ جیسا کہ تو نے (اس موسم) کے شروع میں کھلایا پس اس (موسم) کے آخر میں بھی کھلا۔'' (مسلم ۲/۲۴۸)

- آپ ﷺ خربوزہ کھجور کے ساتھ کھاتے۔ (ترمذی)
- آپ ﷺ نہ تو کھانے کی برائی بیان کرتے اور نہ تعریف فرماتے۔ (بحوالہ شمائل)
- کھانے کے لئے ہاتھ دھوتے وقت پہلے ہاتھ نوجوان دھوئے پھر بڑی عمر والے اور کھانے کے بعد پہلے بڑی عمر والے دھوئیں پھر نوجوان۔ (عالمگیری)
- ہاتھ دھوتے وقت ایک ہاتھ یا صرف ایک انگلی دھونا کافی نہیں بلکہ مکمل گٹوں تک ہاتھ دھونا سنت ہے۔ (عالمگیری)
- اصح قول کے مطابق منہ دھونا کھانے سے پہلے سنت نہیں بلکہ مستحب ہے۔ (عالمگیری)

- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کھانا نمک سے شروع کریں اس میں ساٹھ بیماریوں کی شفاء ہے۔(شامی)
- کھانے کے بعد خلال کرے اور جو چیز خلال کے دوران نکل آئے وہ پھینکنی چاہیے۔ (احیاء)
- کھانے کے بعد سورۃ قریش واخلاص پڑھے۔(احیاء العلوم)
- ہاتھ دھلوانے والا کھڑا ہو کر دھلوائے۔(آداب معاشرت)
- ہاتھ اور کلی کرتے وقت پانی آہستہ گرائے۔(احیاء:۲/۱۴)
- جب منہ سے کوئی چیز نکالنی ہو تو منہ دوسری طرف کریں۔
- کھانے میں ایسی حرکت نہ کرے جس سے لوگ گھن محسوس کریں۔(احیاء:۲/۱۴)
- مٹی کا کھانا مکروہ ہے کیونکہ یہ فرعون کے ساتھ مشابہت ہے وہ کھایا کرتا تھا۔ (الفتاوی:۴/۳۲۰)

پینے کی سنتیں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پانی پیتے تو (کبھی کبھار) دو مرتبہ سانس لیتے۔(ترمذی)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیتے وقت ہر مرتبہ بسم اللہ پڑھتے اور آخر میں شکر کرتے (یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ) پڑھتے۔(کنز:۷/۴۲)

دودھ:

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پیش کیا جاتا تو آپ فرماتے کہ یہ برکت ہے یا برکتیں ہیں۔ (کنز:۷/۴۲)

شیشہ کے گلاس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشروبات پیتے تھے۔(کنز:ص ۴۲)

مردوں کو عورتوں کا پیا ہوا نہیں پینا چاہئے۔(۵/۸۶)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے عورتوں کا پس خوردہ نہ پلاؤ۔(۵/۸۶)

نوٹ: یہ حکم غیر محرم مردوں اور عورتوں کے لئے ہے جو کہ مکروہ ہے محرم مرد و عورت کے لئے یہ حکم نہیں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیالوں کے نام:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک پیالے کا نام قمر تھا دوسرے کا ریان تھا تیسرے کا نام رمال چوتھے کا نام مغیث تھا۔(شرح مناوی:ص ۲۳۸)

ہاتھ دھونا تمام انبیاء کی سنت ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو یہ چاہتا ہے کہ اس کے گھر میں خیر زیادہ ہو۔اس کو چاہیے کہ کھانا آئے تو ہاتھ دھوئے اور جب فارغ ہو جائے تو ہاتھ دھوئے۔(ابن ماجہ:۲/۲۳۲)

لگن (چلمچی) میں ہاتھ دھونا درست ہے جس برتن میں کھایا ہو اس میں ہاتھ دھونا بے ادبی ہے۔(اتحاف:۵/۲۲۹)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بسم اللہ کہو اور ہر ایک اپنے قریب سے کھائے۔ (بخاری:ص ۸۱۰)

صرف بسم اللہ پڑھے تب بھی کافی ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا بہتر ہے۔ (عمدۃ القاری:۲/۲۸)

جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے اس کھانے میں برکت نہیں ہوتی۔ (کنز:۱۹/۱۸۰)

جب آدمی گھر میں داخل ہوتا ہے اور اللہ کا نام لیتا ہے اور کھانے پر اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے نہ سونے کی گنجائش نہ کھانے کی۔(مسلم:۲/۱۷۲)

آپ ﷺ نے فرمایا جب کھانے کے شروع میں بسم اللہ بھول جاؤ تو بعد میں پڑھ لو۔
(مجمع:۵/۲۶)

آپ ﷺ نے فرمایا اگر بسم اللہ بھول جاؤ تو یاد آنے پر اسی وقت بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَ اٰخِرَہٗ پڑھ لے۔دائیں ہاتھ سے کھانا سنت ہے۔(بخاری:ص ۸۱۰)

آپ ﷺ نے فرمایا کوئی بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ پیئے کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا پیتا ہے۔(ترغیب:۳/۱۲۸)

رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا دائیں ہاتھ سے کھاؤ اس نے (تکبراً واعراضاً کہا) میں نہیں کھا سکتا چنانچہ اس کے بعد اس کا دایاں ہاتھ شل ہوگیا۔(مسلم:۲/۱۷۲)

اپنے قریب سے کھانا سنت ہے۔(بخاری:۲/۸۱۰)

آپ ﷺ نے فرمایا جب کھانا پیش کیا جائے تو کنارے سے شروع کرو کیونکہ برکت بیچ حصہ پر نازل ہوتی ہے۔(کنزالعمال:۱۹/۱۷۶)

آپ ﷺ نے فرمایا جو برتن میں کھائے اور اسے صاف کرے تو برتن اس کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔(ابن ماجہ:۲/۲۳۴)

آپ ﷺ جب کھانا تناول فرماتے تو تین انگلیوں سے تناول فرماتے اور جب فارغ ہوجاتے تو انگلیوں کو چاٹ لیتے۔(مسلم:۲/۱۷۵)

انگلیوں کے چاٹنے کا مسنون طریقہ:

آپ ﷺ پہلے بیچ کی پھر شہادت کی پھر انگوٹھا چاٹا کرتے تھے۔
(حاشیہ جمع الوسائل:ص ۱۸۹)

انگلیاں تین مرتبہ چاٹنا سنت ہے تین انگلیوں سے کھانا سنت ہے۔(مسلم:۲/۱۷۵)

آپ ﷺ نے پانچ انگلیوں سے بھی کھایا ہے۔(فتح الباری:ص ۵۷۸)

گرے ہوئے لقمے کو اٹھا کر کھانا سنت ہے۔(مسلم:۲/۱۷۶)

شیطان کھانے کے وقت بھی آتا ہے۔(مسلم:۲/۱۷۲)

آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص دسترخوان پر گرے ہوئے ٹکڑوں کو تلاش کر کے کھائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا۔(مجمع:۷/۳۷)

آپ ﷺ نے فرمایا جو کسی برتن میں کھائے پھر اس کو خوب صاف کرے تو برتن اس کو دعا دیتا ہے کہ اے اللہ جس طرح اس نے مجھے شیطان سے آزاد کیا اللہ تعالیٰ آپ اسے جہنم سے آزاد کردیجئے۔(مشکوٰۃ:ص ۳۶۸)

دسترخوان پر کھانا سنت ہے، بلا دسترخوان بچھائے کھانا خلاف سنت ہے۔
(عمدۃ القاری:۲۱/۳۵)

زمین اور فرش پر کھانا سنت ہے۔(مجمع الزوائد:۵/۲۷)

لباس کے متعلق ہدایات وسنتیں

((عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُھْرَۃٍ فِی الدُّنْیَا اَلْبَسَہُ اللّٰہُ ثَوْبَ مُذِلَّۃٍ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ))

(السنن للامام ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب من شھرۃ من الثیاب، ص:۲۶۹۳، رقم:۳۶۰۶، والمسند



الامام احمد، ج:۲ص:۱۳۹، ولسنن للامام ابی داود، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة ص:۱۵۱۸، رقم:۴۰۲۹)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں شہرت (اور دکھاوے) کے لئے کپڑا پہنے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائیں گے۔''

لباس بھی خدائے قادر و مطلق کی عظیم نعمت ہے۔ لباس پہننے کے بعد چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق لباس پہنیں تو یہ لباس پہننا بھی عبادت میں شمار ہوگا۔ تکبر، دکھاوا اور غیروں کے طریقے کا لباس پہننا قابل مذمت اور قابل نفرت ہے۔ حدیث بالا میں تکبر و غرور کی مذمت فرمائی گئی، جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتیاں عمدہ ہوں اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ))

(الصحیح اللام، مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، ج:۱۔ص۹۳، رقم:۹۱)

''بے شک اللہ تعالیٰ جمیل ہیں اور جمال (خوبصورتی) کو پسند کرتے ہیں۔''

ایک روایت میں ہے

((اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ يُحِبُّ اللُّطَافَةَ))

''بے شک اللہ تعالیٰ لطیف ہیں اور لطافت کو پسند کرتے ہیں۔''

چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفود کے آنے پر ان کے لئے زینت و تجمل فرماتے اور جمعہ و عیدین کے لئے بھی آرائش فرماتے اور اس کے لئے مستقلاً جدا لباس محفوظ رکھتے تھے۔

(اسوہ رسول اکرم، ص ۱۱۳)

معلوم ہوا کہ اچھا لباس سنت ہے لہٰذا عمدہ لباس پہن کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق استعمال کرے تو اللہ تعالیٰ بندے کے اس عمل سے خوش ہوتے ہیں کیونکہ یہ نعمت اللہ نے بندوں کے واسطے اتاری ہے، قرآن مجید میں ایک مقام پر فرمایا کہ تمہارا لباس قدرت کی ایک عظیم نعمت ہے اس کی قدر کرو اور یہ خطاب صرف مسلمانوں کو نہیں بلکہ پوری اولاد آدم کو ہے اور اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ستر پوشی اور لباس انسان کی فطری خواہش اور ضرورت ہے۔ بغیر کسی مذہب و ملت کے امتیاز کے سب ہی اس کے پابند ہیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾

(پارہ نمبر ۸ سورۃ الاعراف، الایت ۲۶، ۲۷)

''اے اولاد آدم ہم نے اتاری تم پر پوشاک (لباس) جو ڈھانکے تمہاری شرم گاہیں اور اتارے آرائش کے کپڑے، اور تقویٰ کا لباس سب سے بہتر ہے۔ یہ نشانیاں ہیں اللہ کی قدرت کی تاکہ وہ لوگ غور کریں۔ اے اولاد آدم علیہ السلام نہ بہکاوے تم کو شیطان جیسا کہ اس نے نکال دیا تمہارے ماں باپ کو بہشت سے، اتروائے ان سے ان کے کپڑے تاکہ دکھلاوے ان کو شرم گاہیں ان کی۔ شیطان اور اس کی قوم دیکھتی ہے تم کو جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے۔ ہم نے کر دیا شیطان کو دوست ان لوگوں کا جو ایمان نہیں لاتے۔''

لباس کے درجات ومسائل

پہلی آیت میں تین قسم کے لباسوں کا ذکر فرمایا اول:

﴿لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ﴾

یعنی ہم نے تمہاری صلاح وفلاح کے لئے ایک ایسا لباس اتارا جس سے تم اپنے قابل شرم اعضا کو چھپا سکو۔ اس کے بعد فرمایا (وریشا) ریش اس لباس کو کہا جاتا ہے جو آدمی اپنی زینت و جمال کے لئے استعمال کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ صرف ستر چھپانے کیلئے تو مختصر سا لباس کافی ہوتا ہے۔ مگر ہم نے تمہیں اس سے زیادہ لباس اس لئے عطا کیا کہ تم اس کے ذریعے زینت و جمال حاصل کر سکو اور اپنی شخصیت کو باوقار بنا سکو تو خلاصہ یہ ہوا کہ ستر پوشی انسان کیلئے پہلا انسانی اور اسلامی فرض ہے جو ہر حالت میں اس پر لازم ہے جبکہ نماز اور طواف میں بدرجہ اولیٰ فرض ہے جیسا کہ ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (پارہ ۸، سورۃ الاعراف، الایۃ ۳۱)

''اے اولاد آدم لے لو اپنی آرائش (یعنی لباس زینت) ہر نماز کے وقت۔''

اس آیت سے معلوم ہوا جیسا کے نماز میں ستر پوشی کا فرض ہونا ثابت ہوتا ہے اسی طرح بقدر استطاعت صاف ستھرا اچھا لباس اختیار کرنے کی فضیلت اور استحباب بھی ثابت ہوتا ہے بشرطیکہ تکبر و شہرت کا ارادہ شامل نہ ہو۔ ستر جس کا چھپانا انسان پر ہر حال میں اور خصوصاً نماز وطواف میں فرض ہے اس کی حد کیا ہے؟ قرآن کریم نے اجمالاً ستر پوشی کا حکم دیکر اس کی تفصیلات کو رسول اللہ ﷺ کے حوالے کیا۔ آپ ﷺ نے تفصیل کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ مرد کا ستر ناف سے لیکر گھٹنوں تک اور عورت کا سارا بدن ستر ہے صرف چہرہ،

دونوں ہتھیلیاں اور قدم مستثنیٰ ہیں۔ روایات میں یہ تفصیل مذکور ہے مرد کیلئے ناف سے نیچے کا بدن یا گھٹنے کھلے ہوں تو ایسا لباس خود بھی گناہ ہے اور نماز بھی اس سے ادا نہیں ہوتی۔ اسی طرح عورت کا سر، گردن، بازو، پنڈلی کھلی ہو تو ایسے لباس میں رہنا خود بھی ناجائز ہے اور نماز بھی ادا نہیں ہوتی۔ عورت کا چہرہ، ہتھیلیاں اور قدم جو ستر سے مستثنیٰ قرار دیئے گئے اس کے یہ معنی ہیں کہ نماز میں اس کے یہ اعضا بے پردہ ہوں تو نماز میں کوئی خلل نہیں آئے گا۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ غیر محرموں کے سامنے بھی وہ چہرہ بغیر شرعی عذر کے کھول کر پھرا کرے۔ یہ حکم تو فریضہ ستر کے متعلق ہے جس کے بغیر نماز ہی ادا نہیں ہوتی اور چونکہ نماز میں صرف ستر پوشی ہی مطلوب نہیں۔ بلکہ لباسِ زینت اختیار کرنے کا ارشاد ہے، اس لئے مرد کا ننگے سر نماز پڑھنا یا مونڈھے یا کہنیاں کھول کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، خواہ قمیص ہی نیم آستین کی ہو یا آستین چڑھائی گئی ہو بہرحال نماز مکروہ ہے۔ اسی طرح ایسے لباس میں بھی نماز مکروہ ہے جس کو پہن کر اپنے دوستوں اور عوام کے سامنے جانا قابل شرم و عار سمجھے۔ جیسے صرف بنیان بغیر کرتے کے پہننا اگرچہ پوری آستین بھی ہو، یا سر پر بجائے ٹوپی (یا رومال یا پگڑی) کے کوئی کپڑا یا چھوٹا دستی رومال باندھ لینا (یا جیسے آجکل تنکوں والی ٹوپی یا پلاسٹک کی ٹوپی جو مسجدوں میں لوگ لیکر ڈال دیتے ہیں یا انتہائی میلے کچیلے کپڑے) کہ کوئی سمجھ دار آدمی اپنے دوستوں یا دوسروں کے سامنے اس حلیہ میں جانا پسند نہیں کرتا تو اللہ رب العالمین کے دربار میں جانا کیسے پسندیدہ ہوسکتا ہے۔ سر، مونڈھے اور کہنیاں کھول کر نماز کا مکروہ ہونا آیت قرآنی کے لفظ زینت سے بھی مستفاد ہے اور رسول اکرم ﷺ کی تصریحات سے بھی ثابت ہے۔

بہرکیف حضرت آدم علیہ السلام، حضرت اماں حوا اور اغواء شیطانی کا واقعہ بیان کرنے کے

ساتھ لباس کے ذکر کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ انسان کیلئے ننگا ہونا اور قابل شرم اعضاء کا دوسروں کے سامنے کھولنا انتہائی ذلت ورسوائی اور بے حیائی کی علامت اور طرح طرح کے شر وفساد کا مقدمہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیطان کا سب سے پہلا حملہ انسان کے خلاف اسی راہ سے ہوا کہ اس کا لباس اتروا دیا اور آج بھی شیطان اپنے چیلوں کے ذریعے انسان کو گمراہ کرنا چاہتا ہے تو تہذیب وشائستگی کے نام پر سب سے پہلے اس کو برہنہ اور نیم برہنہ کر کے سرعام سڑکوں اور گلیوں میں گھماتا ہے۔ شیطان نے جس کا نام ترقی رکھ دیا ہے وہ عورت کو شرم وحیا سے محروم کر کے منظر عام پر برہنہ لے آنے کے بغیر حاصل ہی نہیں ہوتی۔ شیطان نے انسان کے اس کمزور پہلو کو بھانپ کر پہلا حملہ انسان کی ستر پوشی پر کیا تو شریعت اسلام نے جو انسان کی ہر صلاح وفلاح کی کفیل ہے، اس نے ستر پوشی کا اہتمام اتنا کیا کہ ایمان کے بعد سب سے پہلا فرض ستر پوشی کو قرار دیا۔ نماز روزہ وغیرہ سب کے سب ستر پوشی کے بعد ہیں اور اس کے بغیر ادھورے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے اس واقعہ اور قرآن کریم کے اس ارشاد سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ستر پوشی اور لباس انسان کی فطری خواہش اور پیدائشی ضرورت ہے جو اول دن سے اس کے ساتھ ہے لہٰذا آجکل کے بعض فلاسفروں کا یہ قول غلط اور بے اصل ہے کہ انسان اول ننگا پھرا کرتا تھا پھر ارتقائی منزلیں طے کرنے کے بعد اس نے لباس ایجاد کیا۔

﴿وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ط﴾ (پارہ ۸، سورۃ الاعراف، الایۃ ۲۶)

تیسرا لباس تقویٰ کا ہے اور وہ سب لباسوں سے زیادہ بہتر ہے۔ لباس تقویٰ سے مراد حضرت ابن عباس اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی تفسیر کے مطابق عمل صالح اور اللہ رب العزت کا خوف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح ظاہری لباس انسان کے قابل شرم اعضاء کیلئے

پردہ اور سردی گرمی سے بچنے اور زینت حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے اسی طرح ایک معنوی لباس عمل صالح اور اللہ رب العزت کا خوف ہے جو انسان کے اخلاقی عیوب اور کمزوریوں کا پردہ ہے اور دائمی تکلیفوں اور مصیبتوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔ اسی لیے وہ سب سے بہتر ہے۔ لباس التقویٰ کے لفظ سے اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ ظاہری لباس کے ذریعہ ستر پوشی اور زینت وتجمل وغیرہ کا اصل مقصد تقویٰ اور اللہ رب العزت کا خوف وعظمت ہے۔ جس کا ظہور اس کے لباس میں اس طرح ہونا چاہیے کہ اس میں پوری ستر پوشی ہو اور قابل شرم اعضاء کا پورا پردہ ہو وہ ننگے بھی نہ رہیں اور لباس بدن پر ایسا چست بھی نہ ہو جس میں یہ اعضاء مثل ننگے ہونے کے نظر آئیں۔ لباس میں کسی دوسری غیر قوم کی نقالی بھی نہ ہو جو اپنی قوم وملت سے غداری اور اعراض کی علامت ہے اور اس کی ساتھ ہی اخلاق واعمال کی درستگی بھی ہو جو لباس کا اصل مقصد ہے۔ آخر آیت میں ارشاد فرمایا:

﴿ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ﴾ (پارہ: ۸ سورۃ الاعراف، الایۃ ۲۶)

یعنی انسان کو لباس کی یہ تینوں قسمیں عطا فرمانا اللہ جل شانہ کی آیات وقدرت میں سے ہے تا کہ لوگ اس سے سبق حاصل کریں۔ دوسری آیت میں اولاد آدم علیہ السلام کو خطاب کر کے تنبیہ فرمائی گئی کہ اپنے ہر حال اور ہر کام میں مکرِ شیطانی سے بچتے رہو، ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو پھر کسی فتنہ میں مبتلا کر دے جیسا تمہارے ماں باپ حضرت آدم علیہ السلام وحوا کو اس نے جنت سے نکلوا دیا اور ان کے لباس اتروا کر ان کے ستر کھولنے کا سبب بنا۔ وہ تمہارا قدیم دشمن ہے (وہ آزادی نسواں کی نام نہاد تحریک سے یا ماڈرن دور کے نام سے یا جدید فیشن کے نام سے ننگا کرنے کی کوشش کرے گا) تم اس کی دشمنی کا ہر وقت اور ہمیشہ خیال رکھو اور پھر یہ کہ شیطان تمہارا ایسا دشمن ہے کہ وہ اور اس کے ساتھی تو تم کو دیکھتے ہیں تم ان کو نہیں دیکھ

سکتے، اس لئے ان کا مکر وفریب تم پر چل جانے کے زیادہ امکانات ہیں اور آخر میں فرمایا:

﴿اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ (پارہ ۸، سورۃ الاعراف، ۲۷)

''ہم نے شیطانوں کو ان کا سرپرست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں رکھتے۔''

اس میں اسی طرف اشارہ ہے کہ ایمان والوں کے لئے اس کے جال سے بچنا زیادہ مشکل نہیں۔ ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ﴾

(پارہ: ۱۴، سورۃ الحجر، الایۃ ۴۲)

''بے شک جو میرے بندے ہیں تیرا ان پر کچھ زور نہیں چل سکتا مگر گمراہوں میں سے جس نے تیری پیروی کی۔''

شیطان کا اللہ تعالیٰ کے مخصوص بندوں پر تسلط نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے قلوب وعقل پر شیطان کا ایسا تسلط نہیں ہوتا کہ وہ اپنی غلطی پر کسی وقت متنبہ ہی نہ ہوں جس کی وجہ سے ان کو توبہ کی توفیق نصیب نہ ہو یا کوئی ایسا گناہ کر بیٹھیں جس کی مغفرت نہ ہو سکے۔ (معارف القرآن: ۳، ۵۳۲)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ہدایات پر عمل کرنے کی اور شیطان کے اغوا سے بچنے اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

لباس کی سنتیں

حدیث 1 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید لباس پہننے کو پسند فرماتے تھے اور اس کی ترغیب دیتے تھے۔ (ترمذی ۱/۳۰۶، شمائل ترمذی ۵)

حدیث 2 قمیص، کرتا، صدری وغیرہ پہنیں تو پہلے دایاں ہاتھ آستین میں ڈالیں پھر بایاں ہاتھ۔ اسی طرح پاجامہ اور شلوار وغیرہ پہنیں۔ (ترمذی ۱/۳۰۶ ابواب اللباس)

حدیث 3 پاجامہ، شلوار یا لنگی ٹخنے سے اوپر رکھیں۔ ٹخنے سے نیچے لٹکانے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔ (بخاری ۲/۸۶۱)

حدیث 4 کپڑا پہننے کی دعا:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ))

''سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے یہ (کپڑے) مجھے پہنائے اور بغیر میری کوشش اور قوت کے عطا فرمائے۔ اس کو پڑھ لینے سے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔'' (ابوداؤد ۲/۲۰۳، ترمذی ۲/۱۹۵، ابن ماجہ ۲/۲۵۴، حاکم ۶۸۷ رقم ۱۸۷۰/۷۰)

حدیث 5 نیا کپڑا پہننے کی دعا:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا اُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ حَيَاتِيْ))

''تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے وہ چیز پہنائی جس سے چھپاؤں اپنا ستر اور زینت حاصل کروں اس کے ساتھ اپنی زندگی میں۔''

(ترمذی ۲/۱۹۵، ابن ماجہ ۲/۲۵۴)

حدیث 6 نیا کپڑا پہننے والے کو یہ دعا دی جائے:

((تُبْلِيْ وَيُخْلِفُ اللّٰهُ تَعَالٰى)) (ابوداؤد ۲/۵۵۸)

''تو اسے پرانا کرے اور اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اور عطا فرمائے۔''

حدیث 7 عمامہ کے نیچے ٹوپی رکھنا سنت ہے۔ (مرقات ۸/۲۵۰)

حدیث 8 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کرتا بہت پسند تھا۔

(ترمذی ۱/۳۰۶، ابوداؤد، علیکم بسنتی ۶۳)

حدیث 9 سیاہ پگڑی باندھنا بھی مسنون ہے۔ شملہ چھوڑنا بھی مسنون ہے۔

(ترمذی ۱/۳۰۴، شمائل ترمذی ۱/۸)

حدیث 10 ٹوپی پہننا سنت ہے۔ (مرقات ۸/۲۴۶، علیکم بسنتی ۶۳)

حدیث 11 قمیص یا کرتا وغیرہ اتارنا ہو تو پہلے بایاں ہاتھ آستین سے نکالیں، پھر دایاں ہاتھ اسی طرح شلوار، پاجامہ وغیرہ اتارتے وقت پہلے بایاں پیر باہر نکالیں پھر دایاں۔

(بخاری ۲/۸۱۰)

حدیث 12 جوتا پہلے دائیں پاؤں میں پہنیں پھر بائیں پاؤں میں۔

(بخاری ۲/۸۱۰، مشکوۃ ۱/۴۲، ترمذی ۱/۳۰۷ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

حدیث 13 اتارتے وقت پہلے بائیں پاؤں سے اتاریں پھر دائیں پاؤں سے۔

(بخاری ۲/۸۱۰، مشکوۃ ۱/۴۲، ترمذی ۱/۳۰۷ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

چادر انبیا کی سنت ہے

حدیث 1 حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چادر اوڑھنا، سر پر کپڑا رکھنا انبیا علیہم السلام کی سنت ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۷/۴۵۵)

چادر کی مسنون لمبائی و چوڑائی

حدیث 2 امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک حضرمی چادر تھی جس کی لمبائی چار ہاتھ اور چوڑائی دو ہاتھ ایک بالشت تھی۔

حدیث 3 ابن سعد بن عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی یہ مقدار نقل کی ہے۔ ابن ملقن نے واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ آپ کے پاس ایک چادر تھی جس کی لمبائی چھ ہاتھ اور چوڑائی تین ہاتھ تھی۔ (سیرۃ ۷/۴۸۳)

حدیث 4 ابن قیم نے زاد المعاد میں بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دھاری دار چادر کی لمبائی چھ ہاتھ اور چوڑائی تین ہاتھ ایک بالشت تھی۔ (زاد المعاد ۱/۵۱)

لنگی باندھنے کا مسنون طریقہ

حدیث 1 حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ تہبند کے اگلے حصہ کو زائد رکھتے اور پیچھے کا حصہ اونچا کر لیتے۔ میں نے پوچھا اس طرح کیوں باندھتے ہیں؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے اسی طرح ازار باندھتے دیکھا۔ (مشکوۃ ۳۷۷)

حدیث 2 تہبند و لنگی کی مقدار نصف ساق (پنڈلی) تک مسنون ہے۔

(شمائل ۹، ابن ماجہ ۲/۲۹۴، زرقانی علی المواہب ۵/۹)

حدیث 3 پاجامہ اور تہبند ناف کے قریب باندھنا چاہیے نہ زیادہ اوپر اور نہ زیادہ نیچے۔ (زرقانی ۵/۲۶)

آستین کی مقدارِ مسنون

حدیث 1 ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ کرتے کی آستین میں سنت یہ ہے کہ کلائی تک رہے۔ اس کے علاوہ چوغہ و جبہ وغیرہ میں اس سے

زائد ہو مگر انگلیوں سے آگے نہ بڑھانا سنت ہے۔(۱/۵۱)

رومال سے متعلق سنن وآداب

حدیث 1 عمامہ یا سر کے اوپر کوئی رومال ڈال لینا جو چہرہ تک آجاتا ہو سنت ہے۔
(بخاری کتاب اللباس باب القنع)

حدیث 2 گرمی سے بچنے کے لیے بھی آپ ﷺ کے روئے مبارک پر اونی یا سوتی رومال کا استعمال ثابت ہے۔(کتاب اللباس باب الاکیستہ والخمائص)

حدیث 3 گرمی اور دھوپ سے بچاؤ کے لیے رومال یا کپڑا سر پر ڈال لینا سنت ہے۔(بخاری ۲/۸۶۴)

عورتوں کا مسنون لباس

حدیث 1 عورتوں کا مسنون ومشروع لباس یہ ہے کہ ان کے لیے موٹا لباس ہو جس سے بدن کا رنگ اور بال نظر نہ آئیں اور ڈھیلا ڈھالا ہو۔ چست نہ ہو، بدن کی ہیئت کو نمایاں اور ظاہر کرنے والا نہ ہو۔ نہ مردوں کے مشابہ ہو اور نہ غیروں کے لباس کی نقل ہو کیونکہ تشبہ بالکفار سخت منع ہے۔(مستفاد مشکوۃ ۳۷۷، مسند احمد، مجمع ۵/۲۶۴)

لباس کے متعلق ہدایات اور سنتیں

1. جس نے دنیا میں ریشم (کا کپڑا) پہن لیا اس کو وہ آخرت میں پہننے کو نہ ملے گا۔ دوسری

روایت میں فرمایا: دنیا میں وہ شخص ریشم پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔
(الصحیح الامام بخاری، کتاب اللباس، باب لبس الحریر، ص:۴۹۷، رقم ۵۸۳۴)

البتہ تین چار انگل ریشم مرد کیلئے جائز ہے۔
(الصحیح الامام المسلم، کتاب اللباس، ص:۱۰۴۹)

2. سفید لباس آپ ﷺ کو پسند تھا
(السنن الامام الترمذی، کتاب اللباس، باب ماجاء فی لبس البیاض، ص:۱۹۳۳، رقم:۲۸۱۰
والسنن الامام النسائی، کتاب الجنائز، باب فی کفن الخیر، ص:۲۲۱۲، رقم ۱۸۹۷)

3. آپ ﷺ کو قمیض (کرتا) پسند تھا۔
(السنن للامام ابی داؤد، کتاب الباس، باب فی القمیص، ص:۱۵۷۱، رقم:۴۰۲۵)

4. آپ ﷺ کے کرتے کی آستینیں ہاتھوں کے پہنچوں تک ہوتی تھیں۔ کرتے کا گلا سینے کی طرف ہوتا تھا، اور اتنا فراخ کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے ہاتھ ڈال کر پشت کی جانب مہر نبوت کو برکت کیلئے چھولیا تھا۔
(السنن للامام ابی داؤد، کتاب الباس، باب فی حل الازار، ص:۱۵۲۱، رقم:۴۰۸۲)

5. آپ ﷺ کا کرتا ٹخنوں سے اوپر نصف پنڈلی تک ہوتا تھا۔ جبکہ مسلم کی روایت میں آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو اسی طرح ہدایت فرمائی تھی۔
(الصحیح اللامام مسلم کتاب الباس باب تحریم جر الثوب خیلاء... ص:۱۱۵۱، رقم:۵۴۶۲)

6. آپ ﷺ نے پاجامہ خریدا ہے۔ لیکن عمر بھر تہبند ہی استعمال فرمایا (پاجامے کے ستر کو صحیح طرح ڈھانپنے کی وجہ سے آپ ﷺ کو پاجامہ محبوب تھا)۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی اجازت سے پاجامہ پہنا کرتے تھے
(اسوئہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ص:۱۴۴)۔

7. کپڑا جب تک پیوند لگانے کے لائق نہ ہو جاتا آپ ﷺ اس کو ردی نہ فرماتے

(یعنی جب تک پیوند لگا کر پہنا جا سکتا تھا، آپ ﷺ زیب تن فرماتے تھے، البتہ جب اتنا بوسیدہ ہو جاتا کہ پیوند نہ لگ سکتا تو آپ اسکو ترک فرما دیتے)۔ دوسری روایت میں فرمایا اگر نیا کپڑا پہننے کے بعد پرانا کپڑا نہ پہنے تو کسی غریب کو صدقہ کر دے۔

(مسند احمد ص:۱۱۳)

8 مرد کو پاجامہ، شلوار اور تہبند وغیرہ ٹخنوں سے اوپر رکھنا چاہیے۔ حدیث پاک میں فرمایا: ٹخنوں کا جو حصہ ازار سے ڈھکا ہوگا وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

(الصحیح الامام بخاری، کتاب اللباس، باب ما اسفل من لکعبین... ص:۴۹۴، رقم:۵۷۸۷)

9 سوتی کپڑا آپ ﷺ نے زیادہ استعمال فرمایا اور قیمتی کپڑا بھی استعمال فرمایا۔

(اسوہ رسول اکرم ﷺ ص ۱۱۳)

10 گندے کپڑوں سے آپ ﷺ کو نفرت تھی۔ ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے کپڑے میلے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کیا اس شخص کو کوئی چیز (صابن وغیرہ) نہیں ملتی جس سے وہ اپنے کپڑوں کو دھو لے۔

(السنن للامام ابی دائود، کتاب الباس، باب فی غسل الثوب، ص:۱۵۲۰، رقم:۴۰۶۲)

11 سر پر عمامہ باندھنا سنت ہے چنانچہ فرمایا کہ عمامہ باندھا کرو اس سے حلم میں بڑھ جاؤ گے۔ (اسوہ رسول اکرم ﷺ ص:۱۱۵)

آپ ﷺ کا عمامہ سیاہ رنگ کا تھا اور اس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان ہوتا تھا۔

(اسوہ رسول اکرم ﷺ ص:۱۱۵)

سفید عمامہ بھی سنت سے ثابت ہے۔ عمامہ کے نیچے ٹوپی رکھنا بھی سنت ہے۔

(السنن اللامام ابی دائود، کتاب الباس، باب فی العمائم ص:۱۵۲۰، رقم ۴۰۷۸)

شملہ کی مقدار ایک ہاتھ سے زیادہ بھی ثابت ہے، آپ ﷺ کا عمامہ تقریباً سات گز تھا

(السنن للامام ترمذی، کتاب الباس، ص:۱۷۴۰، رقم:۱۷۳۶، ۱۷۳۵)

12 آنحضرت ﷺ سفید ٹوپی اوڑھا کرتے تھے۔ وطن میں آپ ﷺ سفید کپڑے کی ٹوپی اوڑھا کرتے تھے، جو سر کے ساتھ متصل ہوتی تھی۔ آپ ﷺ نے سوزنی نما سلے ہوئے کپڑے کی گاڑھی ٹوپی اوڑھی ہے۔

13 عورتوں کی چادر اتنی لمبی ہوتی تھی کے ایک بالشت بلکہ ایک ہاتھ زمین پر گھسٹتی چلی جاتی تھی۔

(السنن الامام الترمذی، ابواب الباس عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی جرذیول النساء، ص:۱۸۹۲، رقم:۱۷۳۱)

14 آپ ﷺ نے سیاہ دھاری دار کپڑا بھی پہنا ہے۔

(ابو دائود، کتاب اللباس، باب فی السواد، ص:۱۵۲۰)

آپ ﷺ کالی کملی (چادر) بھی اوڑھا کرتے تھے

(الصحیح الامام مسلم کتاب اللباس، باب لبس ثیاب الحبرۃ، ص:۱۰۵۵، رقم:۵۴۰۴)

15 آپ ﷺ تہبند کو ہمیشہ نصف پنڈلی سے اونچی رکھتے تھے۔ تہبند کا اگلا حصہ پچھلے حصے سے قدرے نیچے ہوتا تھا۔ (خصائل نبوی ﷺ)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ مسلمان کی لنگی (تہبند) آدھی پنڈلی تک ہونا چاہیے اور اس کے نیچے ٹخنوں تک کچھ مضائقہ نہیں۔ لیکن ٹخنوں سے نیچے جتنے حصہ پر لنگی لٹکے گی وہ آگ میں جلے گا اور جو شخص متکبرانہ کپڑے کو لٹکائے گا قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائیں گے

(الصحیح الامام البخاری کتاب اللباس، باب لبس ثیاب الحبرۃ، ص۱۰۵۵، رقم:۵۴۰۴)

16 آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی قوم کی مشابہت (کلچر وغیرہ میں) اختیار کرے وہ گویا اسی قوم میں سے ہے۔

(السنن اللامام ابی دائود، کتاب الباس، باب فی لبس الشہرۃ، ص:۱۵۱۸، رقم:۴۰۳۱)

17 آپ ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو جو باوجود مالدار ہونے کے خراب اور خستہ کپڑے پہنے ہوئے تھا نصیحت فرمائی کہ اگر اللہ رب العزت نے تجھے مال دیا ہے تو اللہ رب العزت کی نعمت کے اثر کو ظاہر کرو اور اس نے جو تجھ کو عزت دی ہے اسے نمایاں کرو (لیکن دکھلاوے کی نیت نہ ہو)۔

(السنن الامام الترمذی، ابواب الادب، ص: ۱۹۳۴، رقم: ۲۸۱۹)۔

اور ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رب العزت کو یہ بات مرغوب ہے کے اس کی نعمتوں کا اثر اس کے بندوں پر ظاہر ہو۔

(السنن اللامام ابی دائود، کتاب الباس، باب الخلقان، ص: ۱۵۰۲، رقم: ۴۰۶۳، والترمذی کتاب الادب، ص: ۱۹۴۳، رقم: ۲۸۱۹)۔

18 ایک شخص دو سرخ کپڑے پہنے ہوئے گزرا، آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا:

(السنن الامام الترمذی، ابواب الادب، باب فی کراھیۃ لبس المعصفر، ۲۸/۷، وفی ابی دائود کتاب اللباس، باب فی الحمرۃ، ص: ۱۵۲۰، رقم: ۴۰۶۹)

19 آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص زیب و زینت (ریا) کے لباس کو (باوجود وسعت کے) کسر نفسی یا تواضع کے لئے چھوڑے گا اللہ رب العزت اس کو عظمت و بزرگی کا لباس پہنائیں گے اور جو شخص اللہ رب العزت کیلئے نکاح کرے اللہ تعالیٰ اس کے سر پر بادشاہت کا تاج (قیامت کے دن عزت کا تاج) رکھیں گے۔

(السنن اللامام ابی دائود، کتاب الادب، باب من کظم غیظا، ص: ۱۵۷۵، رقم: ۴۷۷۸)

20 آپ ﷺ جب کوئی چیز پہنتے، لباس زیب تن فرماتے یا نعلین مبارک پہنتے تو پہلے داہنی طرف سے شروع فرماتے اور جب لباس یا نعلین مبارک اتارتے تو پہلے بائیں

طرف سے شروع فرماتے۔

(الصیح الامام البخاری، کتاب الباس، باب یبدأ بالنعل الیمنی، ص: ۴۹۹، رقم: ۵۴۵۸، و مسلم کتاب اللباس، باب استحباب، لبس النعل فی الیمنی...، ص: ۱۰۵۳، رقم: ۵۴۹۵)

21 آپ ﷺ نے فرمایا: کپڑے کو اس طرح لپیٹ کر نہ بیٹھے کہ دونوں ہاتھ اندر آجائیں نیز اس طرح کپڑا لپیٹ کر نہ بیٹھے کہ ستر کھل جائے۔

22 آپ ﷺ کو حریر بہت پسند تھا۔ حریر سرخ یا سبز دھاریوں کی چادر تھی۔

(الصیح الامام البخاری، کتاب اللباس، باب الثوب الاحمر، ص: ۴۹۹، رقم: ۵۸۴۸)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ہدایات اور سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

لباس کے فرائض

1 لباس اتنا تنگ اور چست نہ ہو کہ اعضاء کی ساخت اور نشیب و فراز نظر آئیں۔

2 اپنی حیثیت اور وسائل کے مطابق ہو، افراط اور تفریط نہ ہو۔

3 قومی لباس کو چھوڑ کر غیر مسلموں کے لباس کے مشابہ نہ ہو۔

4 اِیَّاکُمْ وَزِیَّ الْاَعَاجِمِ

''اپنے آپ کو کافروں کے لباس سے بچاؤ۔''

(اللہ کے حبیب ﷺ کی محبوب سنتیں و آداب زندگی)

عمامہ کی سنتیں

1 عمامہ شریف سنت مستمرہ (متواترہ) ہے۔ (خصائل نبوی ﷺ)

2. عمامہ شریف کو جو سنت جانتے ہوئے شرم یا تکبر کی وجہ سے نہ باندھے تو وہ گناہ گار ہے۔(مرقات ج:۳،ص ۲۶۱)

3. رفع حاجت کو جاتے ہوئے عمامہ سر پر نہ رکھے بلکہ کسی دوسرے کپڑے سے سر کو ڈھانپ لے۔(قطب الارشاد:ص ۱۴۰۰)

4. عمامہ سفید رنگ کا افضل ہے اور سیاہ رنگ کا ثابت ہے۔(شمائل ترمذی)

5. عمامہ شریف کی لمبائی کی مخصوص حد معین نہیں البتہ دونوں شملوں کے علاوہ سر پر تین، پانچ، سات یا نو گز تک اور گیارہ بارہ تک بھی جائز ہے۔عام حالات میں تین ذرع شرعی (۔۔۔۔۔۔) ہونا چاہئے۔

6. ۔وہ مال اتنا لمبا ہو کہ تین پیچ سر پر آ جائیں اور شملہ بھی ہو تو جائز ہے اور عمامہ کے قائم مقام ہو جائے گا۔

7. دستار مبارک کھڑے ہو کر باندھنا چاہئے البتہ اگر صدر مجلس عمامہ باندھے اور ان کے اٹھنے میں سب کے اٹھنے کا تکلف ہو تو بیٹھ کر باندھے۔بعض نے قبلہ کی طرف منہ کر کے باندھنا لکھا ہے۔(مرقات:ج ۱،ص ۲۵۰)

8. عمامہ شریف سر کے دائیں جانب رکھے اور شملہ بائیں جانب سینے پر لا کر دل تک چھوڑے اور عمامہ سر کے دائیں جانب سے بائیں جانب لا کر باندھنا شروع کرے۔
(نسائی:ج ۳،ص ۲۷۵)

9. نچلا شملہ چھوڑنا سنت ہے۔(مسلم)

10. نچلے شملہ کو پشت پر دونوں کندھوں کے بیچ میں لٹکانا سنت ہے۔

11. نچلے شملہ کو سینے پر دائیں طرف یا بائیں طرف سے لٹکانا بھی جائز ہے۔

12. نچلے شملہ کی لمبائی ایک بالشت سے لے کر ناف تک ہو۔

13. عمامہ سے اوپر والے شملہ کو نکالنا افضل ہے اور ترک کرنا جائز ہے۔

14. عمامہ سے اوپر والے شملہ کی مقدار چار انگل سے لے کر ایک بالشت تک ہے اور دونوں کندھوں کے درمیان سینے کے قریب تک لٹکتا رہے، یہ افضل ہے۔
(عینی:ج ۸،ص ۱۹)

15. شملہ کو ٹھوڑی سے چھپا کر شملے کو دوسری جانب دبانا مکروہ ہے۔(نبوع الحکم)

نکاح و پیدائش اور متعلقہ معاملات کی سنتیں

نکاح کی ترغیب:

حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمانو! نکاح کیا کرو کیونکہ میں تمہارے سبب سے اس بات میں دنیا کی اور قوموں سے سبقت لے جانا چاہتا ہوں کہ میری امت شمار میں ان سب سے زیادہ رہے۔

مسلمانو! راہبوں کی طرح مجرد نہ رہا کرو۔(بیہقی)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کی ذمہ داریاں اٹھانے کی طاقت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہیے۔کیونکہ اس سے نگاہیں نیچی رہتی ہیں اور شرم گاہوں کی حفاظت ہوتی ہے اور جو نکاح کی ذمہ داریاں نہیں اٹھا سکتا ہو اس کو چاہیے کہ شہوت کا زور توڑنے کیلئے روزے رکھے۔
(بخاری، مسلم)

عورت کا انتخاب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورتوں سے اس کے حسن و جمال کی بنیاد پر نکاح نہ

کرو ہوسکتا ہے کہ ان کا حسن و جمال انہیں تباہی کی راہ پر ڈال دے اور نہ ان کے مال و دولت کی وجہ سے کرو ہوسکتا ہے کہ ان کا مال ان کو سرکشی اور طغیانی میں مبتلا کردے بلکہ دین کی بنیاد پر ان سے شادی کرو اور کالی کلوٹی جو دین اور اخلاق سے آراستہ ہو وہ بہت بہتر ہے اس خاندانی حسینہ سے جو بداخلاق ہو۔ (ابن ماجہ)

نکاح کا پیغام:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تمہارے یہاں کوئی ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کے دین و اخلاق سے تم مطمئن ہو اور خوش ہو تو اس سے شادی کرلو اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں زبردست فتنہ وفساد پھیل جائے گا۔ (ترمذی)

نکاح کیلئے اجازت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نکاح شدہ (بیوہ اور مطلقہ) عورت کا نکاح اس کی رائے لیے بغیر نہ کیا جائے اور دوشیزہ کا نکاح اس سے اذن لئے بغیر نہ کیا جائے۔ لوگوں نے کہا دوشیزہ کا اذن کیا ہوگا؟ فرمایا اس کا خاموش رہنا بھی اس کا اذن ہے۔ (زادالمعاد)

نکاح میں برکت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے جس میں کم سے کم مصارف ہوں۔ (مشکوٰۃ)

مہر:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ عجمی لوگوں کے رسم ورواج سے متاثر ہوکر بھاری

بھاری مہر مقرر کرنے لگے تو آپ نے خطبہ میں لوگوں کو توجہ دلائی اور بتایا کہ مسلمانوں کے سوچنے کا انداز کیا ہونا چاہیے:

''لوگو! عورتوں کے بھاری بھاری مہر نہ مقرر کرو اس لیے یہ دنیا ذرا بھی عزت وشرف کی چیز ہوتی اور اللہ کی نظر میں یہ کوئی بڑائی کی بات ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ اس کے مستحق تھے کہ وہ زیادہ سے زیادہ مہر مقرر فرماتے۔ لیکن جہاں تک مجھے علم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے نکاح میں بھی بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر مقرر نہیں فرمایا، اور نہ صاحبزادیوں کے نکاح میں بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر باندھا۔'' ایک بوڑھی خاتون کھڑی ہوئی انہوں نے قرآن شریف کی آیت وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰاهُنَّ قِنْطَارًا پڑھتے ہوئے اس پابندی پر اعتراض کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر سے یہ فرماتے ہوئے اتر گئے كُلُّ النَّاسِ اَعْلَمُ مِنْ عُمَرَ حَتَّى الْعَجَائِزِ ''ہر شخص عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ جاننے والا ہے حتیٰ کہ بوڑھیاں بھی'' اور آپ رضی اللہ عنہ اس مسئلہ میں شدت فرمانے سے رک گئے۔

(ترمذی)

مہر ادا کرنے کی نیت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کسی مرد نے بھی کسی عورت سے تھوڑے یا زیادہ مہر پر نکاح کیا اور اس کے دل میں مہر ادا کرنے کا بھی ارادہ نہ ہو تو اس نے عورت کو دھوکا دیا۔ پھر وہ مہر ادا کیے بغیر مرگیا تو وہ اللہ کے حضور اس حال میں حاضر ہوگا کہ زنا کا مجرم ہوگا۔

نکاح کا انعقاد:

نکاح ہونے کیلئے یہ بھی شرط ہے کہ کم از کم دو مردوں کے یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے کیا جائے اور وہ اپنے کانوں سے نکاح ہوتے اور دونوں سے ایجاب وقبول کے لفظ

کہتے سنیں تب نکاح ہوگا۔ (بہشتی زیور)

شرعاً اس کا بڑا خیال کیا گیا ہے کہ بے میل اور بے جوڑ نکاح نہ کیا جائے۔ یعنی لڑکی کا نکاح کسی ایسے مرد سے جو اس کے برابر کے درجے کا نہ ہو۔ (شرح البدایہ، بہشتی زیور)

برابری کی کئی قسمیں ہیں:

1. نسب میں برابر ہونا۔
2. مسلمان ہونا۔
3. دیندار ہونا۔
4. مالدار ہونا
5. پیشہ یا فن میں ہم پلہ ہونا۔

(عالمگیری، بہشتی زیور)

نکاح کیلئے استخارہ کی دعا:

اگر کسی لڑکی یا عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اول تو پیغامِ نکاح کا کسی سے اظہار نہ کرو۔ پھر خوب اچھی طرح جتنے نوافل ہو سکے پڑھے پھر خوب اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور عظمت اور بزرگی بیان کرے اس کے بعد یہ پڑھے:

((اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ لَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ فَاِنْ رَاَیْتَ فِیْ فُلَانَۃٍ خَیْرًا فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاٰخِرَتِیْ فَاقْدِرْھَا لِیْ وَاِنْ کَانَ غَیْرُھَا خَیْرًا مِّنْھَا فِیْ دِیْنِیْ وَاٰخِرَتِیْ فَاقْدِرْھَا لِیْ))

''اے اللہ تجھے قدرت ہے اور مجھے قدرت نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا ہوں اور تو غیبوں کا حال جانتا ہے پس اگر تو جانتا ہے کہ فلانی عورت میرے لئے دین اور دنیاوی اور آخرت کے اعتبار سے بہتر ہے تو اسے میرے مقدر میں کر دے اور اگر اس کے علاوہ کوئی دوسری عورت میرے دین اور آخرت کیلئے بہتر ہے تو اسی کو میرے لیے مقدر فرما۔''

(مسلم)

نکاح کیلئے خطبہ مسنونہ

((اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ط))

((اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً ط وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ ط اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا۔))

((یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ط یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ط وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا))

نکاح کے بعد مبارک باد کی دعا:

نکاح کرنے والے جوڑے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

((بَارَکَ اللّٰہُ لَکُمَا وَبَارَکَ عَلَیْکُمَا وَجَمَعَ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ))

اور فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی زوجہ کے پاس جانا چاہے تو یہ دعا پڑھے:

((بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا۔))(ترمذی، زاد المعاد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے گھر میں یا مال میں یا اولاد میں برکت عطا فرمادیں اور وہ کہے:

((مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ))

تو وہ شخص موت کے سوا کوئی تکلیف نہ دیکھے گا۔

ولیمہ:

شب عروسی گزارنے کے بعد اپنے عزیزوں، دوستوں رشتہ داروں اور مساکین کو دعوت ولیمہ کا کھانا کھلانا سنت ہے۔(ترمذی، ابن ماجہ)

ولیمہ کیلئے بہت بڑے پیمانے پر انتظام کرنے کی ضرورت نہیں ہے تھوڑا کھانا چند لوگوں کو کھلا دینا بھی کافی ہے۔(بہشتی زیور)

ولیمہ میں اتباع سنت کی نیت رکھنی چاہئے جس ولیمہ میں غریب شریک نہ کئے جائیں اور جو محض نام ونمود کیلئے کیا جائے اس میں خیر و برکت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غم و غصہ کا اندیشہ ہے۔(زاد المعاد، بہشتی زیور)

پہلی رات دلہن کو کچھ ہدیہ تحفہ دینا بھی مسنون ہے۔

نکاح کی سنتیں

حدیث 1 مسنون نکاح وہ ہے جو سادہ ہو جس میں ہنگامہ یا زیادہ تکلفات اور جہیز وغیرہ کے سامان کا جھگڑا نہ ہو۔(مشکوۃ ۲/۲۶۸، بیہقی)

حدیث 2 نکاح کے لیے نیک اور صالح فرد کو تلاش کرنا اور پیغام نکاح بھیجنا مسنون ہے۔(مشکوۃ ۲/۲۶۷ عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

حدیث 3 جمعہ کے دن مسجد میں اور شوال کے مہینہ میں نکاح کرنا پسندیدہ اور مسنون ہے۔(مرقاۃ ۶/۲۱۰، ۲/۲۱۷)

حدیث 4 نکاح کو مشہور کرنا سنت ہے۔(مشکوۃ ۲/۲۷۲)

حدیث 5 حسبِ استطاعت مہر مقرر کرنا سنت ہے۔(مشکوۃ ۲/۲۷۷)

صحبت کی دعا

حدیث 7 میاں بیوی کو ہمبستری کے وقت مندرجہ ذیل دعا پڑھنے کا ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

((بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا))

''اللہ کے نام سے۔ اے اللہ ہم کو شیطان سے دور رکھ اور شیطان کو اس چیز سے دور رکھ جو آپ ہم کو عطا فرمائیں۔''

(بخاری ۲/۷۷۶، مسلم ۱/۴۶۳)

حدیث 8 ولیمہ کا کھانا کھلانا سنت ہے۔

(مسلم ۱/۴۶۰، مسند احمد ۹/۲۲۷ ولیمہ عائشہ رضی اللہ عنہا، طبرانی ۹/۲۰۹، بخاری ۱/۵۳، ۱/۵۴)

رازداری کی سنتیں

حدیث 1 بیوی کے ساتھ کھیل مذاق کرنا (مگر دل آزاری سے بچنا)۔

(مشکوۃ ۱/۲۸۰، ترمذی)

حدیث 2 بیوی سے مجامعت کرنا۔(مشکوۃ ۱/۲۸۰، مسلم، ابن ماجہ)

حدیث 3 اگر ایک بار مجامعت کے بعد دوبارہ مجامعت کی ضرورت ہو تو بہتر ہے کہ پہلے غسل کر لے، ورنہ وضو بھی کافی ہے اور کم از کم استنجا کر لینا تو بڑی نفاست کی بات ہے۔(جمع الفوائد، مشکوۃ ۱/۴۹)

حدیث 4 ہر مرتبہ غسل کر لینا افضل ہے اور اخیر میں ایک غسل بھی کافی ہے۔
(مشکوۃ ۱/۴۹، حاکم ۱/۲۵۴)

حدیث 5 فراغت پر غسل کرنا تو دونوں پر فرض ہو ہی جاتا ہے، البتہ اسی وقت غسل کر کے سونا افضل ہے۔(مشکوۃ ۱/۴۹، حاکم ۱/۲۵۴)

حدیث 6 اگر غسل کرنے کو جی نہ چاہے تو وضو کر کے سونا چاہیے۔
(مشکوۃ ۱/۴۹، حاکم ۱/۲۵۴)

حدیث 7 اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو استنجاء کر کے سونا چاہیے۔(مشکوۃ شریف ۱/۴۹)

حدیث 8 اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو تیمم کر کے سونا بھی حدیث میں آیا ہے اور اگر ایسے ہی سو جائیں تو یہ بھی ثابت ہے، مگر غسل یا وضو کر کے سونا افضل ہے۔

نوٹ: شریعت میں تنگی نہیں ہے۔ مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے احکام میں بہت آسانی پیدا کی ہے۔

تنبیہ: جو ترتیب بیان کی گئی ہے وہ صبح صادق سے پہلے کی ہے۔ صبح صادق ہو جانے کے بعد غسل کرنے میں دیر نہیں لگانی چاہیے۔

حدیث 9 ایسی حالت میں جبکہ غسل فرض ہو گیا ہو کھانا پینا (جیسے رمضان المبارک میں سحری کے وقت) درست ہے۔ ہاتھ دھو کر، کلی کر کے کھانا پینا چاہیے۔
(مشکوۃ ۱/۴۹)

شبِ زفاف، مباشرت اور صحبت کے آداب وسنن

حدیث 1 شبِ زفاف میں پہلی ملاقات کے وقت بیوی کی پیشانی کے بال پکڑ کر یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ))

''اے اللہ میں آپ سے اس کی بھلائی مانگتا ہوں اور اس چیز کی بھلائی جس پر آپ نے اس کو پیدا کیا ہے اور اس کی برائی اور اس چیز کی برائی جس پر اس کو پیدا کیا ہے آپ نے پناہ چاہتا ہوں۔''(ابو داؤد ۱/۲۹۳، ابن ماجہ ۱/۱۳۹)

حدیث 2 دو رکعت شکرانہ کی نماز پڑھیں۔ مرد آگے کھڑا رہے، عورت پیچھے۔
(غنیۃ الطالبین ص ۶۰)

حدیث 3 نماز کے بعد خیر و برکت، مودت و محبت، آپس میں میل جول اور اتحاد و اتفاق کی دعا کریں۔(غنیۃ الطالبین ۹۷، فتاویٰ رحیمیہ ۸/۲۴۵)

حدیث 4 جب شوہر مباشرت کا ارادہ کرے تو مباشرت سے پہلے عورت کو مانوس کرے۔ بوس و کنار، ملاعبت وغیرہ جس طرح ہو سکے اسے بھی مباشرت کے لیے تیار کرے۔ آپ ﷺ نے ملاعبت سے پہلے جماع کو منع فرمایا۔
(زاد المعاد ۳/۱۷۳، ہدیہ فی الجماع)

حدیث 5 شوہر اس بات کا ہر مباشرت کے وقت خیال رکھے فوراً ہی صحبت شروع نہ کرے۔(فتاویٰ رحیمیہ ۸/۲۴۵)

حدیث 6 بوقت صحبت اس بات کا خیال رکھے کہ عورت کی بھی شکم سیری ہو

جائے۔ انزال کے فوراً بعد جدا نہ ہوجائے۔ اسی حالت پر رہے اور عورت کی خواہش پوری ہونے کا انتظار کرے ورنہ عورت کی طبیعت پر اس سے بڑا بار (بوجھ) پیدا ہوگا اور بسا اوقات اس کا خیال نہ کرنے سے آپس میں نفرت اور دشمنی پیدا ہوجاتی ہے جو کبھی جدائی کا سبب بھی بن جاتی ہے۔

(غنیۃ الطالبین آداب النکاح ۹۸ مترجم، رحیمیہ ۸/۲۴۵)

حدیث 7 بوقتِ صحبت قبلہ کی طرف رخ نہ کرے، سر ڈھانک لے اور جتنا ہوسکے پردہ کے ساتھ صحبت کرے۔ کسی کے سامنے حتیٰ کہ بالکل ناسمجھ بچہ کے سامنے بھی صحبت نہ کرے۔ (غنیۃ الطالبین ۹۸، رحیمیہ ۸/۲۴۶، الغنی ۷/۲۲۸)

حدیث 8 بوقتِ صحبت بقدرِ ضرورت ستر کھولے۔

(غنیۃ الطالبین ۹۸، رحیمیہ ۸/۲۴۶)

حدیث 9 شبِ زفاف اور صحبت کے سلسلہ کی آپس کی جو پوشیدہ باتیں ہوں کسی سے ان کا تذکرہ نہ کریں۔ نہ مرد اور نہ عورت۔ یہ بے حیائی اور بے مروتی ہے۔ (آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔)

(غینۃ ۱۰۰-۹۹، رحیمیہ ۸/۲۴۸، مسلم ۱/۴۶۴)

حدیث 10 صحبت کے وقت زیادہ گفتگو بھی نہ کی جائے کہ یہی شرم وحیا اور غیرت کا تقاضا بھی ہے۔

حدیث 11 زوجین جماع میں ایک دوسرے کی رعایت کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب شوہر بیوی کو اس عمل کے لیے طلب کرے اور وہ آنے سے انکار کردے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ (بخاری باب اذا باتت المراۃ مہاجرۃ)

حدیث 12 زوجین کا ایک دوسرے کے اعضاءِ تناسل اور شہوت انگیز حصوں کا

مساس (چھونا) بھی جائز ہے۔ بلکہ امام ابوحنیفہؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ مجھے امید ہے کہ اس پر اجر دیا جائے گا۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ۴/۳۶۷)

حدیث 13 مباشرت کے وقت بالکل بے لباس ہوجانا مناسب نہیں کہ غیرت وحیا کے خلاف ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ازدواجی ربط کے درمیان بالکل جانوروں کی طرح برہنہ نہ ہوجاؤ۔ (ابن ماجہ ۱/۱۳۸)

نوٹ: یہ حکم اخلاقی ہے ورنہ بیوی شوہر میں سے ہر ایک کے لیے پورے جسم کو دیکھنا جائز ہے۔ (رد المختار ۵/۲۳۴ فصل فی النظر واللمس)

حدیث 14 شوہر کے لیے عورت کے دبر (پائخانہ کے مقام) میں وطی کرنا ناجائز اور حرام ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مرد یا عورت سے پیچھے کی راہ میں ملے خدا اس کی طرف نظرِ رحمت نہ ڈالے گا۔

(ترمذی ۱/۱۴۸، شرح مسلم للنووی ۱/۴۶۳)

حدیث 15 حیض کی حالت میں بیوی سے مباشرت نہ کی جائے۔

(البقرہ ۲۲۲، ترمذی ۱/۳۵، بخاری ۱/۴۴)

بچہ پیدا ہونے کے وقت کی سنتیں

حدیث 1 جب بچہ پیدا ہو تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہنا۔ (ترمذی ابواب الاضاحی ۱/۲۷۸، ابوداؤد ۲۴۰، مشکوۃ ۲/۳۶۳)

حدیث 2 جب بچہ سات روز کا ہوجائے تو اس کا اچھا سا نام رکھنا۔

(ابوداؤد، ۱/۳۹۲، ترمذی ۱/۲۷۸، مشکوۃ ۱/۳۶۲، مصنف عبدالرزاق ۴/۳۵۶)



حدیث 3 ساتویں روز عقیقہ کرنا۔(ابوداؤد ۲/۳۹۲، ترمذی ۱/۲۷۸، مشکوۃ ۲/۳۶۲)

حدیث 4 بچے کا سر مونڈ کر بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کرنا۔

(ترمذی ۱/۲۷۸ عن علی رضی اللہ عنہ، مشکوۃ ۲/۳۶۲، ابوداؤد ۲/۳۹۳، مصنف عبدالرزاق ۴/۳۵۵)

حدیث 5 بچے کا سر مونڈنے کے بعد بچہ کے سر میں زعفران لگا دینا۔

(مشکوۃ ۲/۳۶۳)

حدیث 6 لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے یا دو بکری اور لڑکی کے عقیقہ میں ایک بکرا یا ایک بکری ذبح کرنا۔

(ترمذی ۱/۲۷۸، مشکوۃ ۲/۳۶۳، ابوداؤد ۲/۳۹۲، مصنف عبدالرزاق ۴/۳۵۲)

حدیث 7 کسی بزرگ سے چھوہارہ چبوا کر بچہ کے منہ میں ڈالنا یا چٹانا اور دعا کرانا۔(بخاری ۲/۸۲۱، مشکوۃ ۲/۳۶۲)

حدیث 8 جب بچہ سات برس کا ہو جائے تو اسے نماز و دیگر دین کی باتیں سکھانا۔

(مشکوۃ ۱/۵۸ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ، مصنف عبدالرزاق ۴/۱۱۹ رقم ۷۳۲۵)

حدیث 9 جب بچہ دس برس کا ہو جائے تو سختی سے ڈانٹ کر نماز پڑھوانا اور ضرورت پیش آئے تو سزا دینا تاکہ نماز کا عادی ہو جائے۔

(مشکوۃ ۱/۵۸، مصنف عبدالرزاق ۴/۱۱۹ رقم ۷۳۲۵)

نومولود

نومولود کے کان میں اذان دی جائے:

روایت میں ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد اس کو نہلا دھلا کر اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنی چاہیے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کان میں اذان دی اور اقامت پڑھی۔(زادالمعاد، طبرانی)

تحنیک:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خرما منگوایا اور چبا کر لعاب مبارک عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے منہ میں لگایا خرما ان کے تالو میں ملا اور خیر و برکت کی دعا فرمائی۔

(زادالمعاد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں بچے لائے جاتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحنیک فرماتے اور ان کے حق میں برکت کی دعا کرتے۔

(مسلم، بخاری، ترمذی)

اچھے نام کی تجویز:

اچھے نام کی تجویز کرنا چاہئے جو یا تو اللہ کے نام سے پہلے عبد لگا کر ترتیب دیا گیا ہو۔ جیسے عبداللہ، عبدالرحمن وغیرہ یا پھر پیغمبروں کے نام پر ہونا چاہیے یا کوئی اور نام جو معنوں کے اعتبار سے بہتر ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن تمہیں اپنے ناموں سے پکارا جائے گا اس لیے بہتر نام رکھا کرو۔(ابوداؤد)

بچہ کو پہلی تعلیم:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جب تمہاری اولاد بولنے لگے تو اس کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ سکھا دو پھر مت پروا کرو کہ کب مرے، اور جب دودھ کے دانت گر جائیں تو نماز کا حکم دو۔

(ابن سنن، ترمذی، زادالمعاد)



حفاظت اور نظر بد کا تعویذ:

بچہ کی حفاظت کے لئے نظر بد اور ہر طرح کی آفت دکھ و بلا سے محفوظ رکھنے کیلئے یہ تعویذ لکھ کر گلے میں ڈال دیا جائے۔

((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ))

ان کلمات کو پڑھ کر دم کرے یا لکھ کر گلے میں ڈال دے۔

(ترمذی)

مسئلہ: اگر عقیقہ ساتویں دن نہ کرے تو جب کرے ساتویں دن کا خیال کرنا بہتر ہے۔

(زادالمعاد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا ایک بکری سے عقیقہ کیا اور فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا اس کا سر منڈواؤ اور اس کے بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کرو۔ چنانچہ ہم نے ان کا وزن کیا جو ایک درہم یا اس سے کچھ کم تھا۔

(زادالمعاد)

مسئلہ: عقیقہ کا گوشت چاہے کچا تقسیم کرے یا چاہے پکا کر بانٹے یا چاہے دعوت کر کے کھلائے سب درست ہے۔

مسئلہ: عقیقہ کا گوشت باپ، دادا، نانی وغیرہ سب کیلئے کھانا درست ہے۔

مسئلہ: کسی کو دو بکروں کی توفیق نہیں اس لئے اس نے لڑکے کی جانب سے ایک بکری ذبح کی تو کچھ حرج نہیں اور اگر بالکل عقیقہ ہی نہیں کیا تب بھی کوئی حرج نہیں۔

(بہشتی زیور)

ختنہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عام طور پر لوگ لڑکے کا ختنہ اس وقت تک

نہیں کرتے تھے جب تک کہ وہ سمجھدار نہ ہو جاتا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر ساتویں دن ختنہ کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(زادالمعاد)

بیماری وغیرہ کی سنتیں

حدیث 1 بیماری میں دوا اور علاج کرانا مسنون ہے۔ (علاج و دوا تو صرف سبب کے طور پر ہو اور بھروسہ اللہ پر ہونا چاہیے)۔ (بخاری ۲/۸۴۸ کتاب الطب)

حدیث 2 کلونجی اور شہد کے ساتھ علاج کرنا سنت ہے۔

(بخاری کتاب الطب ۲/۸۴۸، نشر الطیب ۱۲۳)

حدیث 3 علاج کے دوران نقصان دینے والی چیزوں سے پرہیز کرنا۔

حدیث 4 اپنے بیمار بھائی کی عیادت کے لیے جانا سنت ہے۔

(رواہ البخاری، مشکوۃ ۱۳۳/۱ باب عیادۃ المریض کتاب الجنائز)

حدیث 5 بیمار پرسی کر کے جلد واپس لوٹ آنا سنت ہے۔

(مشکوۃ ۱۳۸/۱ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)

حدیث 6 مریض کے پاس شور نہ کرنا۔ (مشکوۃ ۱۳۸/۱ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)

حدیث 7 بیمار کی ہر طرح تسلی کرنا مسنون ہے۔ مثلاً یوں کہے انشاء اللہ تم بہت جلد اچھے ہو جاؤ گے۔ (مشکوۃ ۱۳۷/۱)

حدیث 8 عیادت کے وقت مریض پر ہاتھ پھیرنا بھی سنت ہے۔

(مشکوۃ ۱۳۴/۱ باب عیادت المریض، عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

حدیث 9 بیمار پر آیاتِ قرآنی، یا دعاء نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مثلاً چار قل) پڑھ کر دم کرنا بھی

سنت ہے۔(مشکوۃ ۱/۱۳۴ باب عیادۃ المریض)

حدیث 10 جب کسی مریض کی عیادت کرے تو اس سے یوں کہے

((لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ)) (بخاری ۲/۸۴۴، مسلم، مشکوۃ ۱/۱۳۴)

حدیث 11 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس وقت ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے:

((اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآءُكَ شِفَآءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا))

''اے لوگوں کے پروردگار! تکلیف دور کر اور شفا بخش آپ ہی شفا دینے والے ہیں۔ نہیں ہے شفا مگر آپ ہی کی طرف سے۔ ایسی شفا دے کہ کسی قسم کی بیماری نہ چھوڑے۔''

(بخاری ۱/۸۴۶، مسلم ۲/۲۲۲)

حدیث 12 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کے وقت یہ دعا سات مرتبہ پڑھے تو اس دعا کی برکت سے اللہ پاک اسے ضرور شفا عطا فرمائیں گے بشرطیکہ اس کی موت کا وقت نہ آ گیا ہو۔

((اَسْئَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ))

''میں خاص اللہ سے سوال کرتا ہوں جو بڑا ہے اور عرش عظیم کا رب ہے کہ تجھے شفا دے۔''

(مشکوۃ ۱/۱۳۵، ابوداؤد ۲/۸۶)

بخار اور ہر درد کی دعا

حدیث 13 حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم

کو سکھاتے تھے کہ بخار اور ہر درد میں یہ دعا پڑھا کرو:

((بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ))

''کبریائی والے خدا کے نام سے میں جوش مارنے والی رگ کی برائی سے عظمت والے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور آگ کی گرمی سے پناہ مانگتا ہوں''۔

(رواہ الترمذی، مشکوۃ ۱/۱۳۵ باب عیادۃ المریض)

دفعِ درد کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتلائی ہوئی دعا

حدیث 14 حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے بدن میں درد کی شکایت کی، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے ہاتھ کو مقامِ درد پر رکھو، اور تین مرتبہ بسم اللہ کہہ کر سات مرتبہ یہ دعا پڑھو:

((اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَآ اَجِدُ وَاُحَاذِرُ)) (مشکوۃ ۱/۱۳۴، مسلم ۲/۲۲۴)

''میں اللہ کے غلبہ اور اس کی قدرت کی پناہ چاہتا ہوں ہر اس تکلیف سے جسے میں پاتا ہوں اور اس سے بچنا چاہتا ہوں۔''

حفاظت کا مجرب عمل

ہمارے پیر و مرشد حضرت مرشد عالم حافظ غلام حبیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سفر کے شروع میں یہ عمل کرو انشاء اللہ حادثہ سے محفوظ رہو گے اگر مقدر میں لکھا بھی ہے تو قادر مطلق اس کو آسان فرما دیں گے۔''ایک دفعہ درود شریف ایک مرتبہ آیت الکرسی اور

چاروں قل ایک مرتبہ، پھر ایک مرتبہ درود شریف پڑھے اور اپنے داہنے طرف سے انگلی کے اشارے سے حصار کرنا شروع کریں اور جہاں جانا ہو اس کا تصور کر کے اس کو بھی حصار میں لے آئیں اور پھر انگلی پھراتے ہوئے اپنے بائیں طرف اور نیچے کا تصور کر کے انگلی گھماتے ہوئے حصار مکمل کر لیں یعنی انگلی اپنے سامنے ہی سے مکمل حصار کے تصور کے ساتھ گھما لیں"۔

مسنون کھانے اور ان کے ذریعے علاج

1 آب زم زم:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشکوں اور مشکوں میں آب زم زم لاتے اور اس سے مریضوں کو نہلاتے اور پلاتے تھے اسی طرح ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ آب زم زم جس مقصد کے لئے پیا جائے اس کے لئے مفید ہے۔

2 زیتون کا تیل:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات الجنب یعنی نمونیہ کے علاج میں ورس اور زیتون کا تیل تجویز فرماتے، نیز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے زیتون کا تیل موجود ہے، اسے کھاؤ اور بدن پر مالش کرو۔ بواسیر میں فائدہ دیتا ہے۔

3 سرکہ:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سرکہ کیا ہی عمدہ سالن ہے۔ اے اللہ سرکہ میں برکت عطا فرما، اس لئے کہ مجھ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کا سالن تھا۔ جس گھر میں سرکہ ہو وہ محتاج نہیں۔ اگر شکم

میں درد ہو اور خون جم جائے تو ان کی تحلیل کرتا ہے، اسہال کے لئے نافع ہے، معدہ کی صفائی کرتا ہے، قبض کو ختم کرتا ہے اگر کہیں پیٹ میں ورم ہو تو اسے آگے بڑھنے سے روک دیتا ہے، بلغم کا دشمن ہے۔

4 شہد:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قرآن اور شہد تمہارے لئے دو شفاء کے مظہر ہیں اسی طرح فرمایا علاج میں بہترین علاج پچھنے لگوانا اور شہد ہے۔

5 کشمش:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کشمش کتنی ہی عمدہ غذا ہے جو منہ کی بدبو کو زائل کرتی ہے اور بلغم کو پگھلا کر خارج کرتی ہے۔

6 حبۃ السوداء یعنی کلونجی:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کلونجی استعمال کرو۔ اس میں موت کے علاوہ تمام بیماریوں کا علاج ہے۔

7 کھجور:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا عجوہ کھجور میں ہر بیماری کی شفاء ہے۔ خالی پیٹ کھانے سے یہ زہر میں تریاق ہے۔

8 گوشت:

دنیا والوں اور جنت والوں کے کھانے کا سردار گوشت ہے۔



موت اور اس کے بعد کی سنتیں

حدیث 1 جب یہ معلوم ہونے لگے کہ موت کا وقت قریب ہے تو اس وقت جو لوگ وہاں موجود ہوں اس کا منہ قبلہ کی طرف پھیر دیں۔ (مستدرک حاکم ۱/۳۵۳)

حدیث 2 حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مرنے والے کے پاس یہ کلمہ پڑھو:

((لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ))

''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں''

(ترمذی ۱۶۰، مسلم ۱/۳۰۰، مشکوٰۃ ۱/۱۴۱، ابوداؤد ۲/۸۸)

حدیث 3 جب موت قریب معلوم ہو تو یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی))

(بخاری ۲/۸۴۷، مسلم ۲/۲۸۶)

''اے تو میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور مجھ کو اچھے دوست کے ساتھ پیوست فرما۔''

حدیث 4 جب روح نکلنے کے آثار محسوس ہوں تو یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَکَرَاتِ الْمَوْتِ)) (ترمذی ۱/۱۱۷)

''اے اللہ تو میری امداد فرما موت کی سختیوں میں اور موت کے سکرات میں''۔

حدیث 5 جب موت واقع ہو جائے یا کوئی مصیبت پیش آ جائے تو یہ دعا کریں:

((اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا))

(مسلم ۱/۳۰۰)

''ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اس کی طرف واپس ہوں گے اے اللہ تو مجھے اس مصیبت

کا اجر دے اور اس کا بہتر نائب عطا فرما۔''

حدیث 6 روح نکل جانے کے بعد میت کی آنکھیں بند کرے۔

(مسلم ۱/۳۰۰ ام سلمہ رضی اللہ عنہا، ابن ماجہ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ)

حدیث 7 دونوں پیروں کے انگوٹھے ملا کر باندھ دو تا کہ ٹانگیں نہ پھیلیں، اوپر چادر ڈال دو۔ (نیل ۳/۲۵۴ عائشہ رضی اللہ عنہا، مستدرک حاکم ۱/۳۵۲، ابن ماجہ ۱۰۵)

حدیث 8 میت کو نہلانے اور کفن دفن میں جلدی کرنا سنت ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۳۶۹، ابوداؤد)

حدیث 9 جب انسان مر جائے تو اس کے سب اعضاء درست کرو۔ دونوں ہاتھ برابر میں رکھ دو، سینہ پر نہ رکھو۔ اور ایک کپڑا لے کر ٹھوڑی کے نیچے کو دونوں جانب سے نکال کر سر پر لے جا کر گرہ لگا دو تا کہ منہ بند ہو جائے اور کھلا نہ رہے۔ آنکھیں بند کر دو۔ (مسلم ۱/۳۰۰ ام سلمہ رضی اللہ عنہا، ابن ماجہ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ)

حدیث 10 جو شخص میت کو تخت پر رکھنے کے لیے اٹھائے یا جنازہ اٹھائے تو بسم اللہ کہے۔ (ابن ابی شیبہ، کنز الدعاء ۲۲)

حدیث 11 جب میت کو قبر میں رکھے تو یہ دعا پڑھے:

((بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہ))

(کنز الدعاء ۲۲/۷۰، مشکوٰۃ ۱/۱۴۸، مسند احمد ۲/۴۰، مستدرک حاکم ۱/۳۶۲، ابن ماجہ ۱/۱۱۲)

حدیث 12 میت کو داہنے پہلو پر لٹا کر قبلہ رو کر دینا مسنون ہے۔

(ابوداؤد ۳/۷۴ عبید بن عمر رضی اللہ عنہ)

اس کے بعد کفن کے بند کھولیں۔ (ابن ابی شیبہ ۳/۳۲۶ معقل رضی اللہ عنہ)

حدیث 13 مستحب ہے کہ سرہانے سے ابتداء کی جائے۔ تین بار مٹی ڈالنی

چاہیے۔ پہلی بار پڑھیں ((مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ)) دوسری بار ((وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ)) اور تیسری بار ((وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى))

(الجواہرۃ النیرہ ۱/۱۵۸، عالمگیری ۱/۱۶۶، کنز الدعاء ۶۷)

حدیث 14 میت کو دفن کرنے کے بعد قبر کے سرہانے الٓمّٓ سے مفلحون تک پڑھے۔ اور پائنتی کی طرف اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر سورۃ بقرہ تک پڑھنا مسنون ہے۔

(مشکوٰۃ ۱۴۹/۱، کنز الدعاء ۷۰)

حدیث 15 صرف میت کے گھر والوں کو کھانا دینا مسنون ہے۔

(ابن ماجہ ۱۱۲ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ، مصنف ابن عبدالرزاق ۳/۵۵۰ اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس، عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ)

حدیث 16 میت کے رشتہ داروں سے تعزیت کرنا مسنون ہے۔

(مؤطا امام مالک ۸۲ عن عبدالرحمن بن ابی القاسم)

حدیث 17 تعزیت میں یہ الفاظ کہے:

((اَعْظَمَ اللّٰهُ اَجْرَكَ وَغَفَرَ اللّٰهُ لِمَيِّتِكُمْ))

''اللہ تیرا اجر بڑھائے اور تمہارے ساتھی کو معاف کرے''۔

(مصنف عبدالرزاق ۳/۳۹۵ عن عبدالرحمن، ابی عبداللہ اسلمی رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ۱۱۶، ترمذی ۱۲۷)

حدیث 18 دفن کے بعد مردہ کے لیے قبلہ رو ہو کر دعا کرنا مسنون ہے۔

(مسلم ۱/۳۱۲، ابوداؤد ۱/۹۵، فتح ۱۱/۱۱۲)

حدیث 19 اس کمرہ میں خوشبو چھڑک دیں۔

حدیث 20 آخر وقت میں کوئی کلمہ شر نکل گیا ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں نہ ہی اس کی تشہیر کریں۔

حدیث 21 خویش اقربا اور احباب کو جلد اطلاع دی جائے اور جنازہ تیار ہونے کے بعد انتظار نہ کیا جائے ہاں قریبی وارث ہوں تو مضائقہ نہیں انتظار کر لیا جائے۔

حدیث 22 میت کے گھر والوں کو کھانا دینا سنت ہے۔ البتہ اس کھانے میں تمام برادری اور رشتہ داروں کو رسم کی حیثیت میں کھانا جائز نہیں اور دینے والا بھی دکھاوے اور شہرت کے لئے نہ دے بلکہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے دے۔

حدیث 23 میت کی تدفین کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ''اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور ثابت قدم رہنے کی دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کو منکر نکیر کے سوال جواب میں ثابت قدم رکھیں''۔

حدیث 24 تدفین کے بعد قبلہ رو ہو کر میت کے لئے دعا کرنا سنت ہے البتہ نماز جنازہ (جو کہ خود ایک دعا کی صورت ہے) کے بعد رسمی دعا کرنا جو رواج ہے جائز نہیں۔

(مرقات، بحر الرائق: ص ۱۸۳)

غسلِ میت کا مسنون طریقہ

غسل کا سامان:

1. نہلانے کے لئے پانی کا برتن
2. لوٹا
3. غسل کا تختہ
4. استنجے کے ڈھیلے ۳ یا ۵ عدد
5. بیری کے پتے مٹھی بقدر
6. لوبان، ایک تولہ
7. عطر
8. روئی، نصف چھٹانک
9. گلِ خیر یا صابن
10. کافور
11. تہبند، ۲ عدد
12. دستانے ۲ عدد موٹے کپڑے کے

(اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب سنتیں و آداب زندگی)



غسل میت کا طریقہ

جس تختہ پر غسل دیا جائے اس کو تین دفعہ یا پانچ یا سات دفعہ لوبان کی دھونی دے لو، اور میت کو اس پر اس طرح لٹاؤ کہ قبلہ اس کے دائیں طرف ہو، اگر موقع نہ ہو اور کچھ مشکل ہو تو جس طرح چاہو لٹا دو۔

(فتح القدیر شرح الھدایہ ج: ۱، ص: ۲۴۹ مکتبہ رشیدیہ، ابن ھمام علیہ الرحمۃ)

پھر میت کے بدن کے کپڑے کرتہ، شیروانی، بنیان وغیرہ چاک کر لو، اور ایک موٹے کپڑے کا تہبند یا چادر اس کے ستر پر ڈال کر اندر ہی اندر شلوار بھی اتار لو۔ یہ موٹا تہبند یا چادر ناف سے پنڈلی تک ہونا چاہئے تاکہ بھیگنے کے بعد اندر کا بدن نظر نہ آئے۔ غسل شروع کرنے سے پہلے بائیں ہاتھ میں دستانہ پہن کر مٹی کے تین یا پانچ ڈھیلوں سے استنجاء کراؤ، پھر پانی سے پاک کرو، پھر اس طرح وضو کراؤ کہ نہ کلی کراؤ نہ ناک میں پانی ڈالو، نہ گٹے (پہنچے) تک ہاتھ دھلاؤ، بلکہ روئی کا پھایا تر کر کے ہونٹوں، دانتوں اور مسوڑھوں پر پھیر کر پھینک دو، اس طرح تین دفعہ کرو، پھر اس طرح ناک کے دونوں سوراخوں کو روئی کے پھائے سے صاف کرو۔ لیکن اگر موت جنابت کی حالت میں واقع ہوئی ہو یا عورت کا انتقال حیض یا نفاس کی حالت میں ہوا ہو تو پھر منہ اور ناک میں پانی ڈالنا ضروری ہے۔

(عالمگیری، شامی)

پھر ناک و منہ میں روئی رکھ دو تاکہ وضو اور غسل کراتے وقت پانی اندر نہ جائے، پھر منہ دھلاؤ، پھر ہاتھ کہنیوں سمیت دھلاؤ، پھر سر کا مسح کراؤ، پھر تین دفعہ دونوں پیر دھوؤ۔

جب وضو کرا چکو تو سر کو (اگر مرد ہے تو داڑھی کو بھی) گلِ خیر سے یا خطمی یا کھلی یا بیسن یا

صابن وغیرہ جس سے صاف ہو جائے مَل کر دھو دو۔

پھر اسے بائیں کروٹ پر لٹا دو اور بیری کے پتوں میں پکایا ہوا نیم گرم پانی دائیں کروٹ پر تین دفعہ سر سے پیر تک اتنا ڈالو کہ نیچے کی جانب بائیں کروٹ تک پانی پہنچ جائے۔ پھر دائیں کروٹ پر لٹا کر اسی طرح سر سے پیر تک تین دفعہ اتنا پانی ڈالو کہ نیچے کی جانب دائیں کروٹ تک پانی پہنچ جائے۔

اس کے بعد میت کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا بٹھلانے کے قریب کر دو، اور اس کے پیٹ کو اوپر سے نیچے کی طرف آہستہ آہستہ مَلو اور دباؤ، اگر کچھ فُضلہ خارج ہو تو اس کو پونچھ کر دھو دو، وضو اور غسل دُھرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر اس کو بائیں کروٹ لٹا کر دائیں کروٹ پر کافور ملا ہوا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ خوب بہا دو کہ نیچے بائیں کروٹ بھی خوب تر ہو جائے پھر دستانے پہن کر سارا بدن کسی کپڑے سے خشک کر کے تہہ بند دوسرا بدل دو اور پھر میت کو آرام سے تختۂ غسل سے اٹھا کر کفن کے اُوپر لٹا دو۔

(دُرمختار، فتاویٰ عالمگیری، بدائع الصنائع)

مسئلہ: نہلانے کا جو طریقہ اوپر بیان ہوا سنت ہے لیکن اگر کوئی اس طرح تین دفعہ نہ نہلائے بلکہ صرف ایک دفعہ سارے بدن کو دھوڈالے تب بھی فرض ادا ہو جائے گا۔

(بہشتی زیور تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

مسئلہ: میت کو نہلانے کے بعد خود غسل کرنا مستحب ہے۔ (شامی)

مسئلہ: مرد کو تین اور عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنانا مسنون ہے، لیکن اگر مرد کو دو کپڑے (ازار، لفافہ) میں اور عورت کو تین کپڑوں میں (ازار، لفافہ، سر بند) کفنایا جائے تو بھی درست ہے۔ اس سے کم کفن مکروہ ہے۔ (بہشتی زیور تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)



کفن مسنون

1. مرد کے لیے تین کپڑے کفن میں سنت ہیں۔

کرتہ تہبند بڑی چادر

(فقہ السنہ ۱ ۲۵۱ عاصم الحداد، بخاری ۱/۱۶۹ ابن عمر رضی اللہ عنہ، موطا امام مالک ۱۸۸ ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابن ابی شیبہ ۳/۲۵۹ ابن عمر رضی اللہ عنہ)

2. عورت کے لیے پانچ کپڑے کفن میں سنت ہیں۔

تہبند کرتہ سینہ بند (جس کی لمبائی رانوں تک ہو) اوڑھنی بڑی چادر

(فقہ السنہ ۱ ۲۵۱ عاصم الحداد، ابو داؤد ۲/۱۷۱ نوح بن کلیم علیہ السلام)

مرد کو کفنانے کا مسنون طریقہ

مرد کو کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ چارپائی پر پہلے لفافہ بچھا کر اس پر ازار بچھا دو۔ پھر کُرتہ کا نچلا نصف حصہ بچھاؤ اور اوپر کا باقی نصف حصہ سمیٹ کر سرھانے کی طرف رکھ دو، پھر میت کو غسل کے تختہ سے آہستگی سے اٹھا کر اس بچھے ہوئے کفن پر لٹا دو اور قمیص کا جو نصف حصہ سرھانے کی طرف رکھا تھا اس کو سر کی طرف اُلٹ دو کہ قمیص کا سوراخ (گریبان) گلے میں آ جائے اور پیروں کی طرف بڑھا دو۔ جب اس طرح قمیص پہنا چکو تو غسل کے بعد جو تہبند میت کے بدن پر ڈالا گیا تھا وہ نکال دو اور اس کے سر اور داڑھی پر عطر وغیرہ خوشبو لگا دو، پھر پیشانی، ناک اور دونوں ہتھیلیوں اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر کہ جن اعضاء پر بندہ سجدہ کرتا ہے، کافور مَل دو۔

اس کے بعد ازار کا بایاں پلہ (کنارہ) میت کے اوپر لپیٹ دو پھر دایاں لپیٹو، یعنی بایاں پلہ نیچے رہے اور دایاں اوپر۔ پھر لفافہ اسی طرح لپیٹو کہ بایاں پلہ نیچے اور دایاں پلہ اوپر رہے، پھر کپڑے کی دھجی (کتر) لے کر کفن کو سر اور پاؤں کی طرف سے باندھ دو اور بیچ میں سے کمر کے نیچے کو بھی ایک دھجی نکال کر باندھ دو تا کہ ہوا سے ہلنے جُلنے سے کُھل نہ جائے۔

(فتاویٰ شامیہ)

عورت کو کفنانے کا مسنون طریقہ

عورت کے لئے پہلے لفافہ بچھا کر اس پر سینہ بند اور اس پر ازار بچھاؤ پھر قمیص کا نچلہ حصہ بچھاؤ اور اوپر کا باقی حصہ سمیٹ کر سرھانے کی طرف رکھ دو، پھر میت کو غسل کے تختے سے آہستگی سے اٹھا کر اس بچھے ہوئے کفن پر لٹا دو، اور قمیص کا جو نصف حصہ سرھانے کی طرف رکھا تھا، اس کو سر کی طرف الٹ دو کہ قمیص کا سوراخ (گریبان) گلے میں آ جائے اور پیروں کی طرف بڑھا دو، جب اس طرح قمیص پہنا چکو تو جو تہبند غسل کے بعد عورت کے بدن پر ڈالا گیا تھا وہ نکال دو، اور اس کے سر پر عطر وغیرہ کوئی خوشبو لگا دو، عورت کو زعفران بھی لگا سکتے ہیں۔ پھر پیشانی، ناک اور دونوں ہتھیلیوں اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر کافور مَل دو، پھر سر کے بال کو دو حصے کر کے قمیص کے اوپر سینہ پر ڈال دو، ایک حصہ داہنی طرف اور دوسرا بائیں طرف، پھر سر بند یعنی اوڑھنی سر پر اور بالوں پر ڈال دو، ان کو باندھنا یا لپیٹنا نہیں چاہئے۔

اس کے بعد میت کے اوپر ازار اس طرح لپیٹو کہ بایاں پلہ نیچے اور دایاں پلہ اوپر رہے، سر بند اس کے اندر آ جائے گا۔ اس کے بعد سینہ بند، سینہ کے اوپر بغلوں سے نکال کر

گھٹنوں تک دائیں بائیں سے باندھو، پھر لفافہ اسی طرح لپیٹو کہ بایاں پلہ نیچے اور دایاں اوپر رہے، اس کے بعد دھجی سے کفن کو سر اور پاؤں کی طرف سے باندھ دو، اور بیچ میں کمر کے نیچے کو بھی ایک بڑی دھجی نکال کر باندھ دو تا کہ ہلنے جلنے سے کھل نہ جائے۔

(شامی، البحر الرائق)

نمازِ جنازہ

نماز جنازہ کے فرائض:

1. قیام
2. چار تکبیریں

نمازِ جنازہ کے واجب:

جنازہ سے فارغ ہو کر سلام پھیرنا واجب ہے۔

نمازِ جنازہ کی سنتیں:

1. ثناء پڑھنا
2. درود شریف پڑھنا
3. دعاء میّت پڑھنا
4. اسی ترتیب سے پڑھنا

نمازِ جنازہ کی سنتیں:

1. امام کا میت کے سینے کے سامنے کھڑا ہونا۔ (بخاری ۱/۱۷۷، فقہ السنہ ۲۶۷)
2. پہلی تکبیر کے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا۔ (فقہ السنہ ۲۶۷)
3. ثنا یعنی اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۲۹۵ عن الشعبی رحمۃ اللہ علیہ، فقہ السنہ ۲۶۷)

4. درود شریف پڑھنا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۲۹۶ عن الشعبی رحمۃ اللہ علیہ، فقہ السنہ ۲۶۷)
5. میت کے لیے دعا کرنا۔ (حوالہ بالا)

جنازہ لے جانے کا مسنون طریقہ

اگر میت شیر خوار بچہ یا اس سے کچھ بڑا ہو تو لوگوں کو چاہئے کہ اسے دست بدست لے جائیں۔ یعنی ایک آدمی اس کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا لے۔ پھر اس سے دوسرا آدمی لے لے۔ اسی طرح بدلتے ہوئے لے جائیں۔ (عالمگیری، بدائع الصنائع)

میت اگر بڑی ہو (عورت یا مرد ہو) تو اس کو چارپائی وغیرہ پر لٹا کر لے جائیں۔ سرھانا کا حصہ آگے رکھیں، اور اس کے چار پایوں کو ایک ایک آدمی اٹھا لے، اور چارپائی کو کندھوں پر رکھنا چاہئے۔ (شرح الہدایۃ)

اٹھانے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ پہلے میت کے داہنی طرف کا اگلا پایا اپنے کندھے پر رکھ کر کم از کم ۱۰ قدم چلے، اس کے بعد اسی طرف کا پچھلا پایا اپنے بائیں کندھے پر رکھ کر کم از کم ۱۰، ۱۰ قدم چلے تا کہ چاروں پایوں کو ملا کر ۴۰ قدم ہو جائیں۔ (درمختار)

مسئلہ: جنازہ کو تیز قدم لے جانا مسنون ہے، مگر نہ اتنا تیز کہ نعش کو حرکت و اضطراب ہونے لگے۔ (بہشتی گوہر)

مسئلہ: جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا مستحب ہے اور اگر سواری ہو تو جنازے کے پیچھے چلے۔ (بہشتی گوہر)

مسئلہ: جنازے کے ساتھ پیچھے چلنا مستحب ہے۔



مسئلہ: جولوگ جنازے کے ساتھ ہوں انہیں جنازے کے دائیں بائیں نہیں چلنا چاہئے۔
(عالمگیری)

تدفین کا مسنون طریقہ

میت اگر بڑی ہو (عورت یا مرد ہو) تو اس کو چارپائی وغیرہ پر لٹا کر لے جائیں۔ سرھانا کا حصہ آگے رکھیں، اور اس کے چارپایوں کو ایک ایک آدمی اٹھالے، اور چارپائی کو پہلے قبلہ کی سمت قبر کے کنارے اس طرح رکھیں کہ قبلہ میت کے دائیں طرف ہو، پھر اتارنے والے قبلہ رو کھڑے ہو کر میت کو احتیاط سے اٹھا کر قبر میں رکھ دیں قبر میں رکھتے وقت ((بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ)) کہنا مستحب ہے۔
(زاد المعاد ابن القیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ)

قبر میں اتارنے والوں کا طاق یا جفت ہونا مستحب نہیں ہے۔
(بہشتی زیور تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

میت کو قبر میں رکھ کر دائیں پہلو پر اس کو قبلہ رو کر دینا مسنون ہے۔ صرف منہ قبلہ کی طرف کر دینا کافی نہیں بلکہ پورے بدن کو اچھی طرح کروٹ دے دینا چاہئے، اور قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی وہ گرہ جو کفن کھل جانے کے خوف سے دی گئی تھی کھول دی جائے۔ عورت کو قبر میں اتارتے وقت پردہ کر کے اتارنا چاہئے اور اگر میت کے بدن کا ظاہر ہو جانے کا خوف ہو تو پردہ واجب ہے۔ (بہشتی زیور تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

سکرات الموت کی سنتیں (تلقین)

جب کسی پر موت کا اثر ظاہر ہو تو اس کو چت لٹا دو، اس طرح کہ قبلہ اس کی داہنی طرف

ہو اور سر کو ذرا قبلہ کی طرف گھما دو، یا اس کے پاؤں قبلہ کی طرف کر دو اور سر کو نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر ذرا اونچا کر دو، اس سے بھی قبلہ رخ ہو جائے گا۔ (عمدۃ الفقہ)

پھر اس کے پاس بیٹھ کر کلمہ شہادت کی تلقین کریں اور بلند آواز سے کہے۔ مگر اس کو کلمہ پڑھنے کا حکم نہ دو، کیونکہ مشکل وقت ہے نہ معلوم اس کے منہ سے کیا نکل جائے۔ جب وہ ایک دفعہ کلمہ پڑھ لے تو چپ ہو جاؤ اور اگر کلمہ پڑھنے کے بعد کوئی دنیا کی بات کرے تو پھر کلمہ دوبارہ پڑھنے کی تلقین کرو۔ (تذکرۃ امام قرطبی)

جب سانس اکھڑ جائے اور جلدی جلدی چلنے لگے اور ٹانگیں ڈھیلی پڑ جائیں کہ کھڑی نہ ہو سکیں اور ناک ٹیڑھی ہو جائے اور کنپٹیاں بیٹھ جائیں تو سمجھ لو کہ اس کی موت کا وقت آ گیا۔ اس وقت کلمہ زور زور سے پڑھنا شروع کر دو۔

(اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ آسانی فرمائے)

تعزیت کی سنتیں

1. میت کے اعزا کو تسکین و تسلی دینا اور صبر کے فضائل سنانا میت کے لئے اور ان کے اعزا کے لئے دعا کرنا سنت ہے۔ اس کو تعزیت کہتے ہیں۔ (فتاویٰ شامیہ)
2. تین دن کے بعد تعزیت مکروہ ہے۔ (بہشتی زیور، کتب فقہ)

لیکن اگر تعزیت کرنے والا یا میت کے اعزہ سفر میں ہوں اور تین دن کے بعد آئیں تو اس صورت میں تین دن کے بعد بھی تعزیت مکروہ نہیں۔ (عالمگیری)

3. جو شخص ایک بار تعزیت کر چکا ہو اس کو دوبارہ تعزیت کرنا مکروہ ہے۔
(شامیہ، عالمگیری)

4. میت کی تعزیت اس کی قبر کے پاس کرنا مکروہ ہے۔(درمختار،خیرالفتاویٰ)
5. تدفین کے بعد مستقل تعزیت کے لئے بیٹھے رہنا مکروہ ہے (شامی)
6. تدفین سے پہلے تعزیت جائز ہے بشرطیکہ تجہیز وتکفین میں تاخیر نہ ہو۔
(المدخل:ج۳ص۲۵۴،ابن الحجاج مکی علیہ الرحمۃ)
7. اہل میت اگر دور ہوں تو خط کے ذریعے بھی تعزیت کی جاسکتی ہے۔حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی تعزیت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خط کے ذریعے فرمائی تھی۔
8. تعزیت کا وقت موت کے وقت سے لے کر تین دن تک ہے۔دفن سے پہلے بھی تعزیت جائز ہے مگر دفن کے بعد اولیٰ ہے کہ میت کے فراق کی وجہ سے ان کو تسلی دی جائے۔
(عمدۃ الفقہ)
9. بہتر یہ ہے کہ عام تعزیت کی جائے میت کے چھوٹے ہوں یا بڑے سب کے پاس جائے۔(عمدۃ الفقہ)
10. تین دن تک غمخواری اور تعزیت کے لئے بیٹھنے کا انتظام کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں مگر خلاف اولیٰ ہے۔(عمدۃ الفقہ)
11. مستحب ہے کہ اس دن اور رات کا کھانا میت کے عزیز واقارب تیار کر کے ان کے گھر بھیج دیں۔(عمدۃ الفقہ،حدیث)
12. بعض لوگ جماعتیں بنا کر تعزیت کے لئے جاتے ہیں یہ درست نہیں۔ہر ایک کے لئے مستقل تعزیت کرنا مسنون ہے۔(احسن الفتاویٰ)
13. اگر گھر کا کوئی بڑا فرد ہو اور اس کے ماتحت گھر کے دوسرے لوگ بھی ہوں تو صرف بڑے کی تعزیت کافی ہو جائے گی۔(احسن الفتاویٰ)

گھر سے نکلنے کی سنتیں

حدیث 1 گھر سے نماز کے لیے نکلتے وقت مسواک کرنا مسنون ہے۔
(مجمع الزوائد ۲/۹۹، ترغیب ۱۶۶ عن زید بن خالد)

حدیث 2 سفر کے لیے نکلنے سے پہلے اپنے گھر میں دو رکعت نفل نماز پڑھنا مسنون ہے۔(مشکوٰۃ النووی، کنز الدعا ۸۲)

گھر سے نکلنے کی عظیم دعا

حدیث 3 حدیث شریف میں ہے کہ جب آدمی گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھتا ہے تو محافظ فرشتے مقرر ہو جاتے ہیں۔اسے کہا جاتا ہے کہ بس تجھے بس ہے، تجھے ہدایت مل گئی، تجھے یہ کافی ہو گئی اور تو بچا لیا گیا اور شیطان اس شخص سے دور ہو جاتا ہے۔دعا یہ ہے:

((بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ))

''میں اللہ کا نام لیکر نکلا میں نے اللہ پر بھروسہ کیا گناہوں سے بچنے کی اور عبادت کرنے کی طاقت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔''
(ابو داؤد ۲/۳۳۸، ترمذی ۲/۱۸۰، امداد الباری ۲/۱۹۳)

حدیث 4 اطمینان سے جانا، دوڑ کر نہ جانا۔(یہ صرف مسجد کے لیے ہے۔)
(مسلم ۱/۲۲۰)



گھر میں داخل ہونے کی سنتیں

حدیث 1 گھر میں داخل ہوتے وقت مسواک کرنا مسنون ہے۔

(صحیح ابن خزیمہ ۱/۷۰، سنن کبریٰ ۳۴)

حدیث 2 گھر میں داخل ہوتے وقت گھر والوں کو سلام کرنا۔

(ابوداؤد ۲/۳۳۹، مشکوٰۃ ۲/۳۹۹، رقم ۲۱۵، کنز الدعا ۵۶ عن ابی مالک اشعری رضی اللہ عنہ)

حدیث 3 اجازت طلب کرنے والے سے جب پوچھا جائے تم کون ہو؟ تو سنت یہ ہے کہ وہ جس نام یا کنیت سے مشہور ہو وہ بیان کرے ''میں میں'' یا اس قسم کے الفاظ نہ بولے۔ (بخاری ۶۲۵۰، مسلم ۲۱۵۵)

گھر میں داخل ہونے کی دعا

حدیث 4 حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص گھر میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھ کر گھر والوں کو السلام علیکم کہے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلِجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰہِ خَرَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا))

''اے اللہ میں تجھ سے اچھا داخل ہونا اور اچھا نکلنا مانگتا ہوں اور ہم اللہ کا نام لیکر داخل ہوئے اور اللہ کا نام لے کر نکلے اور ہم نے اپنے رب اللہ پر بھروسہ کیا۔''

(ابوداؤد ۲/۳۳۹، مشکوٰۃ ۱/۲۱۵)

گھر میں آنے جانے کے آداب اور سنتیں

1. گھر میں داخل ہوتے وقت کوئی نہ کوئی ذکر کرتا رہے۔ (حصن حصین، ص: ۱۴۰)
2. گھر میں موجود بیوی بچوں وغیرہ کو سلام کرنا۔

(السنن اللامام ابی دائود، کتاب الادب، باب کیف یکون الرجل فی اھلہ، ص: ۵۱۰، رقم: ۶۰۳۹)

بعض علماء نے لکھا ہے کہ اس وقت گھر میں کوئی نہ ہو تو اسطرح سلام کرے۔

((اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ))

(الحصن الحصین من کلام سید المرسلین: ص: ۱۴۰)

3. گھر میں داخل ہونے سے قبل گھر والوں کو کنڈی یا پیروں کی آہٹ یا کھنکھار سے خبردار کر دینا۔ کیونکہ بعض مرتبہ والدہ، بہن، بیٹی وغیرہ ایسی حالت میں بیٹھی ہوتی ہیں کہ اچانک پہنچ جانے سے ان کو شرم وحیا آتی ہے۔

(الصحیح الامام مسلم کتاب الدعوات، باب الدعاء اذا انتبہ... ص: ۵۳۲، رقم: ۶۳۱۶)

4. جب سنت فجر پڑھ کر اپنے گھر سے نماز فجر کیلئے نکلو تو اثناء راہ میں یہ دعا پڑھو:

((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا))

(السنن اللامام ابی دائود، کتاب الادب، باب کم مرۃ یسلم، ص: ۵۱۸۶)

5. جب کسی کے گھر کے دروازے پر جائیں تو سامنے کھڑے نہ ہوں بلکہ دائیں یا بائیں کھڑے ہوں اور بات چیت سے پہلے السلام علیکم کہیں۔

(الموطا الامام مالک، ۹۳۶، ۲ الاستیذان)

6. آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر میں خانگی کام بھی کرتے تھے اور جب نماز کا وقت آتا تو نماز کیلئے چلے جاتے۔ اس وقت سارا کام کاج چھوڑ دیتے اور گھر والوں سے کوئی مطلب نہیں رکھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گھر اور گھر والوں کی خدمت اور کام میں لگے رہنا

انبیاء کی سنت اور صالحین کے طور طریقوں میں سے ہے بشرطیکہ گھریلو کام کاج سنت سمجھ کر کرے۔

7. آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز (نفل) پڑھتے اور پھر لوگوں سے ملاقات کیلئے وہاں بیٹھتے (پھر گھر تشریف لے جاتے)۔

(الصحیح الامام البخاری، کتاب الاستیذان، باب غلق الابواب، وباب لاتترک النار فی البیت، ص: ۵۳۰)

8. فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: جب تم سونے لگو تو گھروں میں آگ نہ چھوڑو یعنی گھر میں کسی جگہ آگ ہو تو اس کو بجھا دو۔

(الصحیح الامام البخاری، کتاب الاستیذان، باب غلق الابواب، وباب لاتترک النار فی البیت، ص: ۵۳۰)

9. جب دور دراز کے سفر سے بہت دنوں بعد واپس لوٹے تو سنت یہ ہے کہ اچانک گھر میں داخل نہ ہو بلکہ اپنے آنے کی خبر کرے اور کچھ دیر بعد گھر میں داخل ہو۔ ایسے ہی اگر رات گئے دیر سے آئے تو فوراً گھر میں نہ جائے بلکہ بہتر یہ ہے کہ صبح کو (یا اطلاع کر کے) مکان میں جائے۔ البتہ گھر والے تمہارے دیر سے آنے پر آگاہ ہوں اور ان کو تمہارا انتظار بھی ہو تو اس وقت گھر میں داخل ہونے پر کوئی حرج نہیں۔

(الصحیح الامام مسلم، کتاب الامارۃ، باب کراہتہ الطروق، ص: ۱۰۲۱)

اللہ رب العزت ہم سب کو ان سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

السلام علیکم کہنے کی سنتیں

1. {السلام علیکم} کہنا سنت ہے، بعض لوگ سلام علیکم کہتے ہیں یہ غلط ہے "الف" اور "

لام" کے ساتھ کہے السلام علیکم۔

2. اگر سلام کہنے والا {السلام علیکم ورحمۃ اللہ} کہے تو سننے والا جواب میں {وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ} کہے۔ اس طرح اگر سلام کہنے والا {السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ} کہے تو جواب میں سننے والا {وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ} کہے۔

3. بلند جگہ والا نیچے والے کو پہلے سلام کرے اسی طرح سوار پیدل چلنے والے کو سلام میں پہل کرے اسی طرح اکیلا شخص زیادہ لوگوں کو سلام کہے۔

4. مجلس میں آئے تو سب کو باآواز مناسب ایک دفعہ السلام علیکم کہے۔ مصافحہ صرف صدر مجلس سے کرے۔

5. اگر بیان ہو رہا ہو یا تعلیم ہو رہی ہو، یا ذکر و اذکار میں مشغول ہوں یا کسی خاص کام یا کسی خاص مشورہ وغیرہ میں مشغول ہوں تو آنے والا خاموش بیٹھ جائے فراغت کے بعد سلام کرے۔

6. سلام میں پہل کرنا سنت ہے۔

(شمائل ترمذی)

7. سلام کو عام کرنا سنت ہے۔

8. ذرا سی جدائی کے بعد بھی سلام کرنا سنت ہے۔

9. بچوں کو سلام کرنا سنت ہے۔

10. رات میں گھر آنے پر نہایت پست آواز سے سلام کرنا سنت ہے۔

11. اگر کوئی غائب کا سلام پہنچائے تو یہ الفاظ کہنا {علیک وعلیہ السلام}

12. کسی کے گھر تشریف لے جائے تو دروازے پر ہی باآواز بلند سلام کرنا سنت ہے۔

(اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب سنتیں و آداب زندگی)

گھر میں آنے جانے کے متعلق سنتیں

((عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَیْتِہٖ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یُقَالُ لَہٗ حِیْنَئِذٍ ھُدِیْتَ وَکُفِیْتَ وَوُقِیْتَ فَیَتَنَحّٰی لَہُ الشَّیْطَانُ وَیَقُوْلُ شَیْطَانٌ اٰخَرَ کَیْفَ لَکَ بِرَجُلٍ قَدْ ھُدِیَ وَکُفِیَ وَوُقِیَ))

(السنن للامام ابی داؤد کتاب الادب، باب ما یقول اذا خرج من بیتہ، ج:۲، ص:۴۶۷، رقم:۵۰۹۵)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جب کوئی شخص گھر سے باہر نکلتا ہے اور پھر یہ دعا پڑھتا ہے:

((بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ))

''نکلتا ہوں میں اللہ کے نام کے ساتھ بھروسہ کیا میں نے اللہ پر اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور عبادت کرنے کی قوت اللہ رب العزت ہی کی طرف سے ہے''

تو اس وقت اس سے کہا جاتا ہے کہ اے اللہ کے بندے تجھے راہ راست دکھائی گئی تجھے (جمیع مہمات اور تمام امور میں) غیر اللہ سے مستغنی کر دیا گیا اور تو تمام برائیوں سے محفوظ رہا۔ چنانچہ یہ سن کر شیطان چلا جاتا ہے اور دوسرا شیطان اس سے کہتا ہے کہ تو اس شخص پر کیوں کر قابو پا سکتا ہے جسے راہ راست دکھائی گئی، جسے غیر سے مستغنی کر دیا گیا اور جو تمام برائیوں سے محفوظ رہا۔''

(ترمذی نے اس روایت کو لفظ فیتحی لہ الشیطان تک نقل کیا ہے۔) اس حدیث شریف میں گھر سے باہر جانے کی دعا اور اس کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ یعنی جب تو نے گھر سے باہر جاتے وقت اللہ رب العزت کا نام لیا اور اس کی ذات پر توکل و اعتماد کیا اور

لاحول پڑھ کر اپنے آپ کو عاجز جانا، اس لئے تو نے راہ راست پائی۔ کیونکہ راہ راست یہی ہے کہ بندہ اللہ رب العزت کو یاد کرے اور اسی پر اعتماد کر کے اپنے تمام امور اسی کی طرف سونپ دے۔ اس سے بندہ شیاطین کے شر سے محفوظ ہو کر اپنے رب کی امان میں آجاتا ہے اور جس بندے کی یا جس کے گھر کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

گھر کا اصل مقصد قلب وجسم کا سکون ہے:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے واسطے گھروں کو سکون و آرام کا ذریعہ بنایا جس کا اصل مقصد جسم اور قلب کا سکون ہے کیونکہ عادتاً انسان کا کسب و عمل گھر سے باہر ہوتا ہے جو اس کی حرکت و محنت سے وجود میں آتا ہے تو انسان کے گھر کا اصلی منشا یہ ہے کہ جب حرکت و عمل سے تھک جائے تو گھر میں آکر آرام کرے اور سکون حاصل کرے اگرچہ بعض اوقات انسان اپنے گھر میں حرکت و عمل میں بھی مشغول رہتا ہے مگر یہ عادتاً کم ہے قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمْ مِّنْ م بُیُوْتِکُمْ سَکَنًا وَّجَعَلَ لَکُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُیُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَھَا یَوْمَ ظَعْنِکُمْ وَیَوْمَ اِقَامَتِکُمْ﴾

(پارہ:۱۴، سورۃ النحل، الایۃ:۸۰)

''اور اللہ رب العزت نے تمہارے واسطے (حالت حضر میں) تمہارے گھروں میں رہنے کی جگہ بنائی اور (حالت سفر میں) تمہارے لئے جانوروں کی کھال کے گھر (یعنی خیمے) بنائے جن کو تم اپنے کوچ کے دن اور مقام کے دن ہلکا (پھلکا) پاتے ہو۔''

اس آیت کے پہلے حصے میں مستقل مکان کا ذکر فرمایا اور دوسرے حصے میں عارضی مکان

یعنی خیمہ کا ذکر فرمایا دونوں صورتوں میں اصل مقصد انسان کے آرام وسکون کا سامان ہے جو قدرت کی طرف سے عطا شدہ ہے اور سکون درحقیقت قلب ودماغ کا سکون ہے۔ وہ انسان کو گھر میں ہی حاصل ہوتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ انسان کے مکان کی سب سے بڑی صفت یہ ہے کہ اس میں قلب ودماغ کو سکون ملے۔ آج کی دنیا میں تعمیرات کا سلسلہ اپنے عروج پر ہے اور ان میں نمود ونمائش پر بے حد خرچ بھی کیا جاتا ہے لیکن ان میں سے ایسے مکانات بہت کم ہیں جن میں قلب وجسم کو سکون حاصل ہو۔ بعض اوقات مصنوعی تکلفات خود ہی آرام وسکون برباد کر دیتے ہیں اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو گھر میں جن لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے وہ اس سکون کو ختم کر دیتے ہیں۔ ایسے عالی شان مکانات سے وہ جھگی اور جھونپڑی ہی اچھی ہے جس کے رہنے والے کے قلب وجسم کو سکون حاصل ہو۔ قرآن کریم میں انسان کے گھر کا اصل مقصد اور سب سے بڑی غرض وغایت سکون کو قرار دیا ہے۔ اسی طرح ازدواجی زندگی کا اصل مقصد بھی سکون قرار دیا ہے، ارشاد فرمایا:

﴿لِتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا﴾

جس ازدواجی زندگی سے یہ مقصد حاصل نہ ہو وہ اس کے اصل فائدے سے محروم ہیں۔ آج کی دنیا میں ان چیزوں میں رسمی اور غیر رسمی تکلفات اور ظاہری نمود ونمائش کی حد نہیں رہی اور مغربی تمدن ومعاشرت نے ان چیزوں میں ظاہری زیب وزینت کے سارے سامان جمع کر دیئے ہیں مگر سکون قلب وجسم سے قطعاً محروم کر ڈالا ہے۔

(معارف القرآن ج:۵، ص:۵۸۰)

آج بھی جن گھروں میں ٹی وی اور وی سی آر وغیرہ اور مغربی تہذیب وتمدن نہیں ہے وہاں سکون ہے۔ اندرون خانہ اور ازدواجی زندگی میں سکون وآرام تب مل سکتا ہے جب ٹی وی، وی سی آر اور مغربی تہذیب وتمدن کو نکال باہر کریں اور گھروں میں اللہ رب

العزت کی یاد ہو۔ کلام اللہ کی تلاوت ہو اور سنت رسول اللہ ﷺ کا احیا ہو۔ حلال کمائی سے کی گئی جائز تعمیر ہو اور رزق بھی حلال ہو تو پھر وہ گھر اور ازدواجی زندگی جنت کا گہوارہ ہیں اور یہی اصل غرض وغایت ہے مکان اور ازدواجی زندگی کی۔

اگلی آیت کے آخر میں فرمایا:

﴿كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ﴾

''اللہ تعالیٰ تم پر اس طرح کی نعمتیں پوری کرتا ہے تاکہ تم (ان نعمتوں کی شکر گزاری میں) فرمابردار رہو''

ہر چند کہ بعض مصنوعات میں انسانوں کا عمل ہوتا ہے مگر ان کا مادہ اور ان کے بنانے کا سلیقہ اور انسانوں کی عقل ودانش وغیرہ سب کچھ تو اللہ رب العزت کا ہی پیدا کیا ہوا ہے۔ اس لئے منعم حقیقی اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی نعمتوں پر شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اس لئے لازم ہے کے گھر اور ہر جگہ اس کے احکام اور اس کے پیارے پیغمبر ﷺ کی سنتوں پر عمل کیا جائے۔

سفر کی سنتیں

جب سفر کا ارادہ ہو تو یہ دعا پڑھے:

حدیث 1

((اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصُوْلُ وَبِكَ اَحُوْلُ وَبِكَ اَسِيْرُ)) (مجمع الزوائد ۱۰/۱۳۰)

''اے اللہ میں تیری مدد سے دشمنوں پر حملہ کرتا ہوں اور تیری مدد سے ان کو دفع کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے چلتا ہوں۔''



حدیث 2 جب کوئی شخص بتائے کہ وہ سفر پر جا رہا ہے تو اس کو یہ دعا دی جائے:

((زَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقْوٰی وَغَفَرَ ذَنْبَکَ وَیَسَّرَ لَکَ الْخَیْرَ حَیْثُ مَا کُنْتَ))

''اللہ تعالیٰ پرہیزگاری کو تیرے سفر کا سامان بنائے اور تیرے گناہ بخشے اور جہاں تو جائے وہاں تیرے لئے خیر کو آسان کر دے۔

(ابن السنی ۱۳۴)

حدیث 3 جب گھر سے سفر کے لیے روانہ ہو تو یہ دعا پڑھے:

((اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَاعْتَصَمْتُ بِاللّٰہِ وَتَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ))

''میں اللہ پر ایمان لایا اور اللہ کا سہارا پکڑتا ہوں اور اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں اور اللہ کے سوا کوئی طاقت اور قوت نہیں دے سکتا۔''

(ابن السنی ۱۳۱، مجمع الزوائد ۱۰/۱۲۸)

حدیث 4 رسول اللہ ﷺ کسی شخص کو رخصت کرتے تو اس کا ہاتھ پکڑتے اور یہ دعا فرماتے:

((اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ))

''میں اللہ کے سپرد کرتا ہوں تیرا دین اور تیری امانت داری کی صفت اور تیرے عمل کا انجام۔''

(ابن ماجہ ۲/۲۰۲، ترمذی ۲/۱۸۲، مشکوٰۃ ۲۱۴، ابوداؤد ۱/۳۵۰)

حدیث 5 مسافر رخصت کرنے والوں کو یہ دعا دے:

((اَسْتَوْدِعُکُمُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا تَضِیْعُ وَدَآئِعَہ))

''میں آپ کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں جس کی حفاظت میں دی ہوئی چیزیں ضائع نہیں ہوتیں۔''

(کتاب الاذکار عن ابن السنی ۱۸۶، ابن ماجہ ۲/۲۰۲)

حدیث 6 جہاں تک ہو سکے سفر میں کم از کم دو آدمی جائیں۔ تنہا آدمی سفر نہ کرے۔ البتہ ضرورت اور مجبوری میں کوئی حرج نہیں کہ تنہا آدمی سفر کرے۔

(فتح الباری ۶/۵۳)

حدیث 7 سواری کے لیے رکاب میں پاؤں رکھیں تو بسم اللہ الرحمن الرحیم کہیں اور جانور کی پشت یا سیٹ پر بیٹھ کر الحمد للہ پڑھے۔ (بخاری، ترمذی، کنز الدعاء ۸۵)

حدیث 8 جب کسی سواری پر بیٹھ جائے تو یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر

((سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ))

''پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارے قبضے میں دے دیا ہم تو اس قابل نہ تھے اور بلاشبہ ہمیں اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

(مسلم ۱/۴۳۴ مع زیادۃ فی الدعاء)

حدیث 9 جب کشتی، بحری جہاز یا سواری چلنے لگے تو یہ دعا پڑھے جس کی برکت سے ہر قسم کے حادثے سے انسان محفوظ رہتا ہے:

((بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ))

''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ہے اس کا چلنا اور ٹھہرنا بیشک میرا پروردگار ضرور بخشنے والا اور مہربان ہے۔''

(القرآن، عمل الیوم واللیلہ ۱۳۴، کنز العمال ۶/۷۰۹)

حدیث 10 جب سواری کو ٹھوکر لگے یا دھکا لگے تو بسم اللہ کہنا چاہیے اور اگر کوئی سواری ٹھیک نہ چل رہی ہو یا اسے چلانا مشکل ہو رہا ہو تو یہ آیت پڑھے:

﴿اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ وَلَہٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ

كَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿

''تو کیا یہ اللہ کے دین کے سوا کچھ اور چاہتے ہیں؟ حالانکہ اسی کے مطیع ہیں جو کچھ آسمانوں اور زمین میں رہنے والے ہیں، خواہ خوشی سے یا زبردستی اور اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔''

(ابن السنی ۱۳۴)

نوٹ: اگر سواری کا جانور سرکشی کرے تو اس کے کان میں آیت بالا پڑھی جائے۔

حدیث 11 مسافرت میں ٹھہرنے کی ضرورت پیش آئے تو سنت یہ ہے کہ راستہ سے ہٹ کر قیام کرے۔ راستہ میں پڑاؤ نہ ڈالے کہ آنے جانے والوں کا راستہ رکے اور ان کو تکلیف ہو۔ (مسلم ۲/۱۴۴)

حدیث 12 سفر کے دوران جب سواری بلندی پر چڑھے تو اللہ اکبر کہے۔

(بخاری ۱/۴۲۰، ابن السنی ۱۳۸، کنز الدعاء ۹۳)

حدیث 13 سفر کے دوران جب سواری کسی نشیب یا پستی میں اترنے لگے تو سبحان اللہ کہے۔ (بخاری ۱/۴۲۰، ابن السنی ۱۳۸، کنز الدعاء ۹۳)

حدیث 14 سفر کے دوران جب کسی گھر یا جگہ پر قیام کرے تو یہ پڑھے:

((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ)) (مسلم ۲/۳۴۷)

''اللہ تعالیٰ کے پورے کلموں کے واسطے سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اسکی مخلوق کے شر سے''

حدیث 15 اگر سفر کے دوران کسی غیر آباد ویرانے میں رات آجائے اور وہاں قیام کرنا پڑے تو اس سرزمین کو خطاب کر کے کہے:

((يَا اَرْضُ رَبِّيْ وَرَبُّكِ اللّٰهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَ شَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ وَشَرِّ مَا يَدُبُّ عَلَيْكِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَسَدٍ وَّاَسْوَدَ وَمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ شَرِّ

سَاكِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ وَّالِدٍ وَّمَا وَلَدَ)) (ابوداؤد ۱/۳۵۰)

''اے زمین میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں تیرے شر سے اور ان چیزوں کے شر سے جو تجھ میں پیدا کی گئی ہیں اور تجھ پر چلتی ہیں اور اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیر سے اژدھے سے اور سانپ سے اور بچھو سے اور باپ سے اور اولاد سے اور اس شہر کے رہنے والوں کے شر سے''

حدیث 16 جب کسی بستی یا شہر میں داخل ہونے لگے تو اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهَا ''اے اللہ تو اس برکت عطا فرما'' تین مرتبہ پڑھے پھر یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا وَحَبِّبْنَا اِلٰى اَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِيْ اَهْلِهَا اِلَيْنَا رَبِّ اِنِّيْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ)) (مجمع الزوائد ۱۳۴)

''اے اللہ تو ہمیں اس کے میوے نصیب فرما اور یہاں کے باشندوں کے دلوں میں ہماری محبت اور یہاں کے نیک لوگوں کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا فرما، اے میرے رب جو کچھ تو میری طرف نازل کرے میں اس کا محتاج ہوں۔''

حدیث 17 جب کوئی شخص کسی نئی بستی میں داخل ہو تو یہ دعا کرے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا)) (الطبرانی ۳۴)

''اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے اس بستی کی، اس کے رہنے والوں کی اور جو کچھ اس بستی میں ہے اس کی بھلائی نصیب ہو اور میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس کی اس کے رہنے والوں کی اور جو کچھ اس بستی میں ہے اس کی برائی سے۔''

حدیث 18 دور دراز سفر سے بہت دنوں کے بعد زیادہ رات گذرنے کے بعد اگر

گھر آئے تو اسی وقت گھر میں نہ جائے بلکہ بہتر ہے کہ صبح کو مکان میں جائے۔
(مشکوۃ ۳۳۹)

نوٹ: اگر اہل خانہ کو دیر سے آنے کی اطلاع ہو اور ان کو انتظار بھی ہو تو اسی وقت گھر میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ (مرقاۃ ۷/۳۳۸)

حدیث 19 سفر میں کتا اور گھنگھرو ساتھ رکھنے کی حدیث شریف میں ممانعت آئی ہے۔(مسلم ۱/۲۰۲)

حدیث 20 سفر کو روانہ ہونے سے قبل اپنے گھر میں دو رکعت نفل نماز پڑھنا مسنون ہے۔(مشکوۃ ۱/۱۳۹ نعیمیہ، النووی، کنز الدعاء ۸۲)

حدیث 21 سفر سے لوٹ کر آنے والے کے لیے یہ مسنون ہے کہ گھر میں داخل ہونے سے پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نفل نماز پڑھے۔ (مشکوۃ ۱/۱۳۹ نعیمیہ)

حدیث 22 ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی جنگ یا حج یا کسی سفر وغیرہ سے واپس ہوتے تو ہر بلند جگہ پر تین دفعہ اللہ اکبر کہتے پھر یہ دعا پڑھتے:

((لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ)) (بخاری ۲/۹۴۵، مسلم ۱/۴۳۵)

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے سب تعریف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، بندگی کرنے والے ہیں سجدہ کرنے والے ہیں، اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دیا اور اللہ نے اپنے بندے کی مدد کی، اور اسکے مخالف لشکروں کو شکست دی۔''

حدیث 23 سفر سے واپس ہو کر جب گھر میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے:

((اَوْبًا اَوْبًا لِّرَبِّنَا تَوْبًا لَّا يُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْبًا))

''میں واپس آیا ہوں، میں واپس آیا ہوں اپنے رب کے سامنے ایسی توبہ کرتا ہوں جو ہم پر کوئی گناہ نہ چھوڑے۔''

(مجمع الزوائد ۱/۱۲۹، ابن السنی کتاب الاذکار ۱۹۴)

سونے کی سنتیں

حدیث 1 باوضو سونا سنت ہے۔(ابو داؤد ۱۴۷ عن براء رضی اللہ عنہ، مشکوۃ ۲۰۹)

حدیث 2 سوتے وقت مسواک کرنا مسنون ہے۔
(ابن ابی شیبہ ۱/۱۶۹، تلخیص ۱/۷۹)

حدیث 3 جب اپنے بستر پر آئے تو اسے کپڑے کے گوشے سے تین بار جھاڑے۔(بخاری ۲/۸۴، ترمذی ۲/۱۷۵ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، مشکوۃ ۱/۲۰۸)

حدیث 4 سونے سے پہلے بسم اللہ کہتے ہوئے درج ذیل امور انجام دے:

1. دروازہ بند کر دے
2. چراغ بجھا دے
3. مشکیزہ کا منہ باندھ دے
4. برتن ڈھانک دے (اگر ڈھانکنے کے لیے کوئی چیز نہ ملے تو برتن کے منہ پر چوڑائی میں ایک لکڑی رکھ دے۔)

(مسلم ۲/۱۷۰)

حدیث 5 سوتے وقت ہر آنکھ میں تین تین سلائی سرمہ لگانا مرد و عورت دونوں کے لیے مسنون ہے۔(شمائل ترمذی ۴، ترمذی ۱/۳۰۵ باب ما جاء فی الاکتحال)

حدیث 6 سونے سے پہلے تسبیح فاطمہ کا اہتمام کرے۔ یعنی ۳۳ بار سبحان اللہ،

۳۳ بار الحمدللہ، ۳۴ بار اللہ اکبر کہے۔

(بخاری ۲/۹۳۵، مسلم ۱/۳۵۱، ترمذی ۱۷۶، ابوداؤد ۳۳۴ عن علی رضی اللہ عنہ)

حدیث 7 سوتے وقت داہنی کروٹ پر قبلہ رو سونا سنت ہے۔

(ابوداؤد ۲/۳۳۲ عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا، شمائل بخاری، بخاری ۲/۹۳۳ عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

حدیث 8 آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسواک سرہانے ہوتی تھی۔

(مسند احمد ۲/۱۱۷، کنز ۷/۶۹)

حدیث 9 سونے سے قبل کنگھی کرنا۔ (سیرۃ الشامی ۷/۵۴۵)

حدیث 10 تکیہ سنت ہے۔ (سیرۃ الشامی ۵۶۸)

حدیث 11 چمڑے کا تکیہ سنت ہے۔ (ابن ابی شیبہ، سیرۃ الشامی ۷/۵۶۸)

حدیث 12 سونے کے لیے تہبند الگ رکھنا اور کپڑے اتار کر سونا مسنون ہے۔

(سبل الہدیٰ ۷/۵۷۰، طحاوی ۱/۳۰)

حدیث 13 عشاء کے بعد فوراً سونا مسنون ہے۔

(مسند احمد ۶/۲۶۴، مسند طیالسی ۱/۷۳، سبل الہدیٰ ۷/۳۹۴، بخاری ۱/۱۵۴، زرقانی ۵/۶۷، شرح مواقف ۵/۶۷)

حدیث 14 سونے سے قبل وضو وغیرہ کے لیے پانی کا انتظام رکھنا مسنون ہے۔

(ابوداؤد ۸، مسند ابی عوانہ ۲/۳۲۴، ابن حبان ۴/۷۲)

حدیث 15 سونے سے قبل پینے کا پانی رکھنا مسنون ہے۔ (ابن ماجہ ۳۰)

رات میں کتنا سونا مسنون ہے

حدیث 16 حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصف رات

آرام فرماتے تہائی رات میں بیدار ہوجاتے، پھر چھٹا حصہ (صبح صادق سے کچھ قبل) آرام فرماتے۔ (بخاری ۱/۱۵۲)

گرمی اور جاڑے میں سونے کا مسنون طریقہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت طیبہ تھی کہ جب گرمی آتی تو شبِ جمعہ سے باہر سونا اور جب سردی آتی تو شبِ جمعہ سے گھر میں سونا پسند فرماتے۔ (ابونعیم فی الطب، کنز ۷۱، جامع صغیر ۴۱۸)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ موسم کی تبدیلی سے سونے کی جگہ جاڑے اور گرمی میں بدلے تو شبِ جمعہ سے شروع کرے، کہ اس میں برکت ہے۔

قیلولہ سے متعلق سنتیں

حدیث 1 قیلولہ (دوپہر کو کھانا کھانے کے بعد آرام کرنا) سنت ہے۔

(بخاری ۲/۹۲۹، عمدۃ القاری ۲۲/۲۶۳)

حدیث 2 جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے بعد کھانا پھر قیلولہ کرنا سنت ہے۔

(بخاری ۱/۱۳۸)

سونے سے متعلق خلافِ سنت وممنوع امور کا بیان

حدیث 1 عصر کے بعد سونا از روئے شریعت عقل میں فتور پڑ جانے کا سبب ہے۔

(مطالب عالیہ ۲/۳۹۷، ادب المفرد ۵۳۷، آداب بیہقی ۴۳۴)



حدیث 2 کھانے کے بعد ہاتھ دھوئے بغیر نہیں سونا چاہیے تا کہ کوئی اذیت نہ ہو۔
(ابوداؤد ۵۳۸)

حدیث 3 گھر میں اکیلے سونا منع ہے۔ اس میں بہت سے مصالح ہیں۔ خدا نخواستہ خوف یا ڈر لاحق ہوجائے، اچانک کوئی حادثہ یا طبیعت خراب ہوجائے تو کون مدد اور دیکھ بھال کرے گا وغیرہ۔ (مصنف عبدالرزاق ۱۰/۴۲۱، مسند احمد و کنز ۱۹/۲۵۸)

حدیث 4 بلا منڈیر کی چھت پر سونا منع ہے۔
(ابوداؤد ۶۸۷، طیبی ۹/۵۲، ادب المفرد ۵۱۷)

حدیث 5 ایسے گھر میں نہ سوئے جہاں روشنی کا انتظام نہ ہوسکے، تا کہ رات کو کوئی تکلیف دہ بات پیش آجائے تو اس کا ازالہ نہ کرسکے۔ (سیرۃ الشامی ۷/۳۹۲، بزار ۲/۴۲۴)

حدیث 6 کھانے کے متصلاً بعد سونا منع ہے۔
(ترغیب ۲/۵۳۰، ابن ابی شیبہ ۹/۳۶)

حدیث 7 بیدار ہونے کے بعد دعاء ماثورہ پڑھے بغیر کام میں مصروف ہوجانا خلافِ سنت ہے۔ (ترغیب ۲/۵۳۰، ابن ابی شیبہ ۹/۳۶)

حدیث 8 بلا ذکر و تلاوت و دعائے نیند کے سوجانا جیسا کہ آج کل رواج ہے خلافِ سنت ہے۔ (ترغیب ۲/۵۳۰، ابن ابی شیبہ ۹/۳۶)

حدیث 9 صبح تک سونا تنگیٔ رزق کا باعث ہے۔ (ترغیب ۲/۵۳۰، ابن ابی شیبہ ۹/۳۶)

حدیث 10 صبح تک سونے سے شیطان کان میں پیشاب کردیتا ہے۔
(بخاری ۱۵۳)

حدیث 11 رات میں زیادہ سونا، سونے والے کو قیامت میں فقیر بنا کر چھوڑتا ہے۔ (آداب بیہقی ۲۲۵)

حدیث 12 مغرب کے بعد (اس طرح بے احتیاط سونا کہ عشاء کی جماعت کے فوت ہونے کا سبب ہوجائے) ممنوع ہے۔ (بخاری ۸۴)

حدیث 13 عشاء کے بعد شعر و شاعری، دنیوی باتوں اور لایعنی امور میں مشغول رہنا ممنوع ہے۔ (کنز ۷/۵۷۱، قرطبی ۱۳/۱۳۸)

حدیث 14 البتہ عشا کے بعد دینی گفتگو کرنا جائز ہے۔
(سیرۃ الشامی ۷/۳۹۱، مسند احمد ۱/۳۵، فتح الباری ۲/۷۴)

حدیث 15 عشاء کے بعد گھر میں بیوی بچوں سے بھی ایسی گفتگو کرنا جو ان کی تفریح طبع کا باعث ہو جائز ہے۔ (مرقاۃ ۲/۴۸)

حدیث 16 اسی طرح اگر کوئی مہمان ہو تو اس سے بھی عشاء کے بعد گفتگو کرنا جائز ہے۔

حدیث 17 راستہ پر سونا، لوگوں کے بیچ میں سونا جس سے ہر ایک کو حرج ہو ممنوع ہے۔

رات کو پڑھنے کے اوراد و اذکار اور مسنون دعائیں

حدیث 1 رخسار کے نیچے ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی)) (بخاری ۲/۹۳۴، مسلم ۲/۲۰۸)

''اے اللہ میں تیرا نام لے کر مرتا اور جیتا ہوں۔''

حدیث 2 رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب سونے کا ارادہ کرے تو وضو کرلے اور اپنے بستر کو تین بار جھاڑ لے پھر داہنی کروٹ پر لیٹ کر سر یا رخسار کے نیچے داہنا ہاتھ رکھ کر یہ دعا تین مرتبہ پڑھے:

((اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَکَ)) (مشکوۃ ۱۷۵، ترمذی ۲/۱۷۶)



''اے اللہ مجھے اپنے عذاب سے بچانا، جس روز تو اپنے بندوں کو جمع کرے گا۔''

حدیث 3 سوتے وقت یہ دعا پڑھنا بھی حضور ﷺ سے ثابت ہے:

((بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصّٰلِحِيْنَ))

(بخاری ۲/۹۳۵، مسلم ۲/۳۴۹)

''اے میرے پروردگار میں نے تیرا نام لے کر اپنا پہلو رکھا، اور تیری قدرت سے اٹھاؤں گا، اگر تو (سوتے میں) میرے نفس کو روک لے (یعنی مجھے موت دے دے) تو میرے نفس پر رحم کرنا اور اگر تو اسے زندہ چھوڑ دے تو اپنی قدرت کے ذریعہ اس کی حفاظت کرنا جس کے ذریعہ تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔''

حدیث 4 حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے بستر پر جاتے وقت یہ دعا تین بار پڑھے تو اس کے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ))

(ترمذی ۲/۱۷۵، بخاری ۲/۹۳۵، مسلم ۲/۳۵۱)

''میں اس اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے، قیوم ہے اور میں اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔''

حدیث 5 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہر رات جب آپ ﷺ بستر پر بیٹھتے، دونوں ہتھیلیوں کو جمع کر کے ان میں پھونکتے، اور ان میں قل ہو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتے، پھر جسم کے جس جس حصہ پر پھیر سکتے ہاتھ پھیرتے۔ سر اور جسم کے سامنے کے حصہ سے شروع فرماتے، اس طرح تین دفعہ

کرتے۔ (بخاری ۲/۷۵۰، ترمذی ۲/۱۷۷، مسلم ۲/۳۵۱)

حدیث 6 حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر رات میں سورۃ واقعہ (پارہ ۲۷) پڑھ لیا کرے اسے کبھی فاقہ نہ ہوگا۔ (مشکوۃ ۱/۱۸۹، بیہقی فی شعب الایمان)

حدیث 7 حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص آل عمران کی آیتیں ان فی خلق السموت والارض سے آخر سورۃ تک کسی رات پڑھ لے تو اسے رات بھر نماز پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ (مشکوۃ ۱/۱۸۹ بحوالہ دارمی)

حدیث 8 حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو جب تک سورہ الم سجدہ (پارہ ۲۱) اور سورہ ملک (پارہ ۲۹) نہ پڑھ لیتے تھے اس وقت تک نہ سوتے تھے۔ (ترمذی ۲/۱۱۳، مشکوۃ ۱/۱۸۸)

حدیث 9 حضرت ابو مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سورہ بقرہ کی آخری آیات امن الرسول سے ختم سورہ تک جو شخص کسی رات پڑھ لے گا تو یہ دونوں آیتیں اس کے لیے کافی ہوں گی۔ یعنی وہ ہر شر اور فتنے اور ناگہانی آفت و بلیات سے محفوظ رہے گا۔

(بخاری و مسلم ۲/۷۴۹، ۱/۲۷۱، مشکوۃ ۱/۱۸۵)

حدیث 10 حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تو نے اپنے بستر پر پہلو رکھا اور سورۃ فاتحہ اور سورۃ قل ہو اللہ احد پڑھ لی تو موت کے علاوہ تو ہر چیز سے بے خوف ہو گیا۔ (حصن عن البزار)

ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کچھ بتایئے جسے سوتے وقت پڑھ لوں جبکہ اپنے بستر پر لیٹوں، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ سورۃ قل یا یھا الکفرون پڑھو،

کیونکہ اس میں شرک سے بیزاری کا اعلان ہے۔(ترمذی ۲/۱۷۶، ابوداؤد ۲/۲۲۳)

بعض حدیثوں میں ہے کہ اس کو پڑھ کر سو جائے یعنی اس کے پڑھنے کے بعد کسی سے نہ بولے۔

حدیث 11 نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم لوگ بستر پر پہنچو تو آیۃ الکرسی آخر تک پڑھ لیا کرو تو اللہ تعالیٰ تم پر ایک محافظ فرشتہ مقرر کردے گا اور شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا۔(بخاری ۱/۳۱۰، ۲/۹۳۵)

اگر سوتے ہوئے ڈر جائے

حدیث 12 اگر سوتے ہوئے ڈر جائے یا کسی قسم کی گھبراہٹ یا دہشت ہو تو یہ تعوذ پڑھے:

((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ)) (ترمذی ۲/۱۱۲، ابوداؤد مصری ۴/۱۲)

''میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں اس کے غضب اور غصہ سے اور اس کے عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے وسوسوں سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔''

رات کو بیدار ہو تو یہ دعا پڑھے

حدیث 13

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَمِيْنِيْ

نُوْرًا وَّعَنْ شِمَالِيْ نُوْرًا وَّمِنْ خَلْفِيْ نُوْرًا وَّمِنْ اَمَامِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّيْ نُوْرًا وَّفِيْ عَصَبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ لَحْمِيْ نُوْرًا وَّفِيْ دَمِيْ نُوْرًا وَّفِيْ شَعْرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَشَرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ لِسَانِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِيْ نَفْسِيْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْنِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ مِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا وَّمِنْ تَحْتِيْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ نُوْرًا)) (بخاری ۲/۹۳۵)

''اے اللہ میرے دل میں نور کردے۔ میری آنکھوں میں نور کردے اور میرے کانوں میں نور کردے اور میرے دائیں نور کردے اور میرے بائیں نور کردے اور میرے پیچھے نور کردے اور میرے آگے نور کردے اور میرے لئے نور کردے اور میرے پٹھوں میں نور کردے اور میرے گوشت میں نور کردے اور میرے خون میں نور کردے اور میرے بالوں میں نور کردے اور میری کھال میں نور کردے اور میری زبان میں نور کردے اور میرے نفس میں نور کردے اور تو مجھے بہت بڑا نور عطا فرمادے اور مجھے ہی نور کردے اور میرے اوپر نور کردے اور میرے نیچے نور کردے۔ اے اللہ مجھے نور عطا فرما۔''

سوتے وقت آپ ﷺ کے قرآنی معمولات کا بیان

- سوتے وقت الم سجدہ اور سورہ ملک پڑھنا سنت ہے۔(ترمذی: ص ۱۷۶)
- حم سجدہ بھی پڑھنا سنت ہے۔(در منثور: ۷/۲۳۳)
- آپ ﷺ جب تک سورہ زمر اور سورہ بنی اسرائیل نہ پڑھ لیتے سوتے نہیں تھے۔ (اذکار نبوی: ص ۷۷)
- مسبحات کی تلاوت کرنا سنت ہے۔(ابوداؤد: ۶۸۹)

نوٹ: جو سورتیں یسبح یا سبح سے شروع ہوتی ہیں۔

- سورہ کافرون پڑھنا سنت ہے۔(مجمع:۱/۱۲۱)
- آل عمران کی آخری آیتیں پڑھنا سنت ہے۔(ابن سنی:ص۶۸۸)
- معوذتین کی تلاوت کرنا سنت ہے۔(بخاری:ص۹۳۵)
- آیۃ الکرسی تلاوت کرنا سنت ہے۔(کنز العمال:۱۹/۲۳۶)
- آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص رات میں چالیس آیتوں کی تلاوت کرے گا وہ غافلین میں شمار نہیں لکھا جائے گا اور جو ایک سو آیتوں کی تلاوت کرے گا وہ قانتین (عبادت گزاروں) میں لکھا جائے گا۔(ابن سنی:ص۶۷۲)
- سورہ حشر کی آخری آیتیں تلاوت کرنا بھی سنت ہے۔(ابن سنی:ص۷۱۸)
- جو سورہ بقرہ کی دس آیتیں پڑھے گا شیطان تین دن تک اس کے گھر میں داخل نہیں ہوگا۔ وہ دس آیتیں پہلی پانچ، آیۃ الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں اور آخر کی تین آیتیں۔(دارمی:۱/۴۴)
- جو ان آیتوں کو سوتے وقت پڑھے گا وہ قرآن نہ بھولے گا۔(دارمی:ص۴۴۹)
- جب تم نے اپنے پہلو کو بستر پر رکھ دیا، اور سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑھ لی تو موت کے علاوہ ہر شئے سے مامون ہو گئے۔(۱۹/۲۴۱)
- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں کسی عقلمند کے متعلق یہ گمان نہیں کرتا کہ وہ سورہ بقرہ کی آخری تین آیتیں پڑھے بغیر سو جائے۔(اذکار:ص۸۰)
- سوتے وقت ذکر کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے۔(مسند احمد:۵/۳۳۵)
- ذکر کی حالت میں سونے والے پر فرشتوں کی نگرانی ہوتی ہے۔

(الدعا للطبرانی:ص۲۲۰)

- ذکر اللہ میں مشغول کا بستر مسجد ہو جاتا ہے وہ ذکر اور نماز میں ہوتا ہے تاوقتیکہ بیدار نہ ہو جائے۔(فتح الباری:۱۱/۱۱۰)
- ذکر کرتے ہوئے سونا سنت ہے۔
- آپ ﷺ نے فرمایا جو اپنے بستر پر آئے اور یہ دعا پڑھے (سونے کے لئے) تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

((لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ))

(عمل الیوم للنسائی:ص۸۱۸)

- آپ ﷺ جب رات کو بیدار ہوتے تو تین مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتے۔(الدعا)
- آپ ﷺ نے فرمایا جو بستر پر جاتے وقت اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ تین مرتبہ پڑھ لے اس کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔خواہ سمندر کے جھاگ یا درختوں کے پتوں یا ریت کی تعداد یا ایام دنیا کے برابر ہوں۔(کنز:۱۹/۴۰)
- نبی پاک ﷺ نے حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ تم کو خادم سے بہتر چیز نہ بتادوں (وظیفہ) جب تم دونوں بستر پر جاؤ تو ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ پڑھ لیا کرو یہ تم دونوں کے لئے خادم سے بہتر ہے۔

(بخاری:۲/۹۳۵)

- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سے آپ ﷺ نے یہ فرمایا تب سے ہم نے کبھی اس کا ورد نہیں چھوڑا چنانچہ صفین کے موقع پر (جو ایک تاریخی جنگ تھی) بھی نہیں چھوڑا۔

آخر رات میں موقع ملا تو پڑھ لیا۔ (ابو داؤد: ۲/۶۹۰)

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا رب ہر رات جب ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے۔ تو آسمانِ دنیا پر نزول فرماتے ہیں۔ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو دوں، کون ہے جو مجھ سے گناہوں کی معافی چاہے میں اسے معاف کردوں۔ (بخاری: ۱۵۳)
- نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے اللہ پاک سب سے زیادہ قریب بندے کے آخر شب میں ہوتا ہے اگر تم سے ہو سکے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والوں میں سے ہو جاؤ۔ (ترمذی: ۲/۱۹۸)

خواب سے متعلق سنن و آداب

حدیث 1 جب خواب میں اچھی بات دیکھے تو الحمد للہ کہے اور اسے بیان کردے مگر اسی سے کہے جس سے اچھے تعلقات ہوں اور آدمی سمجھدار ہو۔ (تاکہ بری تعبیر نہ دے) (مسلم ۲/۲۴۱، بخاری ۲/۱۰۳۴)

حدیث 2 اگر خواب میں کوئی ڈراؤنی بات نظر آجائے اور آنکھ کھل جائے تو تین بار بائیں طرف تھتکار دے اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ تین بار پڑھو اور کروٹ بدل کر سو جاؤ۔ (مسلم کتاب الرؤیا ۲/۲۴۱)

ناپسندیدہ خواب کی دعائیں

حدیث 3 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم

میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو تین بار بائیں جانب تھتکار دے اور پھر یہ دعا پڑھے کچھ نقصان نہ ہوگا۔

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ وَسَیِّاٰتِ الْاَحْلَامِ)) (ابن السنی ۷۷۰)

''اے اللہ میں شیطان کی حرکتوں سے اور برے خوابوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

برے خواب سے بچنے کے لیے کیا دعا پڑھے

حدیث 4 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب سونے کا ارادہ کرتیں تو یہ دعا پڑھ لیتیں:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رُؤْیَا صَالِحَۃً صَادِقَۃً غَیْرَ کَاذِبَۃٍ نَافِعَۃً غَیْرَ ضَارَّۃٍ))

''اے اللہ میں آپ سے اچھے خواب کا جو سچا ہو جھوٹا نہ ہو نفع بخش ہو نقصان دہ نہ ہو سوال کرتا رکرتی ہوں۔''

(ابن السنی ۷۴۳، اذکار ۷۹)

تعبیر دیتے وقت کیا دعا پڑھے

حدیث 5 حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (میرے) پوچھنے پر کہ کس نے خواب دیکھا، تو میں نے کہا، میں نے دیکھا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((خَیْرٌ تَلْقَاہُ وَشَرٌّ تَوَقَّاہُ وَخَیْرٌ لَّنَا وَشَرٌّ لِاَعْدَائِنَا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ))

''تم کو بھلائی حاصل ہو، برائی سے محفوظ رہو، بھلائی ہمارے لیے برائی ہمارے دشمنوں کے لیے، تعریف اللہ کی جو جہانوں کا پالنے والا ہے۔''

(سبل الہدیٰ ۱۱/۱۴۱، ابن السنی ۷۷۲)



خواب معلوم کرنے اور تعبیر دینے کا مسنون وقت

حدیث 1 فجر کے بعد خواب معلوم کرنا سنت ہے۔

(بخاری ۲/۱۰۴۳، سیرۃ ۴۱۱، مجمع ۶/۱۸۳)

حدیث 2 صبح کی نماز کے بعد ہی خواب کی تعبیر دینا سنت اور بہتر ہے۔

(بخاری ۲/۱۰۴۳)

برے خواب کے آداب

حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ اگر برے خواب دیکھے تو اس کے آداب یہ ہیں:

1. اللہ سے پناہ مانگے۔
2. بائیں جانب تھتکار دے۔
3. کسی سے بیان نہ کرے۔
4. کروٹ بدل لے۔
5. اٹھ کر نماز پڑھے۔
6. بعضوں نے ایسے موقع پر آیۃ الکرسی بھی پڑھنے کو کہا ہے۔

(فتح الباری ۱۲/۳۷۰)

خواب بیان کرنے کے آداب

ہر شخص کے سامنے خواب بیان نہ کرے کہ ناپسندیدہ غلط تعبیر نہ دیدے بلکہ دیندار سمجھدار کے سامنے اسے پیش کرے، اور اسی سے تعبیر لے کہ بسا اوقات جو تعبیر دی جاتی

ہے وہ واقع ہو جاتی ہے۔ (مجمع ۷/۱۸۲، مشکوۃ ۳۹۶، کنز ۱۹/۲۶۲)

وسوسہ کے وقت کی سنت

حدیث 1 کفر اور گناہ کے وسوسہ کے وقت یہ پڑھنا سنت ہے:

((اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرَسُلِہٖ))

(مشکوۃ ۱/۱۸ بحوالہ مسلم و بخاری)

حدیث 2 وسوسہ کے وقت بائیں طرف تین مرتبہ تھوک کر تعوذ پڑھنا بھی سنت سے ثابت ہے۔ (مشکوۃ ۱/۱۹)

سونے کے سلسلے میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

- آپ ﷺ نے فرمایا جو حالت طہارت (وضو کی حالت میں سویا) پھر اسی رات انتقال کر جائے تو شہید ہوگا۔ (ابن سنی، کنز العمال: ۱۹/۷۳۳)
- آپ ﷺ نے فرمایا وضو کے ساتھ سونے والا روزہ دار شب زندہ دار کی طرح ہے۔ (فیض القدیر: ۶/۲۹۳)
- روحیں نیند کی حالت میں عالم بالا کی طرف جاتی ہیں جو باوضو ہوتی ہے عرش کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتی ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان: ۵/۱۷۶)
- آپ ﷺ سوتے ہی خراٹے لینے لگتے۔ (شمائل: ص ۱۹)
- آپ ﷺ کو مسجد میں چت سوتے ہوئے ایک پیر کو دوسرے پیر پر رکھے ہوئے دیکھا ہے۔ (بخاری، مسلم الادب المفرد، زرقانی: ۵/۶۸)

- پیٹ کے بل سونا خلاف سنت اور ناپسندیدہ ہے۔ (زرقانی:۵/۶۹)
- لوگوں کے بیچ یا راستے میں سونا خلاف سنت ہے۔(مجمع:۷/۱۰۰)
- جنابت کے بعد جب سوتے تو پہلے اپنے مقام کو صاف کرتے پھر نماز کی طرح وضو فرماتے اور سنن اور بیہقی میں ہے کہ اگر پانی نہ ہوتا تو تیمم کرتے۔(بخاری:ص۳۹۲)
- اسی طرح آپ ﷺ جب جنابت کی حالت میں کھانا چاہتے تو پہلے وضو فرماتے پھر کھاتے۔(مسند احمد:۶/۱۹۲)
- آپ ﷺ ایک مرتبہ رات کو بیت الخلاء تشریف لے گئے پھر آپ ﷺ نے ہاتھ منہ دھویا اور آرام فرمانے لگے۔(سیرت:۷/۳۹۲)
- ہر خطرہ کی جگہ سونا خلاف سنت ہے۔(ادب مفرد:ص۵۱۷)
- آپ ﷺ اندھیرے گھر میں بیٹھتے بھی نہ تھے جب تک چراغ روشن نہ کر دیا جائے۔ (سیرۃ الشامی)
- آپ ﷺ نے فرمایا کھانے کو ذکر اور نماز کے ذریعے ہضم کرو کھانے کے بعد جلدی مت سوؤ کہ دل سخت ہو جائے۔(جامع صغیر:۱/۶۱)
- حضرت سلیمان علیہ السلام کی والدہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا رات کو زیادہ سویا مت کرو رات میں زیادہ سونا سونے والے کو قیامت میں فقیر بنا کے چھوڑتا ہے۔ (آداب بیہقی:ص۲۲۵)
- مغرب کے بعد سونا خلافِ سنت ہے۔(بخاری:ص۸۴)
- سونے سے قبل پانی کا انتظام کرنا سنت ہے۔(ابوداؤد:ص۸)
- سونے سے قبل پینے کا پانی رکھنا سنت ہے۔(ابن ماجہ:ص۳۰)
- آپ ﷺ اس وقت اٹھ جاتے جب مرغ اذان دیتا۔(بخاری:ص۱۵۲)

- آپ ﷺ شب بیداری کو ترک نہ فرماتے اگر تکلیف یا سستی محسوس کرتے تو بیٹھ کر ادا فرماتے۔(طیالسی:۱/۱۲۸)
- چارپائی پر سونا سنت ہے۔(سیرۃ الشامی:۷/۵۶۴)
- آپ ﷺ اعتکاف کی حالت میں بھی مسجد میں چارپائی پر آرام فرماتے۔ (زاد المعاد:ص۴۹)
- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ ایسی چارپائی پر تھے جو کھجور کے پتوں اور شاخوں سے بنی ہوئی تھی۔ (الادب المفرد)
- کھجور کی چٹائی پر بلا بستر کے سونا سنت ہے۔(سیرۃ:۷/۱۲۶)
- عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے دیکھا کہ آپ ﷺ پیر کو دوسرے پر رکھے ہوئے تھے۔ (بخاری شریف:۱/۶۸ ازرقانی:۵/۶۸)
- اگر صبح کے قریب کسی مقام پر قیام فرماتے اور آرام فرماتے تو اپنا دایاں بازو کھڑا کرتے اور ہاتھ پر سر رکھ کر آرام فرماتے۔(شمائل:ص۱۹)
- آپ ﷺ جب سو جاتے تو ہم لوگ نہیں جگاتے یہاں تک کہ آپ ﷺ خود ہی اٹھ جاتے۔
- آپ ﷺ جب رات کو تشریف لے کر آتے تو اس طرح سلام کرتے کہ جاگنے والے سن لیتے سونے والے بیدار نہ ہوتے۔ (الادب المفرد:ص۳۰۳)
- آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ دن کے سونے سے رات کی عبادت پر قوت حاصل

کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا قیلولہ کرو، شیطان قیلولہ نہیں کرتا۔ (کنز: ۷/۳۶۱)

- قیلولہ کا مفہوم دوپہر کے کھانے سے فراغت پر لیٹنا آرام کرنا خواہ نیند آئے یا نہ آئے۔ (عمدۃ القاری: ۴/۲۳)
- کھجور کی چٹائی پر سونا سنت ہے۔ (ابن ماجہ)
- آپ ﷺ کے پاس ایک بوریا تھا جس پر آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے اور دن کو آپ ﷺ کے لئے بچھا دیا جاتا تو آپ ﷺ اس پر آرام فرماتے۔ (بخاری)
- بوریا پر سونا سنت ہے۔ (خصائل: ص ۲۷۸)
- بستر ٹاٹ کا ہونا سنت ہے۔ (کنز: ۱۹/۷۰)
- آپ ﷺ نے نرم بستر سے انکار کر دیا۔ (سیرت: ۷/۱۲۷)
- آپ ﷺ نے گدا پسند نہیں کیا۔ (ترمذی)
- آپ ﷺ نے نرم بستر کی درخواست مسترد فرمائی۔ (خصائل: ص ۲۸۰)
- آپ ﷺ کے پاس صرف ایک ہی بستر تھا۔ (مواہب لدنیہ: ۵/۵۲)

سو کر اٹھنے کی سنتیں

حدیث 1 نیند سے اٹھتے ہی دونوں ہاتھوں سے چہرہ اور آنکھوں کو ملنا تاکہ نیند کا خمار دور ہو جائے۔ (شمائل ترمذی ۱۸، بخاری ۱/۱۵۹ عن عبد اللہ بن یوسف)

حدیث 2 جب نیند سے بیدار ہوں تو یہ دعا پڑھیں:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْر))

(بخاری ۲/۹۳۴، مسلم عن البراء ۲/۳۴۸)

''تمام تعریفیں اللہ کی ہیں جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی بخشی اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

حدیث 3 جب سو کر اٹھیں تو مسواک کر لیں۔

(مسند احمد ص ۱۲۳، ابو داؤد ص ۸، ابن ابی شیبہ ص ۱/۱۶۹)

وضو میں دوبارہ مسواک کی جائے سو کر اٹھتے ہی مسواک کر لینا علیحدہ سنت ہے۔

(بذل المجہود شرح ابی داؤد ۱/۳۵)

حدیث 4 پاجامہ یا شلوار، قمیص، صدری اور جوتا وغیرہ پہنیں تو پہلے داہنی جانب سے اور جب اتاریں تو پہلے بائیں طرف سے اتاریں پھر دائیں طرف سے اتاریں۔ اور بدن کی پہنی ہوئی ہر چیز کے اتارنے کا یہی طریقہ مسنون ہے۔

(بخاری، ترمذی، ابواب اللباس ۱/۳۰۷، شمائل ترمذی ۶)

سرمہ لگانے کی سنتیں

آپ ﷺ سے سرمہ لگانے کے متعلق تین طریقے ثابت ہیں۔

حدیث 1 دونوں آنکھوں میں تین تین سلائی لگائے۔

حدیث 2 دائیں میں تین، بائیں میں دو سلائی۔

حدیث 3 دونوں آنکھوں میں دو، دو سلائی لگائے، پھر ایک دونوں آنکھوں میں مشترک۔ (جمع الوسائل، ۱۰۴-۱۰۳، شمائل کبریٰ ۲/۱۴۱)

حدیث 4 پہلے سیدھی آنکھ میں سرمہ لگائے پھر بائیں آنکھ میں۔

حدیث 5 سوتے وقت ہر آنکھ میں تین تین سلائی سرمہ لگانا عورت اور مرد دونوں کے لیے مسنون ہے۔ (شمائل ترمذی ۴، ترمذی ۱/۳۰۵)



حدیث 6 اثمد کا سرمہ لگانا افضل ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اثمد کا سرمہ ضرور ڈالا کرو۔ وہ نگاہ کو روشن بھی کرتا ہے اور پلکیں بھی خوب اگاتا ہے۔

(شمائل ترمذی ۴)

بالوں کی سنتیں

حدیث 1 نبی کریم ﷺ کے سر مبارک کے بالوں کی لمبائی کانوں کے درمیان تک تھی۔ (شمائل ترمذی ۳)

حدیث 2 دوسری روایت کے مطابق کانوں تک تھی۔ (شمائل ترمذی ۳)

حدیث 3 تیسری روایت کے مطابق آپ ﷺ کے بالوں کی لمبائی کانوں کی لو تک تھی۔ ان کے قریب تک ہونے کی بھی روایات ہیں۔ (شمائل ترمذی ۳)

حدیث 4 پورے سر پر بال رکھنا، کانوں کی لو تک یا اس سے کسی قدر نیچے سنت ہے۔ (بہشتی زیور ۱۱/۱۱۶)

حدیث 5 پورا سر منڈوا دینا بھی سنت ہے۔ (بہشتی زیور ۱۱/۱۱۶، مشکوٰۃ ۱/۴۸)

حدیث 6 داڑھی کو بڑھانا اور مونچھوں کو کم کرنا۔

(بخاری ۲/۸۷۵ باب اعفاء اللحی، مسلم، نسائی ۱/۴)

حدیث 7 مونچھوں کو کترنے میں مبالغہ کرنا سنت ہے۔

(بخاری ۲/۸۷۵ باب اعفاء اللحی، نسائی ۱/۴ انہکوا الشوارب)

حدیث 8 زیر ناف، بغل اور مونچھوں کے بال اور ناخن دور کر کے صاف ستھرا رہنا چاہیے۔ اگر چالیس دن گذر جائیں اور صفائی نہ کرے تو گنہگار ہوگا۔

(بہشتی زیور ۱۱/۱۱۶، نسائی ۱/۴)

حدیث 9 بالوں کو دھونا، تیل لگانا اور کنگھا کرنا مسنون ہے لیکن ضرورت نہ ہو تو بیچ

میں ایک آدھ دن ناغہ کر دینا چاہیے۔

(شمائل ترمذی ۵-۴، بذل المجہود شرح ابی داؤد، حاکم ۱/۲۷۳)

حدیث 10 کنگھا کریں تو پہلے دائیں جانب سے شروع کریں۔

(بخاری ۲۱، شمائل ترمذی ۴)

حدیث 11 کنگھا کرتے ہوئے یا حسبِ ضرورت جب بھی آئینہ دیکھیں تو یہ دعا پڑھیں:

((اَللّٰھُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ))

''اے اللہ جیسے تو نے میری صورت اچھی بنائی ایسے میرے اخلاق بھی اچھے بنا دے۔''

(اخرجہ ابن السنی، کتاب الاذکار للنووی ۲۲۰، کنز الدعاء ۷۴)

بغل کے بال سے متعلق سنن و آداب

حدیث 1 بغل کے بال اکھاڑنا مسنون ہے۔ (ابوداؤد باب فی اخذ الشارب ۲/۵۷۷)

حدیث 2 اگر اکھاڑنے میں اذیت ہو تو بال کا مونڈ لینا، یا تراشنا، یا کسی اور طریقہ پر بال صاف کر لینا بھی کافی ہے۔ (الاتحاف للزبیدی ۲/۶۵۱)

حدیث 3 چالیس روز میں کم از کم ایک بار بغل کی صفائی مستحب ہے۔

(احیاء العلوم مع الاتحاف ۲/۶۵۱)

حدیث 4 بغل صاف کرتے ہوئے مستحب ہے کہ دائیں بغل سے شروع کیا جائے۔ (الاتحاف للزبیدی ۲/۶۵۲)

حدیث 5 سینے اور پیٹھ کے بال بلا عذر مونڈنا یا کاٹنا خلافِ ادب ہے۔

(البحر الرائق ۸/۲۰۴)

زیرناف بال سے متعلق سنن و آداب

حدیث 1 مرد و عورت کو اعضائے تناسل کے اردگرد جو بال نکل آئیں انہیں صاف کرنا مستحب ہے۔(الاتحاف للزبیدی ۲/۶۵۲)

حدیث 2 اگر شوہر اپنی بیوی سے تقاضا کرے تو پھر بیوی کے لیے ناف کے نیچے کے بالوں کی صفائی کرنا واجب ہوتا ہے۔(شرح مہذب ۱/۲۸۹)

حدیث 3 ہر ہفتہ بالوں کی صفائی کرنا افضل اور بہتر ہے۔ اگر ہر ہفتہ نہ کر سکے تو پندرہ دن میں، اگر پندرہ دن میں بھی نہ کر سکے تو چالیس دن کے اندر اندر صفائی کر ہی لینا چاہیے۔ اس سے زیادہ تاخیر نہ کرے۔(الفتاویٰ الہندیہ ۵/۳۵۷)

حدیث 4 چالیس دن سے زیادہ تاخیر کرنا مکروہ ہے۔
(شرح مہذب ۱/۲۸۹، الہندیہ ۵/۳۵۸)

حدیث 5 بہتر ہے کہ اس کام کو خود انجام دے کہ یہی تقاضۂ حیا ہے۔ دوسرے سے یہ کام لینا حرام ہے۔ ہاں زوجین ایک دوسرے کی مدد کر سکتے ہیں گو کراہت سے یہ بھی خالی نہیں۔ (شرح مہذب ۱/۲۸۹)

حدیث 6 مقصود بالوں کا صاف کرنا ہے چاہے اس کے لیے استرے کا استعمال کیا جائے یا چونہ وغیرہ کا۔(البتہ مردوں کے لیے استرے کا استعمال کرنا بہتر ہے اس لیے کہ بعض حدیثوں میں استحداد یعنی لوہے کی چیز سے بالوں کی صفائی کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔)(الفتاویٰ الہندیہ ۵/۳۵۸)

حدیث 7 زیرناف بالوں کی صفائی میں بہتر ہے کہ اوپر یعنی ناف کی جانب سے ابتداء کرے۔ (الفتاویٰ الہندیہ ۵/۳۵۸)

حدیث 7 پچھلے حصے میں جو بال نکل آئیں ان کی صفائی بھی مستحب ہے۔
(شرح مہذب ۱/۲۸۹)

حدیث 8 حالتِ جنابت میں بال کاٹنا مکروہ ہے۔(الفتاویٰ الہندیہ ۵/۳۵۸)

زیرناف بالوں کے سلسلے میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

- آپ ﷺ لوزہ اور ہڑتال وغیرہ سے زیرناف بال خود صاف فرماتے تھے۔
(ابن ماجہ: ص ۲۲۶)
- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ہڑتال وغیرہ کا استعمال نہ فرماتے۔ بال جب بڑھتے تو مونڈتے۔(سیرۃ النسائی: ۷/۳۰۸)
- امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ زیرناف بال اکثر مونڈتے حلق فرماتے تھے اور کبھی ہڑتال وغیرہ سے بھی دور فرماتے تھے۔(سیرۃ النسائی: ۷/۵۵۸)
- حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ سنت مرد اور عورت کے حق میں یہ ہے کہ استرہ وغیرہ سے صاف کرے۔(فتح: ۱۰/۳۴۴)
- آپ ﷺ نے لب تراشنے، ناخن تراشنے، ناخن کاٹنے، بغل کے بال صاف کرنے اور زیرناف بال لینے کے متعلق چالیس دن کی تحدید کی ہے کہ چالیس دن سے زائد نہ چھوڑے رکھیں۔(ترمذی: ۲/۱۰۰)
- پیشاب گاہ اور پاخانے کے مقام دونوں جگہ کے بالوں کا دور کرنا مستحب ہے۔
(فتح: ۱۰/۳۷۳)
- مردوں اور عورتوں کی پیشاب گاہ کے اوپری حصہ کے بال بھی شامل ہے۔
(فتح: ۱۰/۳۷۳)

- زیرناف بال سے مراد مرد، عورت کے پیشاب گاہ کے اردگرد (جو بال بلوغ کے بعد) اُگتے ہیں وہ مراد ہیں۔ (مرقات: ۴/۴۵۱)
- قینچی سے بھی دور کرنا درست ہے۔ (فتح: ۱۰/۲۴۳)
- سنت کا ثواب حلق (منڈانے) سے ہوگا۔ (مرقات: ۴/۴۵۷)
- بال غسل خانے میں اس طرح نہ چھوڑے کہ کسی دوسرے کی نگاہ پڑے۔ (نفع المفتی: ۱/۱۱۶)
- ختنہ سنت موکدہ (واجب) ہے اور شعائر اسلام میں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ختنہ ساتویں دن ہوجائے۔ (شرح مسلم: ۱/۱۲۸)
- نبی پاک ﷺ جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو بغل کی سفیدی نظر آجاتی۔ (دلائل النبوۃ: ۱/۲۴۷)
- آپ ﷺ نے فرمایا ناک کے بال مت اکھاڑو کہ اس سے مرض آکلہ پیدا ہوتا ہے مگر اس کو قینچی سے کاٹو۔

چار چیزوں کو دفن کرنا مستحب ہے

چار چیزیں ایسی ہیں کہ ان کو دفن کیا جانا چاہیے:

1. ناخن
2. بال (چاہے جہاں کے ہوں)
3. حیض کا کرسف
4. حیض کا خون خاص طور پر گندی جگہ پر ان کو ڈالنا مکروہ بھی ہے اور طبی اعتبار سے نقصان دہ بھی۔

(الفتاویٰ الہندیہ ۵/۳۵۸)

ناخن تراشنے سے متعلق سنن وآداب

حدیث 1 آپ ﷺ نے امورِ فطرت میں شمار کراتے ہوئے جن باتوں کا حکم فرمایا ان میں ایک ناخن کا تراشنا بھی ہے۔ (ابوداؤد باب فی اخذ الشارب ۲/۵۷۷)

حدیث 2 ہفتہ میں ایک مرتبہ ناخن کاٹنا افضل اور بہتر ہے۔ اگر ہر ہفتہ نہ کاٹ سکے تو پندرہ دن میں کاٹ لے۔ ورنہ چالیس دن کے اندر اندر کاٹ ہی لینا چاہیے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے: کم از کم ہر جمعہ کو ناخن کاٹ لینا چاہیے۔ (شرح مہذب ۲/۲۸۷، الفتاویٰ الہندیہ ۵/۳۵۸)

حدیث 3 چالیس دن سے زیادہ تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ (الہندیہ ۵/۳۵۸)

حدیث 4 ناخن قینچی یا ناخن تراش وغیرہ سے کاٹنے چاہئیں۔ (الاتحاف ۲/۶۵۲)

حدیث 5 دانت سے ناخن تراشنا ممنوع ہے۔ (الفتاویٰ الہندیہ ۵/۳۵۸، الاتحاف ۶۵۷)

حدیث 6 ناخن کاٹنے سے پہلے ہاتھ دھولیا جائے تاکہ ناخن نرم ہوجائے اور بسہولت کاٹ لیا جائے۔ (الاتحاف للزبیدی ۲/۶۵۸)

حدیث 7 ناخن کاٹنے کے بعد بھی اس حصہ کو دھولیا جائے۔ (المعنی ۱/۶۴)

حدیث 8 امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ناخن تراشنے میں مسنون ترکیب یہ بتائی ہے کہ پہلے دائیں ہاتھ کی انگشتِ شہادت، پھر وسطیٰ، بنصر اور خنصر (چھوٹی انگلی) کے ناخن تراشے۔ اس کے بعد بائیں ہاتھ میں خنصر سے شروع کرکے بالترتیب ابہام تک پہنچے۔ پھر اخیر میں دائیں ہاتھ کے ابہام کا ناخن تراشا جائے۔ (احیاء العلوم مع الاتحاف ۲/۶۵۵، شامی ۵/۲۸۸)

حدیث 9 پاؤں کے ناخن تراشنے کے سلسلے میں سنت یوں ہے کہ دائیں پاؤں کے خنصر (چھوٹی انگلی) سے شروع کر کے انگوٹھے تک پھر بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے چھنگلی تک ترتیب وار ناخن کاٹنا چاہیے۔ (فتاویٰ شامی ۵/۲۸۸، ہندیہ ۵/۳۵۸)

ناخن کاٹنے کا آسان مسنون طریقہ

دعا کے انداز میں ہاتھوں کو پھیلائیں اور دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے شروع کر کے مسلسل کاٹتے ہوئے دوسرے ہاتھ کے انگوٹھے تک لے آئیں پھر آخر میں دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن کاٹیں۔

پاؤں کو ملا کر دائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کر کے بائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی تک لے جائیں۔

حدیث 10 حالتِ جنابت میں ناخن کاٹنا مکروہ ہے۔ (الفتاویٰ الہندیہ ۵/۳۵۸)

باب: 9



معاشرت کی چند سنتیں

باب: 9

معاشرت کی چند سنتیں

حدیث 1 سلام کرنا مسلمانوں کے لیے بہت بڑی سنت ہے۔ حضور ﷺ نے اس کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ اس سے آپس میں محبت بڑھتی ہے۔

(باب السلام مشکوۃ ۲/۳۹۷ بحوالہ مسلم)

حدیث 2 ہر مسلمان کو سلام کرنا سنت ہے خواہ اسے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔

(رواہ البخاری والمسلم، مشکوۃ ۲/۳۹۷ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ)

حدیث 3 بچوں کو سلام کرنا بھی سنت ہے۔

(رواہ البخاری والمسلم ۲/۲۱۴، مشکوۃ ۲/۳۹۷ عن انس رضی اللہ عنہ)

حدیث 4 سلام کرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ السلام علیکم کہے، اشارہ سے سلام کرنا یا اس کا جواب دینا خلافِ سنت ہے اگر دور ہو تو زبان اور ہاتھ دونوں سے سلام کرے۔ (رواہ الترمذی، مشکوۃ ۲/۳۹۹)

حدیث 5 کسی مسلمان بھائی سے ملاقات ہو تو سلام کے بعد مصافحہ کرنا مسنون ہے۔ عورت عورت سے مصافحہ کرسکتی ہے۔

(رواہ احمد، الترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد، مشکوۃ ۲/۴۰۱ عن براء بن عازب رضی اللہ عنہ)

حدیث 6 مصافحہ کرتے وقت ایک دوسرے کے لیے استغفار کرنا سنت ہے:

((یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ)) (رواہ ابوداؤد، مشکوۃ ۲/۴۰۱)

حدیث 7 کسی مجلس میں جاؤ تو جہاں موقع ملے اور جگہ ملے بیٹھ جاؤ، دوسروں کو اٹھا کر خود بیٹھنا مکروہ ہے۔ (رواہ ابوداؤد نقلاً عن المشکوۃ ۲/۴۰۵)

حدیث 8 مجلس میں مل مل کر بیٹھنا چاہیے۔

(مشکوۃ ۲/۴۰۵ بحوالہ ابوداؤد عن جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ)

حدیث 9 اگر کوئی شخص آپ سے ملنے آئے تو آپ اپنی جگہ سے ذرا سا کھسک جائیں، چاہے مجلس میں گنجائش ہو، یہ بھی سنت ہے۔ اور اس میں آنے والے کا اکرام ہے۔ (زاد الطالبین بحوالہ بیہقی)

حدیث 10 کہیں اگر صرف تین آدمی ہوں تو ایک کو چھوڑ کر سرگوشی کرنے کی اجازت نہیں ہے کہ خواہ مخواہ اس کا دل شبہات کی وجہ سے رنجیدہ ہوگا اور مسلمان بھائی کو رنجیدہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ (مسلم ۲/۲۱۹)

حدیث 11 کسی کے مکان پر جانا ہو تو اس کی اجازت لے کر داخل ہونا چاہیے۔

(مشکوۃ ۲/۴۰۱)

حدیث 12 جب جمائی آئے تو سنت یہ ہے کہ اس کو روکنے کی بھرپور کوشش کرے۔ (مشکوۃ ۲/۴۰۵، بخاری ۲/۹۱۹)

حدیث 13: اگر منہ کوشش کے باوجود بند نہ رکھ سکے تو بائیں ہاتھ کی پشت کو منہ پر رکھ لے اور ہاہا کی آواز نہ نکالے کہ یہ حدیث پاک میں ممنوع ہے۔

(بخاری ۲/۹۱۹، مسلم ۲/۱۳، ۴۱۲، مشکوۃ ۲/۴۰۶ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ)

حدیث 14 جب چھینک آئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے۔ (مشکوۃ ۲/۴۰۵ والبخاری ۶۲۲۴)

حدیث 15 پھر اس کے جواب میں سننے والا کہے:

((یَرحَمُکَ اللّٰہ))

(مشکوٰۃ ۲/۴۰۵)

حدیث 16 پھر چھینکنے والا اس کے جواب میں کہے: یَھدِیکُمُ اللّٰہ وَیُصلِحُ بَالَکُم ''اللہ آپ کو ہدایت دے اور آپ کے حالات درست کرے۔''

(مشکوٰۃ ۲/۴۰۵، بخاری ۶۲۲۴)

حدیث 17 کافر کی چھینک کے جواب میں یہ کہے:

((یَھدِیکُمُ اللّٰہ وَیُصلِحُ بَالَکُم))

(ترمذی ۲/۹۸، ابوداؤد ۲/۳۳۱، کنزالدعاء ۸۰)

دعوتِ طعام سے متعلق سنن وآداب

حدیث 1 دعوت قبول کرنا سنت ہے۔ (بخاری ۲/۸۱۰)

حدیث 2 خلوص ومحبت کی بنیاد پر کوئی معمولی سے معمولی کھانے کی دعوت کرے تو قبول کرلینا سنت ہے۔ (بخاری ۲/۷۷۸)

حدیث 3 حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب تم میں سے کسی کی دعوت کی جائے تو اگر وہ روزہ سے ہو تو (نہ کھاسکنے پر) اس کے حق میں دعا کردے۔

(مسلم ۳۶۲)

فائدہ: علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مغفرت اور برکت کی دعا کردے۔

دعوت میں جانے کی مسنونیت اور مندوبیت

حدیث پاک میں جو دعوت قبول کرنے کی تاکید اور نہ قبول کرنے پر وعید آئی ہے یہ

مطلقاً ہر حالت میں نہیں۔ بلکہ مسنون ومشروع طریقہ پر ہونے کی قید کے ساتھ ہے۔

چنانچہ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح مسلم نے بیان کیا ہے:

1. اگر دعوت میں حرام، ناجائز آمدنی کا قوی شبہ ہو تو نہ جائے۔
2. اگر کسی دعوت میں صرف مالدار مدعو ہوں۔
3. حاضری میں تکلیف ہو (مثلاً فساق واوباش لوگ ہوں)۔
4. جاہ وفخر کی وجہ سے ہو۔
5. کسی غلط کام کے ارادہ سے ہو۔ (مثلاً ناجائز کام کی تائید کرائے)
6. مجلسِ طعام میں منکرات ہوں۔ (مثلاً گانا بجانا، ٹیبل کرسی پر کھانا وغیرہ)
7. شراب ہو۔
8. تصویر کا استعمال ہو۔
9. ریشمی کپڑے پر بیٹھنا ہو۔
10. سونے چاندی کا برتن استعمال ہو۔

یہ سارے امور ہیں جن کی وجہ سے ان دعوتوں میں جانے کا شرعی جواز ختم ہوجاتا ہے۔

(اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب سنتیں وآداب زندگی)

میزبانی سے متعلق سنن وآداب

حدیث 1 مہمان کا اکرام حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے خصائل میں سے ہے۔

فائدہ: اکرام کا مفہوم یہ ہے کہ آل واولاد کے ساتھ کھانے پینے میں جو برتاؤ کرتا ہو

اس سے زائد اور بہتر کرے۔

(عمدہ ۲۲/۶۰، ترغیب ۳/۳۷۲)

حدیث 2 میزبان کے ذمہ اکرام ہے مگر اس اکرام میں اگر کوتاہی ہو جائے یا کسی بھی اعتبار سے تکلیف ہو تو مہمان کو دوسروں کے سامنے تبصرہ نہ کرنا چاہیے کہ اس سے باہمی منافرت کا اندیشہ ہے۔ (ترغیب ۳/۲۷۹)

حدیث 3 حدیث شریف میں ہے کہ اپنے مہمان کے ساتھ کھاؤ کیونکہ مہمان شرم محسوس کرے گا کہ وہ اکیلے کھائے۔ (اس سے معلوم ہوا کہ مہمان کا ساتھ دینا سنت ہے۔) (ابن حبان، کنز ۹/۱۵۲)

حدیث 4 مہمان کی خدمت بذاتِ خود کرنا مسنون ہے۔ (ادب المفرد ۷۴۶)

میزبان کی سنتیں

1. خندہ پیشانی سے ملے، رہائش اور راحت کا انتظام کرے، بیت الخلاء، باہر آنے جانے کا راستہ اور نماز کی جگہ وغیرہ سب دکھلا دے۔
2. آسانی سے جو خدمت کر سکے کرے اور مہمان کا حق مہمانی تین دن ہے۔
3. کھانے پینے کی چیزیں احترام سے بھیجے۔
4. مہمان کے سامنے کھانا رکھ کر میزبان کھانے کی درخواست کرے اور سرسری نظر سے کمی بیشی دیکھتا رہے۔ نظریں جما کر نہ دیکھتا رہے، نہ ہی مسلط ہو کر دیکھتا رہے، یا تو کھانے میں شریک ہو یا اس مجلس سے الگ ہو جائے اور وقفے وقفے سے کمی بیشی معلوم کرتا رہے۔
5. اپنے بزرگوں کے ساتھ ان کے مریدین کی دعوت کرنا ہو تو اپنے بزرگ کے ذمے

دعوت کا پیغام نہ لگائے بلکہ طریقہ یہ ہے کہ پہلے اپنے بزرگ کو درخواست کرے کہ فلاں فلاں کو دعوت دینا چاہتا ہوں اگر مناسب ہو تو اجازت فرمائیں، جب اجازت مل جائے تو خود ان متعلقین اور مریدین کو دعوت دے اور مریدین و متعلقین بھی اپنے شیخ کی اجازت کے بغیر یا ان کی اجازت کی اطلاع کے بغیر دعوت قبول نہ کریں۔

6. مہمان کو رخصت کرتے وقت گھر کے دروازے تک پہنچائے۔
7. رخصت کرتے وقت دعا کرے:

((اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ))

''میں سونپتا ہوں اللہ کو تمہارا دین اور تمہاری امانات اور تمہارے آخری اعمال۔''

(اللہ کے حبیب ﷺ کی محبوب سنتیں و آداب زندگی)

خاطر و مدارت کی سنتیں

- آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے خاطر و مدارت کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ (کنز العمال: ۴/۱۶۴)
- دل جوئی اور مدارت کرنے سے صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔ (کنز العمال: ۴/۱۶۴)
- جو خاطر و مدارات کی زندگی گزارے گا وہ شہید کا ثواب پائے گا۔ (کنز العمال: ۴/۱۶۵)
- یہ بات بھی مروت ہے کہ مسلمان بھائی کے لئے چپ رہے جب وہ گفتگو کر رہے ہوں، یہ حسن اخلاق میں ہے کہ جب مسلمان بھائی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اس کے لئے رک جائے۔ (کنز العمال: ۴/۱۶۴)
- حضرت مفتی تقی عثمانی مدظلہ نے مدارت و مداہنت میں فرق کیا ہے کہ مدارت اس کو کہتے ہیں کہ کسی کی دنیا و آخرت یا دونوں کے بنانے کے لئے اپنی دنیا خرچ کرنا اور



مداہنت یہ ہے کہ کسی کی دنیا بنانے کے لئے اپنا دین چھوڑنا۔
(تکملہ فتح الملہم: ۵/۴۰۱)

- آنے والے کی مدارت مسنون ہے۔ خواہ کیسا ہی ہو۔ (بخاری: ۲/۹۰۵)
- مہمان کا اکرام سنت ہے۔ (بخاری و مسلم: ص ۸۷۹)
- جو مہمان نواز نہیں اس میں بھلائی نہیں۔ (ترغیب: ۳/۳۷۴)
- مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے اور مغفرت دے کر جاتا ہے۔
(کنز العمال جدید: ۹/۲۴۲)
- مہمان کو گھر کے دروازے تک پہنچانا سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۲۵۰)
- مہمان کے ساتھ کھانے میں شرکت کرنا سنت ہے۔ (بیہقی فی الشعب: ۷/۱۰۱)
- مہمان اتنا نہ ٹھہرے کہ میزبان تنگ ہو جائے۔ (ادب مفرد: ص ۳۱۳)
- مہمان خدا کا تحفہ ہے۔ (کنز العمال: ۹/۹۴۲)
- مہمان کے لئے بستر وغیرہ الگ رکھنا سنت ہے۔ (مکارم الخرائطی: ص ۲۴۶، مسلم)
- برا ہے وہ شخص جس کے پاس مہمان نہ آئیں۔ (کنز العمال جدید: ۹/۲۴۴)
- مہمان کے کھانے پر حساب نہیں۔ (اسوۃ الصالحین: ص ۱۷)
- جس گھر میں مہمان نہیں آتے اس میں فرشتے نہیں آتے۔ (احیاء العلوم)
- مہمان کا رزق حضرت جبرئیل علیہ السلام لے کر آتے ہیں۔ (کنز العمال جدید: ص ۲۴۵)
- مہمان کے لئے کھانے وغیرہ میں اہتمام کا حکم سنت ہے۔
- جو پیش کیا جائے اس کی تحقیر و برائی کرنا خلاف سنت ہے۔
(کنز العمال: ۹/۲۶۱)
- مہمان کی خدمت خود کرنا مسنون ہے۔ (بیہقی فی الشعب: ص ۱۰۲)

- مہمان کے اکرام میں روزہ نہ رکھنا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ص ۱۷۹)
- میزبان سے کھانے کی تحقیق نہ کرنا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ۸/۱۸۰)
- مہمان اگر کوئی خلاف شرع امر دیکھے تو واپس چلا جائے۔ (ابن ماجہ: ص ۲۴۰)

خاص خاص موقعوں کے مختصر مسنون کلمات

حدیث 1 گھبراہٹ کے موقع پر ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه)) پڑھنا چاہئے۔
(بخاری)

حدیث 2 خوشی یا تعجب کے موقع پر ((سُبْحَانَ اللّٰه، اَللّٰهُ اَكْبَر)) کہنا چاہیے:
(حاکم ۱/۲۵۵)

حدیث 3 کسی کے احسان کرنے پر کہے:
((جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا))
(ترمذی ۲/۲۰۰ حدیث ۲۰۳۵، صحیح الجامع ۶۲۴۴)

حدیث 4 کوئی نعمت حاصل ہونے پر کہے:
((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن))
(ابن السنی، مشکوۃ ۱/۲۰۱ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حاکم ۱/۲۸۸ رقم ۱۸۷۱/۷۱)

حدیث 5 خوشخبری سننے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰه کہے۔
(حاکم ۱/۶۷۸)

حدیث 6 کھانے پینے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰه کہے۔
(بخاری، مشکوۃ ۱/۲۰۱، حاکم ۱/۶۸۸)

حدیث 7 پانی کے ہر گھونٹ پر اَلْحَمْدُ لِلّٰه کہے۔
(بخاری، مشکوۃ ۱/۲۰۱، حاکم ۱/۶۴۶)



حدیث 8 چھینک آنے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے۔

(بخاری ۲/۹۱۹ حدیث ۶۲۲۴، مشکوٰۃ ۲/۴۰۵، حاکم ۱/۶۸۸)

حدیث 9 کھانا یا کوئی چیز پیش کرنے پر کہے:

((بَارَکَ اللّٰہُ فِیْ اَھْلِکَ وَمَالِکَ)) (بخاری)

حدیث 10 بارش کے موقع پر کہے:

((اَللّٰھُمَّ صَیِّبًا نَّافِعًا)) (بخاری مع الفتح ۲/۶۶۸)

حدیث 11 سورج یا چاند گرہن لگے یا کہیں آگ لگی ہو تو کہے: اَللّٰہُ اَکْبَر

(بخاری)

حدیث 12 ہر مشکل موقع پر یہ ورد رکھے:

((یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ نَسْتَغِیْثُ)) (مجمع الزوائد، مشکوٰۃ ۱/۲۱۶، حاکم ۱/۶۸۹)

حدیث 13 اوپر چڑھتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَر کہے۔

(بخاری ۱/۴۲۰، ابن السنی ۱۳۸)

حدیث 14 اوپر سے نیچے اترتے وقت سُبْحَانَ اللّٰہ کہے۔

(بخاری ۱/۴۲۰، ابن السنی ۱۳۸)

حدیث 15 جب کسی مصیبت میں آنے کا اندیشہ ہو یا مصیبت میں گرفتار ہو چکا ہو تو یہ ورد رکھے:

((حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ)) (بخاری ۴۵۶۳)

''مجھے اللہ کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔''

حدیث 16 کسی اچھی چیز کے دیکھنے پر کہے:

((مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ)) (ابن السنی)

حدیث 17 جب کوئی پکارے تو جواب میں لَبَّیْکَ کہے۔

(ابن السنی، حاکم ۱/۶۹۸)

نوٹ: اردو میں ''جی'' کہے۔

حدیث 18 جب کسی مسلمان کو ہنستا ہوا دیکھے تو کہے:

((اَضْحَکَ اللّٰہُ سِنَّکَ)) (بخاری)

حدیث 19 خوشخبری سننے والا یہ کہے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ))

''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنی نعمتیں میرے لیے پوری کیں۔''

(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی، حاکم ۱/۶۷۸)

حدیث 20 اگر کوئی ناپسندیدہ معاملہ سامنے آئے تو یہ کہے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ)) (عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی، حاکم ۱/۶۷۸)

دعا کے سنن اور آداب

حدیث 1 فرض نماز کے بعد دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرنا مسنون ہے۔

(ترمذی ۵۰۴ عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ، جزء رفع الیدین ۲، ابو داؤد ۱/۲۲۵ عن سلمان رضی اللہ عنہ، ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ عن انس رضی اللہ عنہ)

حدیث 2 فرض نمازوں کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔

(ترمذی ۵۰۴ عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ)

حدیث 3 امام کے سلام کے بعد فوراً نہیں کھڑا ہونا چاہیے۔

(ابو داؤد ۱/۱۴۴ عن ارزق بن قیس)



حدیث 4 دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھانا چاہیے۔
(ابوداؤد ۱/۲۰۹ عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ)

حدیث 5 دونوں ہاتھ بغل سے جدا ہوں۔ (بیہقی عن انس رضی اللہ عنہ، مشکوۃ ۱/۱۹۶)

حدیث 6 دوزانو بیٹھ کر دعا کرے۔ (ابن عوانہ عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ)

حدیث 7 دعا میں پہلے حمد، پھر درود شریف، پھر اپنی حاجت مانگے۔
(ترمذی شریف ۲/۱۸۶، ابوداؤد ۱/۲۰۸ عن فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ)

حدیث 8 دعا اپنے لیے، پھر اپنے والدین کے لیے، پھر اور مسلمان بھائیوں کے لیے مانگے۔ (ابوداؤد ۱/۱۷۳ ابی بن کعب، مسلم ۲/۳۵۲ عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ)

حدیث 9 دعا کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنا چاہیے۔
(ادب المفرد للبخاری ۶۸، ابونعیم، ترمذی ۲/۱۷۶، ابوداؤد ۱/۲۰۹، مستدرک حاکم ۱/۷۱۹، مشکوۃ ۱/۱۹۵)

حدیث 10 دعا میں ہتھیلی کا باطن حصہ چہرہ کی طرف ہو اور اتنا اٹھائیں کہ سینے کے سامنے آجائے۔
(ابوداؤد ۲۰۹، ابن ماجہ ۲۰۵، مجمع الزوائد ۱/۱۶۹، مشکوۃ ۱/۱۹۵، حاکم ۱/۷۲۰)

حدیث 11 دعا عاجزی اور خفیہ طریقے سے مانگی جائے۔

((اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً)) (الاعراف ۵۵)

''تم اپنے رب سے دعا کیا کرو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے۔''

حدیث 12 بہت زیادہ بلند آواز سے دعا نہ کرے۔
(مسلم ۲/۳۴۶ عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ)

حدیث 13 دعا کے اخیر میں آمین کہہ کر دعا ختم کرنی چاہیے۔
(بخاری ۲/۹۴۷ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

حدیث 14 اجتماعی دعا (جس میں کوئی دعا کر رہا ہو اور بقیہ آمین کہہ رہے ہوں) قبول ہوتی ہے۔ (طبرانی فی المعجم الکبیر ۲۲/۴ عن حبیب بن سلمہ الفہری رضی اللہ عنہ)

حدیث 15 دعا قبولیت کے یقین کے ساتھ کرنی چاہیے۔
(مسلم ۲/۳۴۲ عن انس رضی اللہ عنہ، ۲/۳۴۳ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

حدیث 16 دعا کی قبولیت میں جلد بازی سے کام نہ لے۔
(مسلم ۲/۳۵۲ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

حدیث 17 دعا قبول ہو تو شکر کرے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بِعِزَّتِهٖ وَجَلَالِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ))

''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنی نعمتیں میرے لیے پوری کیں۔''
(مستدرک حاکم ۱/۷۳۰ رقم ۱۹۹۹، ابن السنی)

حدیث 18 دعا ضرور قبول ہوتی ہے یا تو نقد دنیا میں مل جاتی ہے یا آخرت کے لیے ذخیرہ بنادی جاتی ہے یا اس کے گناہوں کا کفارہ بنادی جاتی ہے۔
(ترمذی ۲/۲۰۲ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

اسم اعظم

حدیث 1 حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو اس طرح دعا کرتے ہوئے سنا:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ))

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس نے اللہ سے اس کے اسم اعظم کے ذریعہ سے دعا مانگی کہ اسم

اعظم کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے جو سوال کیا جائے وہ عنایت فرماتے ہیں اور جس مقصد و حاجت کے لیے دعا مانگی جائے قبول فرماتے ہیں۔ (اس کی حاجت پوری کی جاتی ہے۔)

(رواہ الترمذی، ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ، مشکوۃ ۱/۲۰۰)

حدیث 2 حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اسم اعظم ان دو آیتوں میں موجود ہے:

﴿وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾

اور سورۂ آل عمران کی ابتدائی آیت:

﴿الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾

(جامع ترمذی، سنن دارمی، ابن ماجہ ۱/۲۸۲، مشکوۃ ۱/۲۰۰)

(جو شخص بھی ان آیتوں کو پڑھ کر دعا مانگے گا، یا دعا کے درمیان ان دو آیتوں کو پڑھے گا گویا اس نے اسم اعظم کے ذریعہ دعا مانگی۔ اسم اعظم کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کی تمام دعاؤں کو قبول فرمائیں گے اور ہر تنگی، مشکلات و مصائب، شدائد و آلام، دنیا و آخرت کے ہر رنج و غم اور خوف و ہراس کو دور فرما دیں گے۔)

وساوس کو دور کرنے کا مسنون طریقہ

1. کفریہ خیالات یا گناہوں کا حملہ یا وسوسہ ہو تو یہ پڑھے:

((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ))

اور بائیں طرف تین مرتبہ تھتکار دے۔

2. یا پھر یہ دعا پڑھے:

((رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِيْنِ ۝ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝))

''اے میرے رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں شیاطین کے وسوسوں سے اور یا رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ وہ میرے پاس بھی نہ آئیں۔''

3. وساوس آئیں تو ان کو دور کرنے کی زیادہ فکر نہ کرے اور نہ ہی غم زدہ ہو بے شک وساوس آتے رہیں۔ انسان اپنے دل میں یہ خیال جاری رکھے کہ میرے دل میں اللہ کی رحمت آ رہی ہے عرش عظیم سے نور کی شعائیں آ رہی ہیں میرا دل کہہ رہا ہے {اللہ اللہ اللہ} بار بار ایسا کرنے سے وساوس کم ہوتے چلے جائیں گے۔

(اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب سنتیں و آداب زندگی)

ہنسنے کی سنتیں

1. حیرت یا مسرت کے وقت اس طرح ہنسنا کہ صرف دانت ظاہر ہوں منہ نہ کھلے اور آواز نہ نکلے۔
2. بات بات پر نہ ہنسے۔
3. ہنسنا ہو تو تھوڑا ہنسے اعتدال کے ساتھ۔
4. ہنسی کے وقت اگر دانت نظر آنے کا احتمال ہو تو منہ پر ہاتھ رکھنا چاہیے۔

(جامع صغیر)

5. غصہ دیر سے کرنا چاہیے اور خوش جلدی ہونا چاہیے۔
6. ایسے خوش طبعی کرنا کہ سچ بھی ہو اور دوسرے کو بُرا نہ لگے مسنون ہے۔

(اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب سنتیں و آداب زندگی)



گفتگو و تکلم کی سنتیں

1. درمیانی آواز سے بات کرے۔
2. الفاظ جدا جدا کر کے بولے۔
3. مشکل یا اہم بات کو ایک سے زیادہ یعنی تین دفعہ دہرائے۔
4. مخاطب کی طرف مکمل رُخ کر کے بولنا۔
5. مجمع کثیر ہو تو الگ الگ طرف منہ کر کے بات کو دہرانا۔
6. سوچ کر اور ٹھہر کر بات کرنا۔
7. آواز میں خشوع و خضوع ہونا جیسے خوف زدہ آدمی بات کرتا ہے۔
8. حوصلہ اور قوت برداشت کے ساتھ بولنا۔
9. درمیان میں کسی کی بات نہ کاٹنا۔
10. بلاضرورت گفتگو نہ کرنا۔

(اللہ کے حبیب ﷺ کی محبوب سنتیں و آداب زندگی)

11. بعض دفعہ گفتگو کے دوران دائیں ہتھیلی کو بائیں انگوٹھے کے درمیانی حصہ پر مارنا۔

(سبل الہدیٰ)

12. کلام کو بے مقصد طول نہ دینا۔
13. چیخنا، زور سے بولنا خلاف سنت ہے۔

(کنز العمال)

14. گفتگو کے دوران بات سمجھانے کے لئے مثال دینا۔

(مجمع الزوائد)

کنگھا کرنے کی سنتیں

حدیث 1 پہلے سیدھی جانب کنگھا کریں پھر بائیں جانب۔ (شمائل ترمذی ۴)

حدیث 2 بار بار کنگھا کرنے کی بجائے کبھی کبھی کنگھا کرنا مسنون ہے۔

(شمائل ترمذی ۴)

وعظ و نصیحت کرنے کی سنتیں

کرسی پر بیٹھ کر وعظ کرنا سنت ہے۔ مسلم شریف کے اندر ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے لیے بھی مسجد نبوی کے اندر کرسی لائی گئی تھی۔

(مسلم شریف ۲/۲۸۷، امداد الباری شرح بخاری ۳/۲۵۸)

تقریر و خطابت کے آداب و سنن

حدیث 1 تقریر و خطابت میں مؤثر لب و لہجہ اور اسلوب کا اختیار کرنا کہ لوگوں پر اس کا اثر ہو بری بات نہیں۔ خود نبی کریم ﷺ کے خطبات نہایت مؤثر، جامع اور پر معنی ہوا کرتے تھے۔

حدیث 2 البتہ اس میں تکلف اور تصنع کو آپ ﷺ نے پسند نہیں فرمایا۔

(مرقاۃ المفاتیح ۴/۶۱۱)

حدیث 3 تقریر و وعظ میں رنگ آمیزی کے لیے جھوٹے واقعات، موضوع اور غیر مستند روایات کا نقل کرنا عظیم ترین گناہوں میں سے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ

جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

(رواہ البخاری، مشکوٰۃ ۱/۳۲)

حدیث 4 مخاطب کو سمجھانے کے لیے بات کا مکرر اور وضاحت سے کرنا، جبکہ اس کے بغیر اس کا سمجھنا ممکن نہ ہو مستحب ہے۔ (بخاری ۹۵، ریاض الصالحین ۲۹۴)

متفرق سنتیں

حدیث 1 تیز رفتاری سے چلنا بھی مسنون ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تیز رفتار کوئی نہیں دیکھا گیا۔ ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلنے میں مشقت کے ساتھ ہوتے تھے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معمولی رفتار ہوتی تھی۔

(شمائل ترمذی ۸)

حدیث 2 پاؤں اٹھا کر ہمت وقوت سے چلنا بھی مسنون ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چلتے تھے ہمت اور قوت سے پاؤں اٹھاتے تھے۔ عورتوں کی طرح سے پاؤں زمین پر گھسیٹ کر نہیں چلتے تھے۔ (شمائل ترمذی ۸)

حدیث 3 اکڑ کر چلنے کے بجائے جھک کر چلنا مسنون ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چلتے تو تھوڑا جھک کر چلتے تھے گویا کہ بلندی سے اتر رہے ہیں۔ (شمائل ترمذی ۸)

حدیث 4 چلتے وقت بدن کو چست رکھیں اور لمبے لمبے قدم رکھیں۔

(شمائل ترمذی ۸)

حدیث 5 چلنے کے دوران اگر مڑ کر دیکھیں تو پورے جسم سے مڑ کر دیکھیں۔

حدیث 6 اہل علم نے لکھا ہے کہ نکاح کے لیے بہتر اور مستحب جمعہ کا دن ہے۔

(فتح القدیر ۳/۱۰۲)

حدیث 7 ہر مہتم بالشان کام میں دائیں ہاتھ اور پاؤں کو مقدم کرنا سنت ہے۔

(ریاض الصالحین ۳۰۸، بخاری ۱۶۸، مسلم ۲۶۸)

حدیث 8 بازار میں خرید وفروخت کے لیے جانا خلافِ سنت نہیں بلکہ سنت ہے۔

(طبرانی، مجمع الزوائد ۵/۱۲۵، آداب بیہقی ۲۵۶)

حدیث 9 پاجامہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی پسند کیا ہے۔ اور سنتِ ابراہیمی کی اتباع محمود اور امت سے مطلوب ہے۔ لہٰذا پاجامہ کو خلافِ سنت نہیں قرار دیا جاسکتا۔ (عمدۃ ۲۱/۳۰۶، زاد المعاد ۱/۵۱)

حدیث 10 عمامہ سنت ہے خاص کر نماز کے موقع پر۔ (مناوی ۱۶۵)

حدیث 11 عمامہ کھڑے ہوکر اور پاجامہ بیٹھ کر پہننا چاہیے۔ (جمع الوسائل)

اس کے برخلاف عمامہ بیٹھ کر باندھنا اور پاجامہ کھڑے ہوکر پہننا نسیان اور فقر پیدا کرتا ہے۔ (زرقانی ۵/۴)

حدیث 12 نیا اور عمدہ کپڑا جمعہ کے دن پہننا مسنون ہے۔

(سیرت خیر العباد ۷/۴۲۵، زاد المعاد ۱/۱۲۸)

فائدہ: اگر عمدہ کپڑا ایک ہو تو اسے جمعہ کے لیے استعمال کیا جائے پھر رکھ دیا جائے یہ بھی بہتر ہے۔

حدیث 13 نمازِ جنازہ میں نمازیوں کا زیادہ ہونا اور تین یا اس سے زیادہ صفیں بنانا مستحب ہے۔ (سنن ابی داؤد حدیث ۳۱۶۶، ترمذی ۱۰۲۸)

حدیث 14 اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا مستحب ہے۔

(النور ۲۴:۶۱، ترمذی ۲۶۹۸)

حدیث 15 جب آدمی مجلس سے اٹھے اور اپنے ساتھیوں سے جدا ہو تو سلام کرنا

مستحب ہے۔(ابوداؤد، ۵۲۰۸ وترمذی ۲۷۰۶)

اسماءِ حسنیٰ کے فضائل وفوائد

حدیث 1

((عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی تِسْعَۃً وَّتِسْعِیْنَ اِسْمًا مَنْ اَحْصَاھَا دَخَلَ الْجَنَّۃَ))

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لیے ننانوے نام ہیں، جوانہیں یاد کرلے جنت میں داخل ہوگا۔''

(رواہ البخاری والمسلم والترمذی والبیہقی فی الدعوات الکبیر، مشکوٰۃ ۱/۱۹۹)

فوائد: بلاشبہ اسماءِ حسنیٰ معرفتِ الٰہی کا دروازہ ہے۔ دارین کی سعادت، دونوں جہان کی ترقی، فلاح وبہبودی وکامرانی، حلِ مشکلات وشدائد اور رنج وغم دور ہونے کے لیے اسماءِ حسنیٰ کے ذریعہ دعا کرنے سے جلد قبول ہوتی ہے۔ اسماءِ حسنیٰ کے ذریعہ دعا مانگنا، اہل اللہ، بزرگانِ دین، انفاسِ قدسیہ کے خاص معمولات میں سے ہے اور اس کی قبولیت مجرب ہے۔ اس لیے امت مسلمہ کے ہر فرد وبشر کو اللہ کے مبارک ناموں کے ذریعہ سے دعا مانگنی چاہیے۔

خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

((وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا))

''اور اللہ تعالیٰ کے نہایت اچھے نام ہیں ان کے ذریعے سے اللہ سے مانگا کرو۔''

ان کو اسماءِ حسنیٰ کہا جاتا ہے اور ان کی تفصیل اس طرح ہے:

اسماءِ حسنیٰ

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

الرَّحْمٰنُ	الرَّحِیْمُ	الْمَلِکُ	الْقُدُّوْسُ
السَّلَامُ	الْمُؤْمِنُ	الْمُهَیْمِنُ	الْعَزِیْزُ
الْجَبَّارُ	الْمُتَکَبِّرُ	الْخَالِقُ	الْبَارِئُ
الْمُصَوِّرُ	الْغَفَّارُ	الْقَهَّارُ	الْوَهَّابُ
الرَّزَّاقُ	الْفَتَّاحُ	الْعَلِیْمُ	الْقَابِضُ
الْبَاسِطُ	الْخَافِضُ	الرَّافِعُ	الْمُعِزُّ
الْمُذِلُّ	السَّمِیْعُ	الْبَصِیْرُ	الْحَکَمُ
الْعَدْلُ	اللَّطِیْفُ	الْخَبِیْرُ	الْحَلِیْمُ
الْعَظِیْمُ	الْغَفُوْرُ	الْمُقِیْتُ	الْحَسِیْبُ
الْجَلِیْلُ	الْکَرِیْمُ	الرَّقِیْبُ	الْمُجِیْبُ
الْوَاسِعُ	الْحَکِیْمُ	الْوَدُوْدُ	الْمَجِیْدُ
الْبَاعِثُ	الشَّهِیْدُ	الْحَقُّ	الْوَکِیْلُ
الْقَوِیُّ	الْمَتِیْنُ	الْوَلِیُّ	الْحَمِیْدُ
الْمُحْصِیُ	الْمُبْدِئُ	الْمُعِیْدُ	الْمُحْیِیُ
الْمُمِیْتُ	الْحَیُّ	الْقَیُّوْمُ	الْوَاجِدُ



اَلْمَاجِدُ جل جلالہ	اَلْوَاحِدُ جل جلالہ	اَلصَّمَدُ جل جلالہ	اَلْقَادِرُ جل جلالہ
اَلْمُقْتَدِرُ جل جلالہ	اَلْمُقَدِّمُ جل جلالہ	اَلْمُؤَخِّرُ جل جلالہ	اَلْاَوَّلُ جل جلالہ
اَلْاٰخِرُ جل جلالہ	اَلظَّاهِرُ جل جلالہ	اَلْبَاطِنُ جل جلالہ	اَلْوَالِیْ جل جلالہ
اَلْمُتَعَالِیْ جل جلالہ	اَلْبَرُّ جل جلالہ	اَلتَّوَّابُ جل جلالہ	اَلْمُنْتَقِمُ جل جلالہ
اَلْعَفُوُّ جل جلالہ	اَلرَّؤُفُ جل جلالہ	اَلْمَالِكُ الْمُلْكِ جل جلالہ	
ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ جل جلالہ		اَلْمُقْسِطُ جل جلالہ	اَلْجَامِعُ جل جلالہ
اَلْغَنِیُّ جل جلالہ	اَلْمُغْنِیُ جل جلالہ	اَلْمَانِعُ جل جلالہ	اَلضَّارُّ جل جلالہ
اَلنَّافِعُ جل جلالہ	اَلنُّوْرُ جل جلالہ	اَلْهَادِیُ جل جلالہ	اَلْبَدِیْعُ جل جلالہ
اَلْبَاقِیُ جل جلالہ	اَلْوَارِثُ جل جلالہ	اَلرَّشِیْدُ جل جلالہ	اَلصَّبُوْرُ جل جلالہ

متفرق سنتیں

1. جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے تھے تو لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے ہٹایا نہیں جاتا تھا۔
2. آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جائز کام کو منع نہیں فرماتے تھے کہ ہر کام میں مداخلت کریں، ایسا نہیں کرتے تھے۔
3. اگر کوئی شخص سوال کرتا اور اس کو پورا کرنے کا ارادہ ہوتا تو ہاں فرما دیتے ورنہ خاموش رہتے۔
4. گفتگو کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا چہرہ کسی سے نہ پھیرتے جب تک وہ خود نہیں پھیر لیتا۔

5. اگر کوئی آہستہ بات کرنا چاہتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا کان مبارک اس کی طرف کر دیتے اور جب تک وہ فارغ نہ ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان نہیں ہٹاتے تھے۔
6. جب کسی چیز کی طرف دیکھتے تو پورا چہرہ پھیر کر دیکھتے اور متکبروں کی طرح گوشہ چشم سے نہیں دیکھتے تھے۔ (خصائل)
7. نگاہ نیچی رکھتے اور غایت حیا کی وجہ سے بھرپور نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے۔
8. آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت رحم دل حلیم الطبع اور نرم مزاج تھے۔
9. سب میں ملے جلے رہتے اور کبھی کبھی مزاح بھی فرما لیتے۔ (بہشتی زیور)
10. راستہ میں اگر کوئی غریب یا بڑھیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کرنا چاہتی تو راستہ سے ہٹ کر کنارے بیٹھ جاتے۔ (بہشتی زیور)
11. دعا کرتے وقت یا تلاوت کرتے وقت رقت طاری ہوتی تو سینہ مبارک سے ہانڈی کے جوش کرنے کی سی آواز آتی۔ (شمائل)
12. گھر والوں کا بہت خیال رکھتے کہ ان کو تکلیف نہ ہو۔ رات تہجد کے لئے اٹھتے تو آرام سے اٹھتے، آہستگی سے جوتا پہنتے، آہستہ سے دروازہ کھول کر باہر تشریف لے جاتے۔ اسی طرح آرام سے تشریف لاتے تاکہ سونے والوں کو تکلیف نہ ہو۔ (مشکوٰۃ)
13. چلتے وقت نگاہ نیچے رکھتے۔ مجمع کے ہمراہ چلتے تو سب سے پیچھے چلتے اور اگر سامنے سے کوئی نظر آتا تو سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام کرتے۔ (شمائل)
14. معزز آدمی کی عزت افزائی کرتے۔

15 اوقات میں تقسیم کار اعتدال سے کرتے، کچھ وقت عبادت کے لئے کچھ وقت گھر والوں کے حقوق کے لئے، جیسے ان سے ہنسنا، بولنا وغیرہ اور کچھ وقت اپنے بدن کی راحت اور آرام کے لئے۔

(شمائل)

16 آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھنا ایک اہم سنت ہے اور اپنے شیخ کی راہنمائی اور ہدایت کے ساتھ پڑھنا نور علی نور ہے۔

17 کوئی رشتہ دار بدسلوکی کرے تو اس کے ساتھ حسن سلوک کریں۔

(مشکوٰۃ)

18 جو لوگ دنیا کے اعتبار سے کمزور ہوں ان کا خیال رکھیں۔

19 دائیں بائیں جانب تکیہ لگانا بھی سنت ہے۔

20 بعد نماز اشراق تک مسجد میں مربع شکل میں بیٹھیں۔ اس طرح حلقہ احباب میں مربع شکل بیٹھنا سنت ہے اور یہ بھی سنت ہے کہ بایاں پاؤں اور پنڈلی دائیں کے اوپر ہو البتہ چھوٹوں کو بڑوں کے سامنے دوزانو بیٹھنے میں ادب ہے اور تواضع ہے۔

(شامی)

21 سواری پر اس کے مالک کو آگے بٹھانا سنت ہے البتہ وہ مجبور کرے تو پھر آگے بیٹھیں۔

22 مخلصین کا ہدیہ قبول کرنا سنت ہے اور اس کو خالی واپس نہ کرے بلکہ حسب توفیق اور استطاعت اس کے مناسب خود بھی ہدیہ دے۔

23 خوشبو، تکیہ اور دودھ کوئی پیش کرے تو قبول کرنا چاہیے۔

24 کسی کام کی ابتدا میں کوئی اچھا نام سنو یا خوشخبری سنو تو اس کو اپنے مقصد کیلئے ایک نیک فال سمجھنا سنت ہے اور اس سے خوش ہونا سنت ہے۔

25 اپنے کام کے شروع میں کوئی ناخوشگوار واقعہ اپنے لئے بدفالی سمجھنا گناہ ہے اور

سخت منع ہے جیسے راہ چلتے کسی کو چھینک آ گئی تو یہ سمجھنا کہ کام نہیں ہوگا یا کوا بولا یا الو بولا تو اس سے بدفالی لینا سخت نادانی ہے یہ غلط ہے اور گمراہی کا عقیدہ ہے۔ اسی طرح کسی کو منحوس سمجھنا یا کسی دن کو منحوس سمجھنا بہت برا ہے۔

26 خلافِ شرع تعویذ گنڈے، ٹونے ٹوٹکے مت کرو۔

(مشکوٰۃ شریف)

27 آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی کام کے لئے غمگین ہوتے تو داڑھی مبارک کو ہاتھ میں لے لیتے اور اس کو دیکھتے۔ اسی طرح جب کوئی دشواری پیش آتی تو سر آسمان کی طرف لے جاتے اور یہ کلمات فرماتے:

((سُبْحٰنَ اللّٰهِ الْعَظِيْم))

28 جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی کے متعلق کوئی بری بات معلوم ہوتی تو یوں نہ فرماتے کہ فلاں کو کیا ہو گیا ہے ایسا ایسا کرتا ہے بلکہ یوں فرماتے لوگوں کو کیا ہو گیا کہ ایسا ایسا کرتے ہیں۔ (اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب سنتیں و آداب زندگی)

توبہ و استغفار کا بیان

یومیہ استغفار:

((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ)) (طحاوی: ص ۳۶۶)

دن میں ستر مرتبہ پڑھنا سنت ہے۔

بعض جگہ دن میں سو مرتبہ استغفار پڑھنا سنت ہے۔

(حاکم: ۲/۴۵۷)

آپ ﷺ وفات سے قبل اس کلمہ کا التزام فرماتے تھے:

((سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ))

(سبل الھدی: ص ۶۲)

نماز کے بعد استغفار:

نماز سے فارغ ہونے کے بعد تین مرتبہ استغفار پڑھنا سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۲۱۲)

استغفار:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ استغفار کرتا ہوں۔

(صحیح بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی ایک نشست میں شمار کر لیتے تھے کہ آپ ﷺ سو سو دفعہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرتے

((رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ))

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر آدمی خطا کار ہے (کوئی ایسا نہیں ہے جس سے کبھی کوئی خطا یا لغزش سرزد نہ ہوئی ہو) اور خطا کاروں میں وہ بہت اچھے ہیں جو خطا و قصور کے بعد مخلصانہ توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ گناہ کر کے استغفار کرے (یعنی سچے دل سے اللہ سے معافی مانگے) پھر وہ اگر دن میں ستر مرتبہ بھی پھر وہی گناہ کرے (تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک) وہ گناہ پر اصرار کرنے والوں میں نہیں۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جس بندے

نے ان الفاظ کے ذریعے اللہ کے حضور میں توبہ و استغفار کیا تو وہ بندہ ضرور بخش دیا جائے گا اگرچہ اس نے میدان جنگ سے بھاگنے کا گناہ کیا ہو وہ یہ ہے:

((اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ))

(جامع ترمذی، ابوداؤد)

استغفار کی برکات:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جو بندہ استغفار کو لازم کرے (یعنی اللہ تعالیٰ سے برابر اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہے) تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے مشکل اور تنگی سے نکلنے اور رہائی پانے کا راستہ بنا دے گا۔ اور اس کی فکر اور ہر پریشانی دور کر کے کشادگی اور اطمینان عطا فرما دے گا، اور اس کو ان طریقوں سے رزق دے گا، جن کا اس کو خیال و گمان بھی نہ ہوگا۔

(سنن ابوداؤد، معارف الحدیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کسی بندے نے گناہ کیا پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے میرے مالک مجھ سے گناہ ہو گیا مجھے معاف فرما دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہوں پر پکڑ بھی سکتا ہے اور معاف بھی کر سکتا ہے؟ میں نے اپنے بندہ کا گناہ بخش دیا، اور اس کو معاف کر دیا، اس کے بعد جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رکا رہا اور کسی وقت پھر کوئی گناہ کر بیٹھا اور پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے میرے مالک و مولیٰ مجھ سے اور گناہ ہو گیا تو مجھے معاف فرما دے اور میرے گناہ بخش دے! تو اللہ تعالیٰ نے پھر ارشاد فرمایا کیا میرے بندہ کو یقین ہے کہ اس کا کوئی مالک و مولیٰ ہے جو گناہ معاف بھی کر سکتا



ہے اور سزا بھی دے سکتا ہے؟ میں نے اپنے بندہ کو بخش دیا جو اس کا جی چاہے کرے۔

(صحیح بخاری، مسلم)

مرنے والوں کیلئے سب سے بہترین تحفہ استغفار (دعا مغفرت):

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قبر میں مدفون مردہ کی مثال بالکل اسی شخص کی سی ہے جو دریا میں ڈوب رہا ہو اور مدد کیلئے چیخ و پکار کر رہا ہو وہ بے چارہ انتظار کرتا ہے ماں باپ یا بھائی بہن یا کسی دوست آشنا کی طرف سے دعا مغفرت کا تحفہ پہنچے جب کسی طرف سے اس کو دعا کا تحفہ پہنچتا ہے تو وہ اس کو دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتا ہے اور دنیا میں رہنے بسنے والوں کی دعاؤں کی وجہ سے قبر کے مُردوں کو اتنا عظیم ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے جس کی مثال پہاڑوں سے دی جا سکتی ہے اور مردوں کیلئے زندوں کا ہدیہ ان کیلئے دعائے مغفرت ہے۔

(شعب الایمان، معارف الحدیث)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت میں کسی مرد صالح کا درجہ ایک دم بلند کیا جاتا ہے تو وہ جنتی بندہ پوچھتا ہے کہ اے پروردگار! میرے درجہ اور مرتبہ میں ترقی کس وجہ سے اور کہاں سے ہوئی؟ جواب ملتا ہے کہ تیرے واسطے تیری فلاں اولاد کی دعا مغفرت کی وجہ سے۔

(مسند احمد، معارف الحدیث)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو بندہ عام مومنین اور مومنات کیلئے ہر روز ۲۵ یا ۲۷ مرتبہ اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت کی دعا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں میں سے ہو جائے گا جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور جن کی برکت سے دنیا والوں کو رزق ملتا ہے۔

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ))

سید الاستغفار:

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سید الاستغفار (سب سے اعلیٰ استغفار) یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں یوں عرض کرے:

((اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ وَاَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ))

''اے اللہ آپ میرے رب ہیں اور آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ نے مجھے پیدا کیا اور میں آپ کا بندہ ہوں اور آپ کے عہد پر ہوں اور اپنی استطاعت کے مطابق آپ کے وعدے پر کاربند ہوں، اور اپنے اعمال کے شر سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں، اور اپنے اوپر آپ کی نعمتوں کا اعتراف کرتا ہوں، اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں، لہذا تو مجھ کو بخش دے کیونکہ گناہوں کو تیرے سوا اور کوئی نہیں بخشتا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے دل کے یقین کے ساتھ دن کے کسی بھی حصہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا عرض کی اور اسی دن یا رات شروع ہونے سے پہلے اس کو موت آئی تو وہ بلاشبہ جنت میں جائے گا۔

صلوٰۃ استغفار:

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے جس شخص سے کوئی گناہ ہو

جائے گا پھر وہ اٹھ کر وضو کرے پھر نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور معافی طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دیتا ہے اس کے بعد آپ ﷺ نے قرآن مجید کی آیت تلاوت فرمائی:

((وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْظَلَمُوْآ اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوْا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ))

''اور وہ لوگ جب کوئی کھلا گناہ کر بیٹھیں یا اپنے حق میں ظلم کریں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں سے بخشش مانگتے ہیں۔''

(آل عمران:۱۳۵، ترمذی ۴/۱۴)

علم دین حاصل کرنے کے سنن وآداب

- چھوٹے بچے کا یاد کیا ہوا سبق پتھر پر لکیر کی طرح ہوتا ہے۔(ابونعیم)
- اچھا سوال کرنا آدھا علم ہے۔(کنز العمال:۹/۱۰۴)
- علماء سے پوچھا کرو، حکماء کی دوستی کرو، اور بڑوں کی ہم نشینی کرو۔(کنز العمال:۹/۱۰۴)
- علم سیکھنے ہی سے آتا ہے اور فقہ سمجھ بوجھ سے حاصل ہوتی ہے۔(کنز المعال:۹/۱۰۴)
- علم سکینت وقار و بردباری سے حاصل کرنا چاہئے۔ سیکھنے اور سکھانے میں نرمی کرنی چاہیے۔ (کنز العمال:۹/۱۰۴)
- علم کی مجلس میں قریب قریب بیٹھے اور ایک دوسرے کے پیچھے متفرق ہو کر نہ بیٹھے۔ (کنز:۹/۱۰۴)
- علم اصل میں دین ہے پس دیکھنا چاہئے کہ دین کس سے حاصل کر رہا ہے۔ (کنز:۹/۱۰۵)

- جس نے کہا کہ میں عالم ہوں تو وہ جاہل ہے۔(کنز:۹/۱۰۶)
- آپ ﷺ نماز کیلئے نکلے ایک اعرابی نے مسئلہ پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ فتویٰ پوچھنے کا وقت نہیں ہے۔(کنز:۹/۱۰۶)
- طالب علموں کو مرحبا بوصیۃ رسول اللہ ﷺ کہنا چاہیے۔(کنز:۹/۱۰۶)
- آپ ﷺ نے فرمایا کہ علم سکھاؤ اور اعتراض مت کرو۔ بے شک علم اعتراض سے بہتر ہے۔(کنز:۹/۱۰۹)
- علم کو قلم کے ذریعے (لکھ کر) محفوظ کرو۔(کنز العمال:۹/۱۰۹)
- علم کے برتن بنو (یعنی عمل کرو) صرف روایت کرنے والے (بے علم) نہ ہو۔ (کنز العمال)
- علم کا احترام کرو۔ جن سے علم حاصل کرتے ہو اور ان کا بھی احترام کرو جن کو علم سکھا رہے ہو۔(کنز العمال:۹/۱۰۹)
- علم دین صبح سویرے سیکھنا چاہئے کیونکہ اس وقت میں برکت ہوتی ہے اور جمعرات کا دن زیادہ مناسب ہے۔(کنز العمال:۹/۱۰۹)
- خطبہ میں ''امابعد'' کا لفظ سب سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام نے استعمال فرمایا جو کہ سنت ہے۔(کنز:۹/۱۰۹)

تلاوت قرآن پاک کے سنن وآداب

- قرآن پاک کی تلاوت کرنے سے پہلے مسواک کرنا سنت ہے۔(کنز:۲/۱۳۸)
- تلاوت کرتے وقت رونا یا رونے کی شکل بنانا سنت ہے۔(کنز:۲/۱۳۶)

- خوب صورت آواز کے ساتھ تلاوت کرنا سنت ہے۔(ابن ابی شیبہ)
- قرآن پاک بغیر ہاتھ لگائے ہوئے زبانی تلاوت بغیر وضو کے بھی جائز ہے۔ (کنز:۲/۳۷)
- سفید کپڑوں میں قاری قرآن زیادہ پسندیدہ ہے۔(موطا امام مالک)
- قرآن کریم دیکھ کر پڑھنا سنت ہے۔(کنز العمال:۲/۱۳۷)
- تلاوت اتنی اونچی آواز سے کرنا خلاف سنت ہے کہ جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل پڑے۔(ابن ابی شیبہ)
- دن اور رات میں قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا زیادہ محبوب عمل ہے۔(کنز العمال:۳/۱۴۷)
- آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عمل قبول نہیں ہوتا جب تک کہ بدن کے ساتھ اس کا دل حاضر نہ ہو۔(کنز العمال:۲/۱۳۷)
- زیادہ جلدی پڑھنا جائز نہیں ہے۔(کنز العمال:۲/۱۳۹)
- اچھی تلاوت وہ ہے جس سے دل میں خوف الٰہی پیدا ہو۔(کنز العمال:۲/۱۴۱)
- قرآن مجید کو دیکھنا بھی ثواب ہے۔(کنز العمال:ص ۱۴۲)
- جب کوئی متوجہ ہو کر سن رہا ہو تو اونچی آواز سے پڑھنا بھی اچھا ہے۔(کنز ۲:/۱۴۱)
- قرآن شریف کا بیچنا جائز ہے۔(ابن ابی دائود)
- ختم قرآن کے بعد اجتماعی دعا کرنا سنت ہے۔(مجمع الزوائد:۲/۱۵۲)
- قرآن کریم کو مال کا ذریعہ بنانا خلاف سنت ہے۔(بیہقی فی شعب الایمان)
- استاذ کی سختی کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرتا رہے۔
- خود اعتمادی کے بجائے خدا اعتمادی کا اظہار کیا کرے۔
- انکار خشک نہیں کرنا چاہیے بلکہ معقول عذر اور دلیل کے ساتھ ہو۔

- علم سے تعلق رکھنے والے نسیان سے پریشان نہ ہوں کہ یہ لازم ہے حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔
- خدام کی کوتاہی پر معذرت کو قبول کرنا چاہئے۔
- طلبہ کی ایک یا دو مرتبہ غلطی سے درگزر کیا جائے۔
- حق پرستی کا تقاضا ہے کہ لوگوں کی طعن وملامت کی پرواہ کیے بغیر حق تعالیٰ کا امر بجالایا جائے۔
- ازراہ اخلاص اگر کوئی عالم یا متعلّم کی خدمت کرنا چاہے تو اسے قبول کرنا چاہئے۔

نوٹ:

- یہ تمام آداب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے واقعات سے ثابت ہیں۔

داڑھی کے سلسلے میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

- آپ ﷺ کے داڑھی کے بال گھنے تھے۔(مسلم:۲/۲۵۹)
- آپ ﷺ کا سر بڑا اور داڑھی مبارک بڑی تھی۔(ترمذی فی المناقب)
- آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کالی تھی۔(دلائل النبوۃ:۱/۲۱۷)
- داڑھی میں کنگھی کرنا سنت ہے۔آپ ﷺ بہت کثرت سے سر میں تیل لگاتے اور داڑھی مبارک میں کنگھی فرماتے۔(مشکوۃ:ص ۳۸۱)
- آپ ﷺ کے پاس ہاتھی کے دانت کی کنگھی تھی جس سے داڑھی مبارک میں کنگھی فرماتے۔(سیرۃ الشامی:۷/۵۴۷)
- داڑھی سنوارنا سنت ہے۔آپ ﷺ آئینہ دیکھ کر داڑھی سنوارتے۔ (فتح الباری:۱۰/۳۶۷)

- کنگھی ہمیشہ پاس رکھنا سنت ہے آپ ﷺ کو ہر چیز میں دایاں پسند تھا۔ (خصائل:ص۳۷)
- آپ ﷺ ہمیشہ داڑھی سنوارنے کا حکم فرماتے۔(مشکوۃ:ص۴۰۱)
- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ ہمیشہ داڑھی میں پانی لگا کر سنوارتے تھے۔(سیرۃ الشامی:۷/۵۶۷)
- آپ ﷺ مشک، سرا اور داڑھی میں لگاتے۔(مرقات:ص۴۶۲)
- آپ ﷺ تیل یا زعفران سر پر لگاتے تو پہلے ہاتھ پر رکھتے پھر داڑھی پر لگاتے۔یعنی بائیں ہاتھ میں رکھ کر دائیں ہاتھ سے لگاتے۔(مجمع:۶/۱۶۵)
- آپ ﷺ زعفران اور ورس سے داڑھی کو زرد فرماتے۔(سیرۃ الشامی:۳/۵۴۲)
- آپ ﷺ جب تیل لگاتے تو اولاً ریش بچہ پر لگاتے۔ (سیرۃ:۷/۵۴۷)
- غم و رنج میں داڑھی پکڑنا سنت ہے۔آپ ﷺ جب غمگین ہوتے تو داڑھی مبارک کو ہاتھوں سے پکڑتے۔(مجمع:۶/۶۴۲)
- ریش بچہ کا رکھنا سنت ہے اور منڈانا بدعت ہے۔(مسلم:۲/۲۵۷)
- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تقریباً ۱۷، ۲۰ بال آپ کے ریش بچہ کے سفید تھے۔ (ابن ماجہ:ص۲۵۸)
- اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ریش بچہ (نیچے کے ہونٹ کے بال) منڈانا اور کاٹنا خلافِ سنت ہے۔(الشعور:ص۲۲۱)
- داڑھی کے بالوں کا زیادہ لمبا کرنا مذموم ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے داڑھی چھوڑ رکھی تھی۔اچھی خاصی لمبی ہوگئی تھی آپ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ ایک مٹھی سے جو نیچے ہو اس کو کاٹ دو اس نے کاٹ دیا۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسی طرح

کیوں چھوڑ دیتے ہو کہ درندے کی طرح لگتے ہو۔(عمدہ:۲۲/۴۷)

- ایک مشت سے زیادہ کاٹا جا سکتا ہے اگر یہ کاٹنا خلاف سنت ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہرگز نہ کٹواتے۔
- داڑھی کے بال زیادہ بڑھ جائیں تو کاٹنا سنت ہے۔آپ ﷺ داڑھی مبارک کو طول و عرض سے کم کرتے تھے۔(ترمذی:ص۱۰۰)
- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حج و عمرہ کے موقع پر سر کا حلق کراتے تو داڑھی مٹھی سے پکڑ لیتے پھر ہر چہار جانب سے برابر کرنے کا حکم دیتے۔(بخاری:۲/۸۷۵)
- حضرت حسن رضی اللہ عنہ مٹھی سے زائد لمبی داڑھی کاٹ دیتے تھے۔(ابن ابی شیبہ:۸/۳۷۵)
- حضرت علی رضی اللہ عنہ چہرے کے جانب کی داڑھی کو کچھ کاٹ دیا کرتے تھے۔
- حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تین آدمیوں کی داڑھی بڑھی دیکھی تو اسے کھینچنے اور کاٹنے کا حکم فرمایا۔جو ایک مشت سے زیادہ ہو۔(عمدۃ القاری:۲۲/۴۷)
- آپ ﷺ نے فرمایا سفید بال مت چنو یہ مسلمان کا نور ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے قیامت کے دن کا نور ہے۔(آداب بیہقی:ص۳۸۶)
- ایک آدھا بال کبھی چن لیا جائے تو اس کی گنجائش ہے۔(ردالمحتار:۵/۲۲۸)
- خشخشی داڑھی رکھنا خلافِ سنت ہے آپ ﷺ جب وضو فرماتے ہتھیلی میں پانی لیتے اور خلال فرماتے۔(ابوداؤد:۱/۱۹)
- آپ ﷺ نے فرمایا قوم لوط کی دس عادتیں تھیں جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے ان میں ایک قص اللحیۃ داڑھی کا کاٹنا اور تراشنا تھا۔(درمنثور:۵/۶۴۴)
- خشخشی داڑھی قیامت کی علامت ہے، حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آخر زمانہ میں



ایک جماعت ظاہر ہوگی جو داڑھی کو کبوتر کی دم کی طرح چھاٹے گی (یعنی داڑھی چھوٹی کرے گی)۔ (اتحاف: ۲/۴۲۶)

- جب آئینہ دیکھے تو یہ دعا کرنا سنت ہے۔

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ حَسَّنَ خَلْقِیْ وَ خُلُقِیْ وَزَانَ مِنِّیْ مَا شَانَ مِنْ غَیْرِیْ۔))

اور یہ دعا بھی منقول ہے:

((اَللّٰهُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ وَ اَوْسِعْ عَلَیَّ رِزْقِیْ))

(سیرت: ۷/۵۴۶)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آئینہ دیکھتے تو یہ دعا فرماتے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ)) (ابن سنی: ص ۱۶۳)

قرض کے متعلق اسوۂ حسنہ

- قرض زیادتی کے ساتھ ادا کرنا جبکہ شرط نہ ہو سنت ہے۔ (مسند بزار: ۲/۱۰۴)
- قرض زیادتی کے ساتھ ادا کرنا مستحسن ہے۔ (سنن کبریٰ: ۵/۳۵۱)
- قرض دینے کا ثواب اٹھارہ گنا ہے۔ (جامع صغیر: ۱/۲۵۴)
- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں بہتر وہ ہے جو ادا کرنے میں بہتر ہو۔ (سبل: ۹/۲۲)
- جو بندہ قرض ادا کرنے کی نیت سے لیتا ہے اللہ پاک کی مدد شامل حال رہتی ہے اور میں بھی اللہ پاک کی مدد کا طالب ہوں۔ (سنن کبریٰ: ۵/۳۵۴)
- نہ دینے کے ارادے سے قرض لینے والا چور ہے۔ (ترغیب: ص ۵۶۹)
- استطاعت کے باوجود قرضہ جلد ادا نہ کرنا ظلم ہے۔ (بخاری: ۱/۳۲۳)

- مقروض سے قرض دینے والے کا ہدیہ لینا درست نہیں۔ (سنن کبریٰ: ۵/۳۴۳)
- مقروض سے فائدہ اٹھانا گویا سود لینا ہے۔ (سنن کبریٰ: ۵/۳۵۰)
- قرض لینا اچھی بات نہیں۔ (حاکم، ترغیب: ۲/۵۹۶)
- قیامت میں قرض کی ادائیگی نیکی سے ہوگی۔ (ابن ماجہ: ص ۱۷۳)
- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک میت کا قرضہ اپنے ذمہ لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہیں اللہ پاک جہنم سے آزاد کرے جیسا تم نے اپنے بھائی کو قید سے آزاد کیا۔ (ترغیب: ۲/۶۰۷)
- نصف قرضہ معاف کرنا سنت ہے۔ (مشکوۃ: ص ۲۵۲)
- مقروض کو مہلت دینے سے اللہ پاک قیامت کے رنج وغم سے نجات دے گا۔ (مشکوۃ: ص ۳۵۱)
- جس نے کسی تنگدست کو مہلت دی اللہ پاک دنیا اور آخرت میں اس پر آسانی فرمائے گا۔ (مسلم: ص ۳۴۵)
- جس نے کسی تنگدست کو مہلت دی اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ (مسند احمد: ۲/۲۳)
- قرض دینے والا کچھ کہے تو برداشت کرنا سنت ہے۔ (مشکوۃ: ص ۲۵۱)
- حج سے پہلے قرض ادا کرنا چاہئے۔
- وصیت سے پہلے قرض ادا کرنا سنت ہے۔
- مقروض جنت میں جانے سے رکا رہے گا تاوقتیکہ قرض نہ ادا ہو جائے خواہ وہ شہید ہو۔ (مشکوۃ: ص ۲۵۴)
- دوسرے کا قرض یا کوئی ادائیگی اپنے ذمہ لینا سنت ہے۔
- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودی سے غلہ ادھار لیا تھا اور زرہ گروی رکھوائی تھی۔ (عمدۃ القاری: ۱/۱۸۲)

- آپ ﷺ نے اہل وعیال کی ضرورت کے لئے ۲۰ صاع قرض لیا تھا۔اسی طرح روایت ہے کہ جَو لیا تھا۔(عمدۃ القاری:۱/۱۸۲)
- غیر مسلم سے قرض اور دیگر معاملات جائز ہیں۔(درمنثور:۴/۳۱۳)
- جب آپ ﷺ نے قرض ادا کیا تو ان کو دعا دیتے ہوئے فرمایا:

((بَارَکَ اللّٰہُ فِیْ اَھْلِکَ وَمَالِکَ اِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ الْوَفَاءُ وَالْحَمْدُ))

عبداللہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے چالیس ہزار درہم قرض لیا پھر میرا قرضہ ادا کر دیا اور فرمایا قرض کا بدلہ یہی ہے کہ شکر ادا کیا جائے اس کی تعریف کی جائے اور قرض ادا کر دیا جائے۔

- سائل کو دینے کے لئے قرض لینا سنت ہے۔

فرمایا گیا کہ کم گناہ کرو کہ موت آسان ہو اور قرض کم کرو اور معاملہ کم کرو کہ آزادی سے زندگی بسر کرو۔

(ترغیب:۲/۵۴۶)

- تین شخصوں کا قرض خدائے پاک کے ذمہ ہے ایک وہ شخص جو جہاد میں گیا۔ایک وہ شخص جس کے پاس کسی مسلمان کا انتقال ہو رہا تھا اور ایک وہ جس نے زنا سے بچنے کے لئے نکاح کیا اور مر گیا۔(ترغیب:۲/۶۰۳)
- شہید مقروض بھی پہلے پہل جنت میں نہیں جائے گا۔(ترغیب:۲/۶۰۰)

آپ ﷺ نماز میں یہ دعا فرماتے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ))(بخاری:ص۳۲۲)

”اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں گناہ سے اور قرض سے۔“

اور آپ ﷺ یہ دعا فرماتے:

((اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْکُفْرِ وَالدَّیْنِ))(نسائی:۲/۳۱۵)

حسن خلق

- نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں بہترین اخلاق و عادات کے اتمام کے لئے بھیجا گیا ہوں۔(بیہقی فی الشعب:ص۲۳۱)
- حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اس سے جوڑو جو تم سے توڑے، جو تم کو محروم کرے تم اسے دو، جو تمہیں تکلیف پہنچائے تم اسے معاف کرو۔(شرح السنۃ:۱۳/۱۱۳)

حسن اخلاق کی ایک جامع حدیث:

اسلام عمدہ کلام اور لوگوں کو کھانا کھلانے کا نام ہے اور ایمان صبر اور درگزر کرنے کا نام ہے۔افضل ترین اعمال میں سے اچھا عمل یہ ہے کہ انسان کے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ رہیں اور افضل الایمان، اچھے اخلاق ہیں۔اور افضل ترین نماز وہ ہے جس میں لمبی رکعتیں ہوں۔اور افضل ترین ہجرت، برائیوں کو چھوڑنا ہے۔(مجمع الزوائد:۱/۶۶)

- جس نے جھگڑا ختم کیا اور وہ حق پر تھا اس کے لئے جنت میں محل بنایا جائے گا۔ (مجمع الزوائد:۱/۶۶)
- غلطی پر عار دلانا اور ترش رو ہونا خلاف سنت ہے۔(اخلاق النبی ﷺ:ص۳۳)
- بڑائی کی نسبت کسی طرف متعین کرنا خلافِ سنت ہے۔(ابوداؤد:ص۶۶۰)
- کسی کو لوگوں کے سامنے ٹوکنا خلافِ سنت ہے۔(اخلاق النبی ﷺ ص۱۴۴)
- تمہارے اخلاق اس طرح تقسیم ہیں جس طرح کہ تمہارا رزق۔(ادب مفرد:ص۹۱)
- کامل ایمان والا وہ ہے جو اخلاق کے اعتبار سے اچھا ہو اور اپنے بال بچوں پر مہربان

ہو۔(بیہقی فی الشعب ۶/۲۳۲)

- حسن اخلاق اور خاموشی کو لازم پکڑو ان دونوں سے بہتر کوئی وصف نہیں جس سے انسان مزین ہو۔(بیہقی: ۶/۲۴۹)
- لوگوں کے ساتھ اخلاق سے ملو، اُن کے (برے) اعمال کی مخالفت کرو۔ (اتحاف السعادۃ: ۷/۴۲۵)
- حسن اخلاق گناہوں کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح سورج برف کو پگھلا دیتا ہے۔(ترغیب: ۳/۴۰۵)
- ترازو میں سب سے وزنی چیز حسن اخلاق ہے۔(ترمذی: ۲/۲۱)
- دین حسن اخلاق کا نام ہے۔(ترغیب: ۳/۴۰۵)
- بلا حسن خلق کوئی جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔(بیہقی فی الشعب: ۶/۲۴۲)
- تم میں ایمان کے اعتبار سے کامل وہ ہے جو اخلاق کے اعتبار سے عمدہ ہو۔ (بیہقی: ۶/۲۳۰)
- قیامت کے دن سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ ہوگا جو اخلاق کے اعتبار سے عمدہ ہو گا۔(ترمذی ۲/۲۲)
- اگر اخلاق کریمانہ، آسان اور سہل ہوتے تو دنیادار لوگ اس میں آگے بڑھ جاتے۔

مکارم اخلاق دس ہیں:

مکارم اخلاق دس ہیں۔

1. بات میں سچا ہونا
2. خدا کی اطاعت میں سچا خوف
3. سائل کو بخشنا
4. احسان کا بدلہ دینا
5. صلہ رحمی کرنا
6. امانت ادا کرنا
7. اپنی پڑوسی کے لئے یا

8. اپنے رفیق کے لئے برائی برداشت کرنا
9. مہمان کا اکرام کرنا
10. اور ان کی اصل حیاء ہے۔

(بیہقی فی الشعب: ۶/۱۳۸)

اچھے اخلاق کے حصول کی دعائیں

1. ((اَللّٰھُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ))
2. ((اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا یَھْدِیْ لِاَحْسَنِھَآ اِلَّا اَنْتَ وَ اصْرِفْ عَنِّیْ سَیِّئَھَا لَا یَصْرِفُ عَنِّیْ سَیِّئَھَا اِلَّا اَنْتَ))

- بدخلقی ایمان کو اس طرح فاسد کر دیتی ہے جس طرح ایلوا کھانے کو فاسد کر دیتا ہے۔ (بیہقی فی الشعب: ۶/۲۴۷)
- اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے اسے بدخلقی سے نوازتا ہے۔ (ترغیب: ۳/۴۱۱)
- دو خصلتیں مومنین میں جمع نہیں ہوسکتیں:
  1. بدخلقی
  2. بخل

(بیہقی فی الشعب: ۶/۲۴۳)

- ہر گناہ کے لئے توبہ ہے مگر بداخلاق کے لئے توبہ نہیں۔
- بدخلق اور پڑوسی کو تکلیف دینے والا اہل جہنم میں سے ہے۔ (مسند احمد)
- دین کے اعمال میں اخلاص پیدا کرو تھوڑا عمل بھی کافی ہوجائے گا۔(ترغیب: ۱/۵۴)
- سچائی بھلائی کا راستہ بتاتی ہے بھلائی جنت کی رہنمائی ہے ہمیشہ سچ بولنے والا صدیقین

میں شمار ہوتا ہے۔(بخاری:۲/۹۰)

- سچائی جنت کے دروزوں میں سے ایک دروازہ ہے۔(کنزالعمال:۳/۳۴۶)
- دنیا میں سب سے پہلے جو چیز اٹھائی جائے گی وہ آپس کی محبت والفت ہوگی۔ (ادب مفرد:ص۲۶۳)
- تم اگر کسی سے محبت اور دوستی کرو تو اپنے بھائی کو بتادو۔(ادب مفرد:ص۵۴۲)
- دو آدمی آپس میں محبت وتعلق رکھتے ہیں ان میں عالی مرتبہ اس کا ہوتا ہے جو زیادہ تعلق رکھتا ہے۔(ادب مفرد:ص۵۴۳)
- ایمان کے بعد افضل ترین عمل لوگوں سے الفت ومحبت ہے۔(مکارم طبرانی:ص۱۰۴)
- آدمی کا حشر اس کے ساتھ ہوگا۔جس کے ساتھ محبت کرے گا۔ (بخاری:ص۹۱۱)
- مومن کے علاوہ کسی کی مصاحبت اختیار نہ کرو اور تمہارا کھانا متقی کے علاوہ کوئی دوسرا نہ کھائے۔(ترغیب:۴/۳۷)
- تم سے کوئی کامل مومن اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔(بخاری:ص۱۰۲)
- اپنے مسلمان بھائی کو خوش کرنا مغفرت کے واجب کرنے والے اعمال میں سے ہے۔ (ترغیب:۳/۳۴۹)
- جس نے کسی مسلمان کے گھر والوں کو خوشی ومسرت میں ڈالا۔اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرکے ہی راضی ہوگا۔(ترغیب:۲/۳۹۴)
- مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے اور محبوب اس کے نزدیک وہ ہے جو اس کی عیال کے لئے نفع بخش ہو۔(مشکوٰۃ شریف:ص۲۱۲)
- جو اپنے بھائی کی کسی ضرورت کے لئے چلے تو اس کے لئے ہر قدم پر ستر نیکیاں لکھی

جاتی ہیں۔اگر ضرورت پوری ہوجائے تو تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ (ترغیب:۲/۳۹۳)

- اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ بھلائی وخیر کا ارادہ کرتا ہے تو لوگوں کی ضرورتیں ان سے وابستہ اور متعلق کردیتا ہے۔(بیہقی)
- کسی بھائی کی ضرورت میں چلنا مسجد نبوی ﷺ کے دو ماہ کے اعتکاف سے افضل ہے۔ (مستدرک حاکم:۴/۲۷۰)
- اپنے کسی بھائی کی ضرورت میں چلنا اور اس میں کوشش کرنا دس سال کے اعتکاف سے بڑھ کر ہے۔(ترغیب:۲/۱۵۰)
- اللہ پاک کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل پریشان حال کی مدد کرنا ہے۔ (کنزالعمال:۳/۴۱۷)
- کسی مسلمان کے غم اور پریشانی کو دور کرنا قیامت کے دن پریشانی سے محفوظ ہونے کا سبب ہے۔(بخاری:۱/۳۳۰)
- تین آدمیوں کی دعائیں رد نہیں ہوتی۔(۱)روزہ دار کی (۲)منصف امام کی (۳)مظلوم کی۔ (جامع صغیر:ص۱۶)
- مظلوم کی بددعا سے بچنا کہ اس کے اور اس کے رب کے درمیان کوئی حجاب و پردہ نہیں۔ (بخاری:ص۳۳۱)

دوستی کی سنتیں

جو کسی کے ساتھ دوستی کرے تو اس کا نام، والد کا نام، قبیلہ، گھر اور اس کے متعلق پوچھ لیں اس سے محبت پیدا ہوگی اگر وہ غائب ہو تو اس کی حفاظت کرے اگر وہ مریض ہو تو اس

کی عیادت کرے۔ اگر وہ فوت ہوجائے تو جنازہ میں شریک ہو۔

- جو کسی مسلمان بھائی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے محبت رکھتا ہو اور اسے اطلاع نہ دے تو یقیناً اس نے خیانت کی۔

(کنز:۹/۱۲)

- جب تم میں سے کوئی شخص کسی ساتھی سے کوئی ضرر کی چیزیں لے تو اسے دکھائے پھر اسے پھینک دے۔
- جب تم میں سے کوئی شخص کسی بھائی کی زیارت کیلئے آئے تو وہ اس کے ساتھ بیٹھے اور اس کی اجازت کے بغیر نہ اٹھے۔

(کنز:۹/۱۳)

- جب تم میں سے کوئی شخص تمہاری زیارت کے لئے آئے اور اس کے لئے کوئی چیز بچھائی گرد وغبار سے حفاظت کے لئے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے بچائے گا۔

(کنز:۹/۱۳)

- مریض کی عیادت کے لئے ایک میل چلا کرو، مسلمان کی زیارت کے لئے تین میل چلا کرو۔ (کنز:۹/۱۳)
- بے شک اللہ تعالیٰ قدیم محبت کے برقرار رکھنے کو پسند کرتے ہیں۔ (کنز:۹/۱۳)
- ہرگز اس کے ساتھ دوستی نہ کرو جو تمہیں عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا جیسا کہ تم اسے دیکھتے ہو۔ (کنز:۹/۱۵)
- تین چیزوں میں اپنے بھائی کے ساتھ محبت کرو۔ سلام کرو جب ان سے ملو۔ مجلس میں ان کو جگہ دو اور اچھے نام کے ساتھ ان کو بلاؤ۔
- جب تم میں کوئی شخص کسی کی داڑھی یا سر سے تکلیف دہ چیز ہٹائے تو اسے دکھائے اور

پھر پھینکے اور یہ نیکی ہے اور ایک نیکی کا ثواب دس نیکی کے برابر ہے جب وہ اسے پھینکتا ہے تو دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔

(کنزالعمال:۹/۱۷)

- جب تم میں سے کوئی کسی بھائی کے ہاں داخل ہو تو اس کی اجازت کے بغیر چپل نہ نکالے۔ (کنز:۹/۱۷)
- فقیر کی زیارت کرنا تہجد اور روزے کے برابر ہے فقیر کی زیارت سے جہاد کا ثواب ملتا ہے اور اس کے قدم فی سبیل اللہ میں شمار ہوتے ہیں۔ (کنز:۹/۱۸)
- جو مسلمانوں (انتہائی امور) کے کاموں کا اہتمام نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔

(کنز:۹/۱۸)

آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ سایہ اور سورج دونوں میں ایک وقت ہی میں بیٹھے۔

- نیک دوست کی مثال عطر فروش کی ہے اگر وہ نہ بھی دیں تو اس کی خوشبو سے نفع پہنچے گا اور برے ساتھی کی مثال بھٹی کی ہے اگر تمہارے کپڑے نہ بھی جلائے پھر بھی اس کے ہونے سے بدبو تو آئے گی۔ (طبرانی، حسن، مجمع:۸/۶۴)
- اپنے ساتھیوں کے راحت وآرام کا خیال رکھنا چاہئے کیونکہ ایک دفعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور فرمایا آپ ﷺ سایہ میں بیٹھتے ہیں اور آپ ﷺ کے ساتھی دھوپ میں ہیں۔ (کنزالعمال:۹/۱۸)

خوشی ومسرت کے وقت کی سنتیں

- خوشی اور شادمانی کے موقعہ پر آپ ﷺ کا چہرہ انور چاند کی مانند ہوجاتا۔

(بخاری:ص۵۰۲)



- ناراضگی کی حالت میں آپ ﷺ کے چہرہ انور کا رنگ متغیر ہو جاتا۔

(اخلاق:ص ۱۴۱)

- آپ ﷺ پر کسی چیز کا زیادہ اثر ہو جاتا تو اپنی داڑھی مبارک میں ہاتھ ڈالتے۔

(سیرۃ الشامی: ۹/۴۰۱)

- خوشی کے موقعہ پر یہ دعا پڑھنا سنت ہے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ))

''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنی نعمتیں میرے لیے پوری کیں۔''

(کنز: ۷/۱۳۹)

- غصہ دیر میں ہوتے اور خوش جلدی ہوتے۔ (ترمذی)
- جب آپ ﷺ کسی سے ناراض ہوتے تو اس سے منہ پھیر لیتے۔

(اخلاق النبی:ص ۱۹۰)

- رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ پُرمزاح تھے۔ (بیہقی فی الدلائل)
- چھوٹے بچوں سے مزاح سنت ہے۔ (بخاری:ص ۹۰۵)
- بڑوں سے (ادب واحترام کا لحاظ کرتے ہوئے) مزاح سنت ہے۔ (شمائل)
- اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے مزاح فرماتے تھے۔ (سبل الہدیٰ:ص ۱۱۶)
- بیوی سے مزاح کرنا سنت ہے۔ (سبل الہدیٰ:ص ۱۱۴)
- بوڑھی عورت سے بھی مزاح سنت ہے۔ (سبل: ۷/۱۱۶)
- جھوٹا مزاح خلافِ سنت ہے۔ (بیہقی فی الشعب:ص ۳۱۷)
- مزاح کی کثرت وقار کو کھو دیتی ہے۔ (اتحاف: ۷/۴۹۹)
- مزاحاً کسی کا سامان لینا خلافِ سنت ہے۔ (ابو دائود:ص ۶۸۳)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس

- مجلس میں کوئی نامناسب کام نامناسب بات کرتا تو آپ ﷺ روک دیتے یا اٹھ کر چلے جاتے۔
- مجلس میں آنے والوں کا اکرام سنت ہے۔

(اتحاف السعادۃ: ۷/۱۱۱)

- اکرام میں اپنی چادر بچھانا سنت ہے۔ (اتحاف: ۷/۱۱۱)
- مجلسی گفتگو میں اصحاب مجلس کی رعایت کرنا سنت ہے۔ (اخلاق النبی ﷺ:ص ۴)
- تکیہ سے اکرام کرنا سنت ہے۔ (مکارم ابن ابی الدنیا:ص ۳۶۸)
- تقویٰ اور احتیاط کے پیش نظر کھڑے ہونا خلافِ سنت ہے۔

(بیہقی فی الشعب: ۶/۴۶۹)

- از راہ محبت وشفقت کھڑے ہونا سنت ہے۔ (بیہقی: ۶/۴۶۷)
- مجلس میں کسی معزز شخص کی آمد پر اکراماً کھڑے ہونا سنت ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/۵۲)
- مجلس میں لوگوں کی گردنوں کو پھلانگنا خلافِ سنت ہے۔ (کنز: ۹/۶۳۶)
- دو آدمی کی مجلس میں تیسرے آدمی کا بلا اجازت شریک ہونا خلافِ سنت ہے۔

(مجمع:ص ۶۳)

- مجلس میں حاضر ہوتے وقت سلام کرنا سنت ہے۔ (کنز العمال: ۹/۱۴۴)
- مجلس سے اٹھتے وقت سلام کرنا سنت ہے۔ (کنز العمال:ص ۱۴۵)
- جہاں مجلس ختم ہو رہی ہو وہاں بیٹھنا سنت ہے۔ (کنز: ۹/۱۳۸)
- تواضع یہ ہے کہ مجلس کے کنارے ہی میں بیٹھنے پر خوش رہے۔ (جامع صغیر:ص ۲۴۵۹)
- مجلس میں کسی کو اٹھا کر بیٹھنا خلاف سنت ہے۔ (بخاری:ص ۹۲۹)



- اگر کوئی مجلس سے کسی ضرورت کی وجہ سے جائے پھر واپس آ جائے تو وہ اپنی جگہ کا حقدار ہے۔(مکارم:ص ۷۱۱)
- مجلس میں آدمی جب بیٹھے تو جوتا اتارے اس کو اپنے بغل میں رکھنا سنت ہے۔ (مشکوٰۃ)
- گزرگاہوں میں اور راستے میں بیٹھنا خلافِ سنت ہے۔(ادب:ص ۵۳۵)
- اندھیرے میں بیٹھنا خلافِ سنت ہے۔(مجمع الزوائد:۸/۶۱)
- مجلس کے بیچ میں بیٹھنا خلافِ سنت ہے۔(مجمع الزوائد:ص ۶۰)
- بات کرنے والے کی طرف رخ کرنا سنت ہے۔(ابن ماجہ:ص ۲۶۴)
- قبلہ رخ بیٹھنا سنت ہے (مجمع الزوائد:ص ۵۹)
- مجلس کی بات امانت ہے۔ (جامع صغیر)
- بہترین مجلس وہ ہے جس میں وسعت زیادہ ہے۔(ادب مفرد:ص ۳۳۱)
- بدترین مجلس وہ ہے جو بازار کے راستے پر ہو۔(کنز:۹/۱۴۱)
- دروازے کے سامنے کھڑا ہونا خلافِ سنت ہے۔(بزار کشف الاستار:۲/۴۲۵)
- مجلس کا حق یہ ہے کہ خوب اللہ کا ذکر کرو۔لوگوں کو صحیح راستہ بتاؤ۔ (کنز:۹/۱۳۹)
- بری مجلس سے تنہائی بہتر ہے۔(مکارم خرائطی:ص ۷۳۹)
- عام مجلسوں سے پرہیز کرو۔(کنز:۹/۲۶)
- مجلس میں (کوئی چیز) تقسیم دائیں جانب سے کرنا سنت ہے۔ (بخاری مختصراً:۲/۴۸۰)
- پلانے والے کو سب سے آخر میں پینا سنت ہے۔(اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم:ص ۶۷۸)
- مجلس میں اٹھنے سے قبل استغفار کرنا سنت ہے۔(ابن سنی:ص ۴۰۱)

- جب مجلس سے اٹھے تو یہ کلمات کہے:

((سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ)) (ترمذی)

کفارہ مجلس کی دعا:

((سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ))

(ترمذی ۲/۱۸۱)

- دائرہ حلقہ بنا کر بیٹھنا سنت ہے۔(کنز العمال:۷/۱۵۲)
- حبوہ یا گوٹ مار کر بیٹھنا سنت ہے۔(سیرۃ الشامی:ص ۱۵۳)
- فجر کے بعد چار زانو بیٹھنا سنت ہے۔ (ابو دائود:ص ۶۶۶)
- جوتے اتار کر بیٹھنا سنت ہے۔(کنز العمال:۷/۱۵۲)
- کرسی پر بیٹھ کر مسجد میں وعظ کرنا سنت ہے۔ (مسلم:۱/۲۸۷)

بچوں سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتیں

- بچوں سے خوش مزاجی سنت ہے۔(دلائل النبوۃ:ص ۳۳۱)
- بچوں کو سلام کرنا سنت ہے۔(بخاری:ص ۹۲۳)
- بچوں سے مصافحہ کرنا سنت ہے۔(ادب مفرد:ص ۶۸۶)
- بچوں سے معانقہ کرنا سنت ہے۔(ادب مفرد:۱۱۶)
- مجلسی تقسیم میں بچوں کے ساتھ رعایت کرنا سنت ہے۔ (اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم:ص ۷۱۴)
- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں اور اہل وعیال پر بڑے مہربان تھے۔(کنز العمال:۷/۱۵۵)
- بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور گود میں بٹھانا سنت ہے۔(ادب مفرد:۱۱۷)

- اپنی اولاد کے ساتھ غایت درجہ محبت کرنا سنت ہے۔

(اخلاق النبی ﷺ: ص ۱۳۰)

آپ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی آمد پر حد درجہ خوشی کا اظہار کرتے تھے۔

(ادب مفرد: ص ۲۸۹)

- بچوں کو کندھے پر اٹھالینا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۵۳۰)
- بچوں کے ساتھ کھیل کھیلنا بھی سنت ہے۔ (مسند احمد: ۳/۳۶۳)
- بچے آپ ﷺ پر نماز کی حالت میں کھیلتے۔ (مطالب عالیہ: ۲/۷۲)
- لوگوں کے گھر جانا اور ان کے بچوں سے محبت کرنا سنت ہے۔

(حاشیہ ادب مفرد: ص ۳۰۶)

- بیمار بچوں کی عیادت کرنا سنت ہے۔ (ادب مفرد مختصراً: ص ۱۵۶)
- بچوں کی عمر درازی کی دعا کرنا سنت ہے۔ (خصائص کبریٰ: ص ۱۶۸)
- بچوں کو اے میرے بیٹے کہہ کر پکارنا سنت ہے۔ (ابو داؤد: ص ۶۷۸)

رفتار اور چلنا مبارک

تیز رفتاری سے چلنا سنت ہے۔ (ابن سعد: ص ۳۷۹)

- چستی کے ساتھ چلنا سنت ہے۔ (ابن سعد: ص ۳۷۹)
- رسول اللہ ﷺ اس طرح چلتے گویا اونچائی سے اترتے۔ (اتحاف: ۷/۵۴)
- رسول مقبول ﷺ اس طرح چلتے گویا جھک کر چلتے ہوئے معلوم ہوتے۔

(سبل الہدیٰ: ۷/۱۵۹)

- چلتے ہوئے ادھر ادھر دیکھنا خلافِ سنت ہے۔ (ابن سعد: ص ۳۷۹)
- رسول اللہ ﷺ پیچھے کی جانب بلا مڑے بھی چل دیتے تھے۔ (ترمذی: ص ۱۳۱)

- کبھی کبھی ننگے پیر چلنا سنت ہے۔ (سبل الہدیٰ: ص ۱۶۰)
- کبھی کبھی پیدل چلنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۱۵۹)
- کبھی اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کا ہاتھ پکڑ کر چلتے۔ (مسند احمد: ص ۴۲)
- عصا کے سہارے چلنا سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۲۷۲)

ہدیہ کی سنتیں

- ہدیہ قبول کرنا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ۳/۱۵۰)
- ہدیہ کا مقصد مہدی الیہ کو خوش کرنا ہے اور صدقہ کا مقصد ثواب حاصل کرنا ہے اسی وجہ سے ہدیہ اغنیاء کو بھی دیا جاسکتا ہے۔ لیکن ان کو صدقہ واجبہ نہیں دیا جاسکتا۔
- لانے والے سے یہ معلوم کرنا ہدیہ ہے یا صدقہ سنت ہے۔

(بخاری: ص ۳۵۰)

- صدقہ اپنے اصحاب کو دیتے اور ہدیہ خود بھی کھاتے اور اصحاب کو بھی کھلاتے۔

(مجمع: ۳/۹۳)

- آپ ﷺ نے فرمایا کھانے کا ہدیہ آپس میں لیا دیا کرو یہ تمہارے رزق کی وسعت کا باعث ہے۔ (جامع صغیر: ص ۳۰۴)
- پڑوسیوں کو ہدیہ دینے کے لئے شوربہ زیادہ کرنا سنت ہے۔ (الادب المفرد: ص ۶۲)
- ہدیہ سینے کے کینے کو دور کرتا ہے۔ (جامع صغیر: ص ۲۰۳)
- ہدیہ بخشش خداوندی ہے۔ (مکارم اخلاق)
- آپ ﷺ نے آپس میں ہدیہ لینے دینے کا حکم فرمایا۔ (جامع صغیر: ص ۲۰۲)
- ہدیہ سے محبت بڑھتی ہے۔ (جامع صغیر: ص ۲۰۲)

- حضور پاک ﷺ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہدیہ دیتے تھے۔
(مصنف عبدالرزاق:۳/۱۸۵)
- کھانے کے بعد باقی ماندہ کا ہدیہ پیش کرنا سنت ہے۔(طحطاوی:۲/۳۲۸)
- حضرت تمیم داری نے آپ ﷺ کو ایک گھوڑا ہدیۃً پیش کیا جسے آپ نے عمر رضی اللہ عنہ کو ہدیہ پیش کیا۔(عمدۃ القاری:۱۲/۲۲)
- نقد روپیہ کا ہدیہ سنت سے ثابت ہے۔(شمائل ترمذی)
- شاہ مقوقس نے آپ کی خدمت میں شیشے کا پیالہ ہدیۃً پیش کیا تھا۔ (مجمع الزوائد)
- ذی نیران کے بادشاہ نے ایک گھڑا من کا ہدیہ پیش کیا۔(مجمع:۴/۱۵۳)
- آپ ﷺ کو ایلہ کے بادشاہ نے سفید خچر اور منقش چادر ہدیہ دیا تھا۔
- شاہ روم نے آپ ﷺ کو ایک ریشمی جبہ بھیجا تھا۔(سبل الہدیٰ:۹/۲۸)
- آپ ﷺ نے ملاعب الاسنہ کا ہدیہ قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا میں بت پرست کا ہدیہ قبول نہیں کرتا۔(سبل الہدیٰ:۹/۳۰)
- مشرکین کے ہدایا کے متعلق آپ ﷺ کے دو عمل رہے ہیں کبھی آپ ﷺ نے قبول فرمایا ہدایت کی امید یا کسی اسلامی مصلحت کی وجہ سے ورنہ آپ ﷺ نے رد فرمایا۔
(عمدۃ القاری:۱۲/۱۸۵)
- بچوں کی معرفت ہدیہ بھیجنے میں کوئی حرج نہیں۔(مجمع:۴/۱۵۰)
- ہدیہ پر ہدیہ دینا سنت ہے۔(سبل الہدیٰ:۲/۲۶)
- بلا انتظار و حرص کے کوئی چیز مل جائے تو اسے قبول کرنا سنت ہے۔
(صحیح ابن حبان:۱۱/۵۰۹)
- اللہ تعالیٰ کوئی چیز مرحمت فرما دیں تو اسے لے لینا چاہئے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے روزی ہے۔

- بڑوں کو یا دینی مقتداؤں کو ہدیہ دینا اور ان کو قبول کرنا چاہئے۔
(مجمع الزوائد:۱۵۰)
- حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بکثرت ہدایا کا معاملہ رکھا کرتے تھے۔
(مجمع الزوائد:۴/۱۴۹)
- آپ ﷺ نے عورتوں کو بھی ہدیہ کا حکم فرمایا ہے۔(مجمع الزوائد:۳/۱۴۲)
- آپ ﷺ نے فرمایا کسی عورت کے لئے اپنے مال میں تصرف جائز نہیں جب تک شوہر اجازت نہ دے دے۔(ابن ماجہ)
- عذر کی وجہ سے ہدیہ قبول نہ کرنا سنت ہے۔(مسلم:۱/۳۵۰)
- ہدیہ کے عوض سے ناراض ہونے والے کا ہدیہ آپ ﷺ قبول نہ فرماتے۔
(مشکوٰۃ:ص۲۶۱)
- ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے تر کھجور کا ایک خوشہ اور گڑی آپ ﷺ کے پاس بھیجا آپ ﷺ نے کھالیا چنانچہ آپ ﷺ نے مجھے دو ہتھیلی بھر سونا اور زیور عطا کیا اور فرمایا اسے پہن لو۔(سبل الہدیٰ:۹/۱۷)
- ازواج مطہرات کا آپس میں ہدیہ لینا دینا رہتا تھا۔(ابن ماجہ)
- آپ ﷺ نے ہدیہ کے مکافات کا حکم فرمایا۔(مجمع الزوائد:۴/۱۵۲)
- ہدیہ سے مبغوض محبوب بن گیا۔(مکارم ابن ابی الدنیا:ص۲۵۵)
- غریب اور محتاج کا بھی ہدیہ قبول کرنا سنت ہے۔(سبل الہدیٰ ۷/۲۷)
- شادی کے موقع پر ہدیہ بھیجنا سنت ہے۔(بخاری:ص۷۷۵)
- کافر رشتہ دار کو ہدیہ دینا درست ہے (مصالح کی بنا پر نہ کہ خلوص محبت سے)۔
(بخاری:ص۳۵۷)

- قریبی ہمسایہ کو ہدیہ دینا سنت ہے۔(بخاری:ص ۳۵۳)
- معمولی درجہ کا بھی ہدیہ قبول کرنے کا حکم فرمایا۔(مجمع:۴/۱۴۹)
- کسی کے احسان اور ہدیہ کا ذکر کرنا شکر کرنا ہے۔(مجمع:۴/۱۵۲)
- آپ نے متفاخرین کے کھانے سے منع فرمایا۔(ابوداؤد)
- جس پر قرض ہو اس کا ہدیہ قبول کرنا منع ہے۔(کنز:۶/۲۳۸)
- تین چیزوں کا ہدیہ واپس نہیں کیا جاتا۔دودھ، تکیہ، خوشبو والا تیل۔(ترمذی:ص ۱۵۲)
- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گوشت کی دعوت یا گوشت کا ہدیہ رد نہ فرماتے تھے۔(ابن ماجہ:۲/۲۴۱)
- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عطر کا ہدیہ واپس نہ فرماتے تھے۔(بخاری:ص ۳۵۱)
- احسان یا ہدیہ کا بدلہ دعا سے دینا سنت ہے۔(مجمع:۸/۱۸۱)
- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے احسان کرنے پر جزاک اللہ خیرًا کہا اس نے اس کی گویا پوری تعریف کی۔(ترغیب ۲/۷۷)
- اہل مجلس پر ہدیہ تقسیم کر دینا سنت ہے۔ (ابن ماجہ:ص ۱۱۴۳)
- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی ہدیہ پیش کیا جائے اور لوگ اس کے پاس موجود ہوں تو وہ لوگ اس میں شریک ہیں۔(سنن کبریٰ:۶/۱۸۳)
- کسی عہدے کی بنا پر ہدیہ لینے سے منع فرمایا۔(مشکوٰۃ:ص ۳۲۶)
- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کی سفارش کرے اور اس سفارش کی وجہ سے اس کو ہدیہ میں کوئی چیز ملے اور وہ اسے لے لے تو وہ سود کے دروازوں میں سے بڑے دروازے میں داخل ہو گیا۔(مشکوٰۃ:ص ۳۲۶)

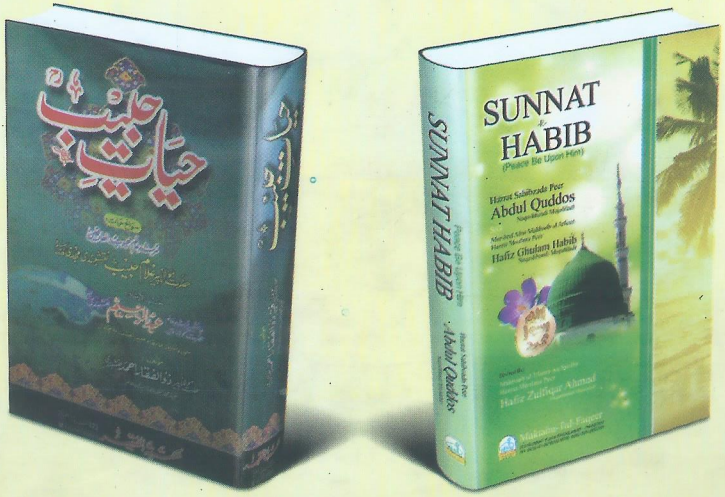
علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

سُنّتِ حبیبؐ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں،

''کہہ دو اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو تا کہ تم سے اللہ محبت کرے''

پھر جس سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں، حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے، کہ میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے، اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ یہی وصلِ الٰہی کا وہ مقام ہے کہ جس پر انسان کا ہر عضو بے ساختگی سے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق عمل کرتا ہے، بلکہ انسان کے جذبات، خیالات اور خواہشات سب اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع ہو جاتے ہیں۔ یہی قلبِ سلیم اور نفس مطمئنہ کا وہ مقام ہے کہ جس پر شریعت کی حقیقت نصیب ہو جاتی ہے اور انسان بندگی کا حق ادا کرنے کے قابل بن جاتا ہے۔



مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
0322-8669680
Cell: 0300-9652292 Email: ALFaqeerfsd@yahoo.com
MAKTABA-TUL-FAQEER